

تذكرة مشايخ محمد مجدي

جزء سوم

مفتي آفاق احمد مجدي

شعبه نشر و اشاعت

الجامعة الإسلامية قنوج

Marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق طباعت بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : تذکرہ مشائخ مجددیہ حصہ سوئم

مصنف : حضرت علامہ مفتی آفاق احمد مجددی

تصحیح : مولانا محمد زین العابدین برکاتی

سال طباعت : ۲۰۰۲ء مطابق ۱۴۲۵ھ

اشاعت : بار اول

تعداد : گیارہ سو

قیمت : روپے

کتابت : مولوی محمد احمد سعید مجددی

ڈزائننگ : مولانا محمد اکبر حسین

برکاتی کمپیوٹر سینٹر جمالی پورہ قنوج یوپی

فہرست

۳۷	وصال	۲۱	۵	کچھ اپنی باتیں	۱
۳۷	بعد وصال کرامت	۲۲	۷	حضرت علامہ مفتی رضا علی	۲
۳۹	حضرت مولانا سید ابوالخیرات	۲۳	۷	نام و نسب	۳
۳۹	ولادت مبارکہ	۲۴	۷	ولادت مبارکہ	۴
۳۹	تحصیل علم	۲۵	۷	حج و زیارت	۵
۳۹	مدرسہ کا قیام	۲۶	۸	اوصاف و کمالات	۶
۴۰	ایام طفولیت	۲۷	۹	دینی خدمات	۷
۴۰	تحصیل کمالات	۲۸	۱۵	خلفاء	۸
۴۳	دینی خدمات	۲۹	۱۶	اولاد و امجاد	۹
۴۴	حلقہ ارادت	۳۰	۱۷	کرامات و تصرفات	۱۰
۴۴	اخلاق و عادات	۳۱	۲۲	وصال	۱۱
۴۶	تصرفات و کمالات	۳۲	۲۴	مولانا سید عبدالخلیم سیوانی	۱۲
۵۳	شادی و اولاد	۳۳	۲۴	ولادت	۱۳
۵۴	خلفاء	۳۴	۲۵	خاندانی حالات	۱۴
۵۵	مولانا نور محمد عرف مستان بابا	۳۵	۲۶	ابتدائی حالات	۱۵
۵۹	وصال	۳۶	۲۶	تعلیم و تربیت	۱۶
۶۲	مولانا شاہ غلام محمد صاحب	۳۷	۲۷	عطاء کمالات	۱۷
۶۴	خاندانی حالات	۳۸	۲۸	سیوان واپسی	۱۸
۶۳	بھارت و ولادت	۳۹	۳۵	اخلاق، عادات و اوصاف	۱۹
۶۴	ولادت	۴۰	۳۶	نکاح اور اولاد	۲۰

۱۰۴	ولادت باسعادت	۶۰	۶۴	تحصیل علم	۴۱
۱۰۴	تحصیل علم	۶۱	۶۵	تحصیل کمالات	۴۲
۱۰۵	اوصاف و خصائل	۶۲	۶۸	اوصاف و کمالات	۴۳
۱۰۹	تحصیل کمالات	۶۳	۷۲	معمولات	۴۴
۱۱۳	بعض مکشوفات	۶۴	۷۳	علوم مرتبت کے شواہد	۴۵
۱۱۶	خوف و خشیت	۶۵	۷۵	دینی خدمات	۴۶
۱۱۶	اشاعت طریقہ	۶۶	۷۷	کرامات و تصرفات	۴۷
۱۱۷	خدمت دین	۶۷	۸۵	علم وصال	۴۸
۱۲۰	معمولات	۶۸	۸۹	زکاح و اولاد	۴۹
۱۲۱	کرامات و تصرفات	۶۹	۹۰	خلفاء کرام	۵۰
۱۳۲	معاونین	۷۰	۹۲	حضرت حافظ علی احمد صاحب	۵۱
۱۳۵	الجامعۃ الاحمدیہ	۷۱	۹۳	خاندانی حالات	۵۲
			۹۴	تعلیم و تربیت	۵۳
			۹۴	عین	۵۴
			۹۵	بسم اللہ کا چلہ	۵۵
			۹۵	اجمیر کا سفر	۵۶
			۱۰۰	حضرت الہی دین صاحب	۵۷
			۱۰۳	حضرت حلیمہ رحمۃ اللہ علیہا	۵۸
			۱۰۴	حضرت مولانا احمد رضا خاں	۵۹

﴿ کچھ اپنی باتیں ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تذکرہ مشائخ مجددیہ کا یہ وہ حصہ ہے جو ان بزرگوں کے ذکر پر مشتمل ہے جنکی حیات و خدمات کی تفصیلات آج تحریری شکل میں ہمارے سامنے موجود نہیں ہیں انہیں اکثر اس وقت سے ہیں جب کہ ہندوستان سیاسی اور مذہبی اختلاف و انتشار کے بھیانک دور سے گزر رہا تھا ایک طرف مغل دور کا خاتمہ ہو رہا تھا اور انگریزی سامراج اپنے قدم جما رہا تھا دوسری طرف وہابیت و دیوبندیت جنم لے رہی تھی اہل حق کے لئے یہ دور بڑی آزمائش کا تھا۔ اس مختصر تحریر میں اس بات کی گنجائش نہیں کہ یہ بتایا جاسکے کہ اسلامی حکومت کے زوال سے اسلامی ہندوستان کس خسارہ کا شکار ہوا۔ ورنہ آپ جانتے کہ اسلامی درد رکھنے والے اس دور میں کس رنج و الم، کرب و بے چینی میں مبتلا تھے دوسری طرف وہابیت جس کی بنا ہی رسالت و نبوت اور قرب و ولایت کے عناد پر پڑی تھی مذہبی درد رکھنے والے حساس اس کے عزائم و ارادوں سے اچھی طرح واقف تھے اور ان خطرات سے پوری طرح آگاہ تھے جو اس کے پھیلنے پر ہو سکتے تھے ہر درد مند سے اس وقت جو بھی ہو سکتا تھا اس نے کیا۔

ان ہی بزرگوں نے اسلام و سنیت کے تحفظ کے لئے جان و تن سب کچھ پیش کر دیا اور اسلام و سنیت کو اس کی ظاہری و باطنی عظمتوں کے ساتھ زندہ رکھنے کی بھرپور کوشش کی اور اس مادیت کے دور میں علم و عمل اور طریقت و حقیقت کے جلووں

سے دلوں کی دنیا منور کر کے مذہب کی بقاء و تحفظ کا زبردست کام کیا اگر انکی حیات و خدمات کی تفصیلات میسر آئیں تو آپ انکی خدمتوں کا صحیح اندازہ لگا کے داد و تحسین دیں گے۔

الغرض جو کچھ ملا سے صفحات قرطاس پر ثبت کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیا روایت و درایت کی پوری ذمہ داریوں کے ساتھ واقعات کو درج کیا گیا اور نہایت ذمہ دار و دیندار اور صالح و صادق لوگوں پر اعتماد کیا گیا ہے۔

آخر میں دعا گو ہوں ان فرزندوں کے لئے جنہوں نے اس کی اشاعت و طباعت کا بار اپنے کاندھوں پر اٹھایا اور ان کی کوششوں سے یہ حصہ منظر عام پر آیا مولا کریم اسباب مہیا کرے کہ باقی دو حصے بھی جلد آپ کے ہاتھوں تک پہنچیں۔

﴿ فقط ﴾

☆ آفاق احمد مجددی ☆

قطب بنارس حضرت علامہ مفتی رضا علی صاحب

☆ قدس سرہ ☆

☆ نام و نسب ☆

جامع کمالات صوری و معنوی، واقف اسرار خفی و جلی حضرت شیخ علامہ مفتی رضا علی ابن سخاوت علی ابن ابراہیم ابن عمر رحمۃ اللہ علیہم نسباً فاروقی مذہباً حنفی مشرباً نقشبندی مجددی اور موطناً بنارس ہیں۔

☆ ولادت مبارکہ ☆

۱۶ صفر المظفر ۱۲۳۶ھ میں رونق افزاء عالم ہوئے اسی زمانے کے بلند پایہ اساتذہ سے علوم نقلیہ و فنون عقلیہ کی تحصیل فرما کر بچہ ۱۶ سال ۱۲۶۲ھ میں سند

فراغت حاصل فرمائی۔ ☆ حج و زیارت ☆

اور ۱۲۷۵ھ میں حرمین شریفین کا سفر فرمایا ایک سال مستقل وہاں قیام رہا۔ وہیں قبلہ عالم حضرت خواجہ احمد سعید صاحب مجددی قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی اور اپنی بلندی استعداد کی بنیاد پر روحانی کمالات کی بلند منزل پر فائز ہوئے۔ وہاں سے واپس آکر علوم و فنون کی تدریس میں مشغول ہوئے اور بڑے بڑے نامور فقہاء آپکی آغوش تربیت میں پلے بڑھے اور علم و فن کی بلند منزل پر فائز ہوئے۔

☆ اوصاف و کمالات ☆

آپ کو رب تعالیٰ نے عجب بلند استعداد سے نوازا تھا ظاہری و باطنی صلاحیت و قابلیت نقطہ کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ بچپن سے ہی نیک خصال اور دین داری و پرہیزگاری سے آراستہ تھے۔ اپنے زمانے کے زبردست قاری خوش الحان تھے۔ اس سلسلے میں آپ کی بلندی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے مرشد عالی وقار نے مدینہ منورہ میں رمضان المبارک میں (جب انہیں شدید مرض لاحق ہوا) تو ہزاروں علماء و فضلاء اور صلحاء و اتقیاء کے درمیان آپ کو نماز تراویح کی امامت کے لئے منتخب فرمایا۔ علوم و فنون اور فتویٰ نویسی میں اس منزل پر پہنچنے کے سید عبدالحی لکھنوی زہد الخواطر میں لکھتے ہیں و انتہت الیہ ریاسة الفتيا ببلدته حقیقت یہی ہے کہ شہر بنارس اور اسکے اطراف میں پھر آپ جیسا مفتی و مدرس کوئی وجود میں نہ آسکا۔ زبان و بیان پر بڑی عظیم قدرت پائی تھی علوم و فنون میں مہارت و شہرت اس درجہ تھی کہ دور دور سے لوگ جوق در جوق علوم و فنون کی تحصیل کے لئے آتے اور تشنگی علم بچھاتے۔ اس سب کے باوجود وعظ و تقریر میں بھی بڑی انوکھی شان کے مالک تھے۔ بڑی دل نشیں آواز اور قلب و جگر کی گہرائیوں میں اتر جانے والا انداز پایا۔ آپ کا وعظ بڑا پرتا شیر ہوتا، بڑے بڑے دقیق مسائل نہایت سہل طریقے سے عوام کی عقلوں میں اتار دیتے نکتہ آفرینی ایسی کہ لوگ عیش عیش کراٹھتے شہر اور بیرون شہر اشاعت دین و مذہب کے لئے آپ کے تقریری پروگرام ہوتے۔ الغرض آپ اپنے وقت کے عظیم مدرس، شہر کے فقیہ و مفتی اعظم اور بالغ نظر و اعظ اور خطیب اور نکتہ رس مصنف تھے۔ ان تمام کمالات کے ساتھ ساتھ شعر گوئی اور

نعت گوئی کا زبردست ملکہ حاصل تھا محفوظ نہیں ہے مگر کچھ نعتیں ضرور پائی جاتی ہیں جو آپ کے اندرون سینہ کی کیفیتوں کی پوری پوری عکاسی کرتی ہیں اور پتہ چلتا ہے کہ عشق رسول ﷺ کوٹ کوٹ کر آپ کے سینے میں بھرا گیا تھا نیز آپ کے اشعار بتاتے ہیں کہ کلام کو موزوں کرنے میں بڑی قدرت حاصل تھی اور زبان نہایت سلیس اور آسان جو آپ نے شجرہ طریقت فارسی میں نظم فرمایا ہے وہ آپ کے کمال کا اس سلسلے میں کھلا گواہ ہے دین حق کی الفت و محبت رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی۔ آپ نے مذہب حق کے فروغ و ارتقاء کیلئے اپنے شب و روز کی تمام ساعتوں کو وقف کر دیا تھا۔

☆ دینی خدمات ☆

آپ کے سامنے باطل طاقتوں نے کئی محاذ کھول دئے تھے۔ ایک طرف انگریز تھے جو نہایت ہوشیاری اور چالاکی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی کے درپے تھے انگریزوں کا تسلط و غلبہ آپ کے وجود کو کھائے جا رہا تھا۔ آپ انکی خفیہ چالوں کو اچھی طرح محسوس کر چکے تھے ہندوستان سے انگریزوں کے قدم اکھاڑنے، انھیں بھگانے اور پھر سے اسلامی ریاست قائم کرنے میں آپ نے بہت جدوجہد کی۔ آپ نے باضابطہ انگریزوں کے خلاف جنگ لڑی جہاد کے جذبے سے سرشار قلب آپ کو سر سے کفن باندھ کر میدان میں نکال لایا اور حتی الوسع اس سلسلہ میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ آپ کے گولی بھی لگی۔ جب فرنگیوں کا پورے طور پر تسلط ہو گیا تو آپ کی گرفتاری کا حکم صادر ہو گیا آپ کے مخلصین نے آپ کو اطلاع دی مگر جرأت و ہمت اس قدر تھی کہ ذرا بھی خوف و ہراس لاحق نہ ہوا۔ جس انگریز کو

آپ کی گرفتاری کے لئے مقرر کیا گیا تھا وہ آپ کے کمالات سے واقف اور آپ کا
ممنون تھا اس نے تنہائی میں آکر آپ سے پوری صورت حال عرض کی
اور دست بستہ گزارش کی کہ حضور آپ بنارس چھوڑ دیں کیونکہ ہم اگر آپ کو گرفتار
کریں تو اپنی تباہی مول لیں اور نہ کریں تو ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ آپ کو اس
پر ترس آیا اور آپ چنار آکر حضرت بابا قاسم سلیمانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں
اس وقت کے سجادہ نشین کے یہاں مقیم ہو گئے۔ جاسوسوں نے کچھ دنوں بعد آپ
کا پتہ لگا لیا اور گورنمنٹ کے ذمہ داروں تک یہ اطلاع پہنچ گئی کہ آپ چنار میں مقیم
ہیں موجودہ سجادہ نشین پر دباؤ ڈالا گیا کہ آپ انہیں یہاں سے ہٹادیں ورنہ آپ کی
بھی خیریت نہیں۔ سجادہ نشین نے صورت حال بیان کر کے آپ سے معذرت کی
آپ نے سجادہ نشین کی گھبراہٹ و پریشانی دیکھ کر چنار چھوڑ دیا اور پھر واپس بنارس
آگئے۔ صورت حال آپ کے لئے کافی نازک ہو گئی تھی مدینہ جانے کی تمنا بہت
عرصہ سے موجزن تھی آپ نے ایک بڑی پردرد نعت لکھی جسے استغاثہ کہا جاسکتا ہے
جو آپ کے حالات کے اثر میں درج ہے اور ایک شب اپنے حجرہ میں رو رو کر بڑے
پردرد لہجے میں بالتکرار آپ نے نعت کو پڑھنا شروع کیا مدینہ والے داتا و آقا علیہ السلام کا
کرم دیکھئے کہ آپ نے تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ کچھ لوگ دروازہ کے باہر پا لگی لئے
کھڑے ہیں آپ پر ایک عجب کیف و مستی کا عالم طاری تھا ان

آنے والوں نے کہا کہ آپ اس میں سوار ہو جائیں آپ نے محسوس کر لیا کہ یہ غیبی مدد
ہے آپ سوار ہو گئے تھوڑی دیر میں انہوں نے آپ کو مہیبی کے قریب ایک جنگل میں
اتار دیا اور کہا کہ ہمیں یہیں تک حکم تھا اب آگے وہ آپ کا انتظام کریں گے جن کے

حکم سے آپ یہاں تک پہنچے۔ صبح ہوئی دن چڑھے ایک سیٹھ چند ساتھیوں کے ساتھ شکار کھینے اسی جنگل میں آیا اس نے ایک عجیب منظر دیکھا کہ ایک جوان العمر بزرگ نہایت نورانی شکل کے بیٹھے ہیں اور بڑی دل نشین آواز میں کیف و مستی کے عالم میں قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے ہیں جنگل کے وحشی چرند پرند ارد گرد حلقہ بنائے بیٹھے کلام اللہ کے سرور سے مسرور اور محو ہیں۔ وہ بہت متاثر ہوا اور بڑی عقیدت سے آپ کو اپنے گھر لے گیا اس کا ارادہ اسی سال حج کا تھا عرض کیا کہ حضور ہماری خواہش ہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں آپ کی دلی آرزو برآئی، دلی کلیاں کھل اٹھیں، دیار محبوب کی دید کا شوق ایک عرصہ سے قلب مضطر کو مضطرب کئے تھا، غیب سے سامان مہیا ہو گیا آپ خوشی روانہ ہو گئے مکہ مکرمہ پہنچے مناسک حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ کو شوق لے چلا۔ حضرت قبلہ عالم خواجہ احمد سعید قدس سرہ کے دست مبارک پر باطنی کشائش ازل ہی سے لکھی ہوئی تھیں۔ آپ ایک عرصہ سے ان کے علم و فضل کے معتقد اور ان کے کمالات کے طالب تھے وہ مدینہ مقدسہ پہنچ چکے تھے وہاں بھی ان کے فیض کا عام چرچا ہو چکا تھا اس مجددی فرزند سے مجددی نوازشات فقیروں کی جھولیاں بھر رہی تھیں، معرفت کے نشہ کاموں کی پیاسیں بجھ رہی تھیں، مناقب احمدیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قطب بنارس قدس سرہ حضرت خواجہ احمد سعید قدس سرہ سے اچھی طرح واقف بلکہ کافی روابط و تعلقات تھے۔ حضرت خواجہ احمد سعید قدس سرہ ایک عرصہ لکھنور رہے ہیں کچھ علوم کی تحصیل بھی حضرت علامہ نور قدس سرہ سے فرمائی حضرت قطب بنارس کے بارے میں بھی حضور سیدی مرشدی دام ظلہ نے بتایا کہ کچھ تعلیم لکھنور سے

حاصل فرمائی۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ لکھنؤ میں آپ کو حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی صحبت و خدمت حاصل رہی ہو اور ہو سکتا ہے کہ کچھ اکتساب علم بھی کیا ہو۔ بہر حال مدینہ جو اہل ایمان کا قرار، دیوانوں کی جان جہاں، جان عالم آرام فرما، جس کے شوق اور عشق میں قلب و جگر ہر وقت بے چین رہتے وہ نگاہیں جو گنبد خضریٰ کے دیدار کے لئے ایک عرصہ سے بے قرار تھیں آج وہ شوق پورا ہو رہا تھا مدینے والے داتا کی محبت اور مرشد کے جلوؤں کی تحصیل کا شوق خراماں خراماں مدینے لئے جا رہا تھا آج دل و نگاہ کی معراج تھی مدینہ پہنچے آرزوؤں کی تکمیل ہوئی حضرت خواجہ احمد سعید قدس سرہ کے حوالے کر دیا۔ بلند استعداد کے حامل تھے ہی تجلیوں کے دروازے کھل گئے، طلب و جستجو نے عرفان حقیقی کے جلوؤں سے ایسا آشنا کیا کہ بڑے بڑے دیکھتے رہ گئے رات دن مرشد کے حضور میں حاضر رہنا، خدمت کرنا، اکتساب فیض کرنا، یہی آپ کا شغل تھا۔ بالآخر تھوڑی سی مدت میں مجددی سلوک کی تکمیل فرمائی۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے وصال کا زمانہ قریب اور ضعف غالب تھا آپ نے اس بلند استعداد مرید کو اچھی طرح دیکھ لیا تھا کہ اسکے ذریعہ فیض کہاں کہاں پہنچے گا کب تک فیض کا دریا بہتا رہے گا آپ بہت توجہ دینا چاہتے تھے مگر ضعف نے اجازت نہ دی تو آپ کی تربیت اپنے فرزند و جانشین حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ کے حوالے فرمائی۔ آپ انکے حلقہ ذکر میں شامل ہوتے توجہات حاصل کرتے بڑی تیزی سے سلوک طے ہوتا چلا گیا اور آپ ایک سال مدینہ منورہ میں رہ کر ہر طرح کے جلوؤں سے پر نور ہو کر بیمارس واپس آئے اور ظاہری و باطنی فیوضات کے دروازے کھول دیئے، ہر طرف سے لوگ دوڑنے اور

علمی و روحانی کمالات سے مالا مال ہونے لگے۔ آپ کی رفعتوں اور باطنی و ظاہری عظمتوں کے لئے وہ گواہی ہی کافی ہے جو آپ کے مخدوم و مرشدزادے حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ نے دی ہے جن سے خود فیض حاصل فرمایا تھا۔

حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ فرماتے ہیں ”اور عالم خوش تقریر، واعظ پر تاثیر، قاری خوش سخن، متقی اور صالح ہیں، حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت میں مدینہ شریف میں پہنچ کر اذکار و اشغال کی ملازمت کی اس جناب فیض مآب کی توجہات عالیہ اور انظار قدسیہ کی بدولت اس طریقہ شریفہ کی نسبت حاصل کی طالبین کی توجہ اور مریدین کے ارشاد کی اجازت سے مشرف ہوئے ہیں ظاہر و باطن میں تعجب خیز اچھی استعداد رکھتے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم کے حکم سے شاہ محمد مظہر سے بھی صحبتیں رکھیں اور آپس میں پرانے زمانے کی محبت خاص اور مخصوص روابط ہیں اور نماز تراویح کی امامت سے اس بلد شریف (مدینہ منورہ) حضرت کے ایام مرض میں سر بلند ہوئے ہیں اور حضرت قبلہ کی استعمال کی ہوئی آخری دستار آپکو عنایت ہوئی اور بہت صاحب شوق و ذوق اور وجد و حال ہیں (بارک اللہ فی ما اعطاه و اوصلہ الیتمناہ) پورا بیان آپکے سامنے ہے یہ کسی جلسہ یا مشاعرہ کے ناظم کی مبالغہ آرائی نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ان کا کلام ہے جو علمی و روحانی میدان کے مسلم الثبوت بزرگوں سے ہیں۔ حضرت قطب بنارس قدس سرہ کی پوری شخصیت مختصر لفظوں میں عیاں کر دی۔ ظاہر و باطن میں استعداد کی بلندی، تقویٰ و پرہیزگاری، وعظ و تقریر، علم و عمل میں رسوخ، حفظ و قرات میں اعلیٰ مقام، اذکار و اشغال کی ملازمت، حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی عالی

اور بلند توجهات، نگاہ کرم، طالبین و مریدین کے ارشاد و قربیت کے مجاز ہونا، شرف بیعت سے مشرف ہونا وغیرہ سبھی کچھ عیاں ہے۔

الغرض آپ ظاہری و باطنی کمالات سے آراستہ ہو کر دین و سنیت کی خدمت کے لیے میدان میں اتر آئے۔ آپ کے سامنے اس وقت سب سے بڑا چیلنج دیوبندیت و غیر مقلدیت کا تھا، نارس شہر میں غیر مقلد وہابیوں نے کافی قدم جمائے تھے کھلے طور پر توہین و تنقیص انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اور امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہ کی عظمت و شان پر کیچڑ اچھالا جا رہا تھا آپ نے اس فتنہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اپنے شاگردوں کو بھی اس کام میں لگایا چنانچہ میں نے خود آپ کے تلامذہ کے رسالے عربی زبان میں دیکھے ہیں جو وہابیت کی تردید میں لکھے گئے۔ آپ نے اعتقاد و عمل کی خامیوں کو درست کرنے اور لوگوں کو نئے فرقوں سے محفوظ کرنے کے لئے ایک طرف درس گاہ کو آباد کیا اسے خوب رونق بخشی اور زبردست علمی اثرات لوگوں کے ذہن و دماغ پر قائم فرمائے اس طرح تلامذہ کا طویل سلسلہ امت کو عطا فرمایا۔

دوسری طرف وعظ و تقریر کا نہایت پر تاثیر طریقہ اصلاح کے لئے اختیار کیا۔ تیسرے تصنیف و تالیف کے ذریعہ دین کی زبردست خدمت کی اور انٹ نقوش چھوڑے۔ چنانچہ آپ نے متعدد کتب نہایت مفید تصنیف فرمائیں جن کے نام صاحب نذبة الخواطر نے نقل کئے ہیں وہ یہ ہیں (۱) مظاهر الحق فی اثبات المولد والقیام (۲) رغائب الالباب یہ قرائت میں رسالہ ہے نذبة الخواطر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ بھی کئی کتب ہیں۔

انکے علاوہ آپکے فتاویٰ کا مجموعہ جو بعض تلامذہ نے جمع کیا۔ آپ پڑھ چکے کہ آپ شہر بنارس میں افتاء کے رئیس اعظم تھے بہت تحقیقی فتویٰ تحریر فرماتے بعض بعض فتاویٰ کئی کئی صفحات پر مشتمل ہیں جو مختلف فیہ مسائل میں تحریر کئے گئے ہیں۔ ان ظاہری اوصاف و کمالات اور دینی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ کی حیات مبارکہ کا وہ پہلو سب سے زیادہ تابناک ہے۔

”آپ نے اس علمی کام کے ساتھ جو روحانی کام کیا“ جس کے ذریعہ ہزاروں کو دولت عرفان ملی اور آج بھی مل رہی ہے ارشاد و بیعت کے ذریعہ نہ معلوم کتنے سینے روشن و منور ہو گئے اور لوگوں نے بیک وقت علمی و روحانی دونوں قسم کا فیض پایا اور تقویٰ و طہارت خوف و خشیت کی دولت سے مالا مال ہوئے آپکی قوت فیض کی روشن دلیل یہ ہے کہ آج تک آپکا فیض باقی ہے آپکی قبولیت کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے۔

☆ خفاء ☆

آپکے فیض صحبت سے بڑے بڑے کامل بزرگ وجود میں آئے، آپکے زبردست خلیفہ حضرت شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے جو کراکت ضلع جون پور میں ایک مسجد میں آرام فرما ہیں بہت زبردست صاحب تصرف و کرامت بزرگ تھے روحانیت کی اعلیٰ منزل پر فائز تھے اپنے مرشد عالی وقار سے لگاؤ عشق کی حد تک تھا۔

ایک مرتبہ آپ کراکت میں تھے مرشد کی یاد آگئی سرزدی کا موسم تھا بظاہر بنارس جانے کے لئے کوئی سواری نہ تھی آپ اس ندی میں کود گئے جو بنارس ہو کر گزرتی تھی بنارس پہنچ کر پانی سے نمودار ہوئے ادھر آپ کے مرشد عالی

وقار کو بذریعہ کشف معلوم ہو گیا تھا کہ میرا دیوانہ عبد اللہ کراکتی پانی کی راہ میری خدمت میں آرہا ہے۔ آپ نے پہلے ہی سے انکے لئے کپڑے تیار کر لئے حضرت عبد اللہ کو عورتوں سے بڑی وحشت ہوتی تھی کسی عورت کو آپکی بارگاہ میں باریابی نہ تھی حضرت عبد اللہ مسجد کے کونے پر جب تک بیٹھے رہتے کسی عورت کو ادھر سے گزرنے کی مجال نہ تھی۔

حضرت عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت مولانا سید عبد الحلیم صاحب سیوانی قدس سرہ نے اپنے وصال سے قبل اپنے فرزند و جانشین حضرت مولانا سید ابوالخیرات صاحب قدس سرہ کو جمیع مقامات کی اجمالی سیر کرائی تو فرمایا کہ تم میرے بعد حضرت عبد اللہ کی خدمت میں چلے جانا وہ تمہاری تکمیل فرمادیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت سید ابوالخیرات قدس سرہ والد بزرگوار کے وصال کے بعد کراکت آئے۔ کچھ عرصہ قیام کیا تکمیل ہوئی اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ حضرت عبد اللہ علیہ الرحمہ کے علاوہ آپ کے خلفاء میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب تھے جو آپکے شاگرد رشید اور مرید خاص تھے۔

ان کے علاوہ سب سے نامور حضرت مولانا سید عبد الحلیم صاحب سیوانی قدس سرہ ہوئے جن کے ذریعہ آج تک فیض باقی ہے۔

☆ اولاد و امجاد ☆

آپ نے شادی فرمائی اولاد بھی ہوئی آپ کے دو لڑکے اور ایک لڑکی تھی فرزند اصغر آغاز ہی سے جذب کے حامل تھے عجب مستانہ کیفیت رکھتے تھے بہت کم

عمر پائی بلوغ کی حدوں میں داخل ہونے سے قبل ہی وصال فرما گئے۔ بڑے فرزند کی شادی بھی ہوئی مگر کوئی اولاد نہ ہوئی الغرض نسل ظاہری منقطع ہو گئی معنوی قائم اور باقی ہے اور انشاء اللہ باقی رہے گی۔

☆ کرامات و تصرفات ☆

آپ کے فضل و عرفان کا پتہ آپ کی ان کرامتوں اور تصرفات سے لگایا

جاسکتا ہے جو معتبر ذرائع سے معلوم ہوتے ہیں۔ چند ملاحظہ ہوں۔

(۱) آپ کے مرید و خادم خاص حاجی جی ٹن ٹن نامی تھے۔ شب و روز کی خدمات انہیں کے سپرد تھیں صبح کے وقت سردی کے موسم میں حاجی صاحب پانی گرم کرتے اتنے میں حضرت قطب بنارس جاگ جایا کرتے وضو فرماتے ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ سورج طلوع کے قریب ہو گیا مگر آپ حجرے سے باہر نہ نکلے حاجی صاحب نے سوچا کہ ہو سکتا ہے شب بیداری کی وجہ سے آنکھ لگ گئی ہو سو چا جگا دیا جائے حجرے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت کا سر کہیں پڑا ہے، دھڑ کہیں، ہاتھ کہیں، پیر کہیں، تمام اعضاء بکھرے پڑے ہیں اور ہر ایک سے کلمہ طیبہ کی آواز آرہی ہے۔ یہ ہوش رہا منظر دیکھ کر حاجی صاحب نے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو دیکھا کہ حضرت قطب بنارس بیٹھے ہوئے ہیں اور حاجی صاحب پاس میں لیٹے ہوئے ہیں۔

(۲) حضور سیدی مرشدی دام ظلہ العالی نے بیان فرمایا کہ حضرت

قطب بنارس نے حضرت مولانا سید عبدالحلیم صاحب کو چند گھنٹوں میں درس نظامی کی ساری کتب پڑھا دیں۔ ایک سطر شروع کی پڑھاتے اور ایک آخر کی اس سے

حضرت مولانا کو پوری کتاب کی صلاحیت پیدا ہو جاتی اور آخر میں سینے سے لگا کر روحانی دولت سے مالا مال کر دیا جسکی تفصیل حضرت مولانا قدس سرہ کے حالات میں آئے گی۔

حضور مرشدی دام ظلہ نے بیان فرمایا کہ حضرت مولانا سید عبد الحلیم صاحب کی شادی کو چند سال ہو گئے اور کوئی اولاد نہ ہوئی اہلیہ کا اصرار بڑھا کہ آپ اپنے استاذ اور پیر و مرشد سے عرض کریں۔ آپ فرماتے کہ وہ روشن ضمیر بزرگ ہیں، حالات سے باخبر ہیں میں ان سے کیا عرض کروں شرم آتی ہے جب اہلیہ کا اصرار حد سے بڑھا تو آپ نے ایک خط حضرت قطب بنارس قدس سرہ کو تحریر کیا جس میں اہلیہ کی طرف سے اولاد کی خواہش کا اظہار کیا گیا تھا۔ حضرت قطب بنارس قدس سرہ نے جواباً تحریر فرمایا کہ تمہاری اہلیہ حمل سے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا ہو گا اس کا نام ابو الخیرات رکھنا اور یہ نذر مان لینا کہ جب وہ چھ پانچ سال کا ہو جائے گا تو اسکے ساتھ میں حج کروں گا ٹھیک اسی طرح واقع ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔

(۳) جب حضرت مولانا ابو الخیرات صاحب قدس سرہ پانچ سال کے ہو گئے تو حضرت مولانا سید عبد الحلیم صاحب کو ایفاء نذر کی فکر لاحق ہوئی مگر زاوراہ کچھ نہ تھا۔ بنارس حاضر ہو کر پورا واقعہ عرض کیا حضرت قطب بنارس قدس سرہ نے فرمایا کہ کچھ ہے؟ حضرت مولانا قدس سرہ نے ایک تھیلی پیش کی جس میں چند پیسے تھے قطب بنارس قدس سرہ نے ہاتھ میں لے کر حضرت مولانا کو تھیلی دے دی اور فرمایا کہ اپنے ساتھ اہلیہ کو بھی حج کے لئے لے جانا تاکہ ابو الخیرات گھبرائے نہ۔ نیز

خوب دل کھول کر سب پر خرچ کرنا، سخاوت سے کام لینا، آپ نے اہل و عیال کو لیا، حج کیا مدینہ شریف حاضری دی، خوب جی بھر کر خرچ کیا، غرباء و مساکین پر خیرات کی مگر تھیلی میں کچھ کم نہ ہو اور واپس آئے گھر پر اسی تھیلی سے پیسے نکال نکال کر برابر خرچ کرتے رہے تمام اخراجات پورے ہوتے رہے۔ ایک دن حضرت مولانا قدس سرہ کی عدم موجودگی میں اہلیہ نے تھیلی کو الٹ کر پیسے گن لئے جب حضرت مولانا قدس سرہ آئے واقعہ عرض کیا انہوں نے فرمایا تم نے سخت غلطی کی اب تھیلی کی برکت گئی بالآخر ایسا ہی ہو جو گنتی کے پیسے تھے خرچ ہو گئے پھر کوئی برکت نہ ہوئی۔

(۴) اسی مبارک سفر کے لئے جب حضرت مولانا قدس سرہ بنارس

سے رخصت ہوئے تو حضرت قطب بنارس نے فرمایا خیریت جاؤ اور خیریت سے واپس آؤ۔ حضرت مولانا قدس سرہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ جہاز میں بیٹھے دوران سفر ایک دن ہوا کا رخ بدل گیا اور جہاز کے غرقاب ہونے کے آثار ظاہر ہونے لگے جہاز کے ذمہ داروں کی طرف سے اعلان کر دیا گیا کہ جہاز خطرے میں ہے لہذا جو شخص بھی جس طرح جان بچا سکے بچائے۔ لوگوں پر عجب مایوسی کا عالم طاری ہو گیا آہ و بکا کا سماں تھا ہر ایک اپنی اپنی جان کی فکر میں تھا مگر اس کیفیت میں بھی حضرت مولانا قدس سرہ بڑے اطمینان سے مراقب ہو کر بیٹھ گئے اہلیہ نے ٹوکا بھی کہ آپ ہر جگہ مراقبہ کرنے لگتے ہیں اس وقت عالم کیا ہے آپ کو کوئی فکر نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اطمینان رکھو جہاز نہ ڈوبے گا کیونکہ میرے مرشد نے فرمادیا ہے کہ ”خیریت سے جاؤ اور خیریت واپس آؤ، ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ حضرت

مولانا قدس سرہ نے دیکھا کہ حضرت قطب بنارس بڑے اطمینان سے پانی پر اس طرح چلے آرہے ہیں جس طرح زمین پر آدمی چلتا ہے۔ حضرت مولانا قدس سرہ نے فرمایا دیکھو وہ حضرت مرشد تشریف لارہے ہیں اہلیہ نے بھی دیکھا اور دیگر لوگوں نے بھی۔ آپ آئے جہاز کو ٹھوکر ماری جہاز اصلی حالت پر آگیا آپ غائب ہو گئے سب لوگ محو حیرت تھے۔

(۵) دوران قیام مکہ کا واقعہ ہے: کہ حضرت مولانا سید عبدالحلیم صاحب قدس سرہ نے حضرت مولانا سید ابو الخیرات صاحب کو ایک جگہ پر صفا و مروہ کے قریب کھڑا کر کے فرمایا کہ تم یہیں ٹھہرے رہو ہم صفا و مروہ کی سعی کر کے جلد آتے ہیں۔ جب فارغ ہو کر آپ اور آپ کی اہلیہ آئیں تو دیکھا کہ حضرت مولانا ابو الخیرات غائب ہیں دور دور تک ڈھونڈا کہیں نہ پایا۔ بالآخر تھک ہار کر قیام گاہ پر چلے گئے اہلیہ کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی جب اضطرابی کیفیت حد سے بڑھ گئی تو آپ مراقب ہوئے تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ ابو الخیرات کو میں ابھی لے کر آ رہا ہوں، آپ گئے تو تھوڑی دور جا کر دیکھا کہ ایک بلند جگہ پر آپ تن تنہا کھڑے ہیں ہاتھ میں انگور کا غنچہ ہے سینے سے لگایا فرمایا بیٹے چلو تمھاری امی بہت پریشان ہیں تو مولانا ابو الخیرات کہہ رہے تھے کہ لبا جان ابھی داد آئے تھے اور انگور دے کر فرما گئے کہ یہیں رکے رہنا ابھی تمھارے والد کو بلا کر لارہا ہوں لبا ابھی دلوا آجائیں تب چلو نگا حضرت مولانا قدس سرہ بمشکل سمجھا بچھا کر اہلیہ کے پاس لے گئے اور پورا واقعہ سنایا۔

(۶) حضرت قطب بنارس قدس سرہ کی سسرال شہر بنارس کے قریب ایک نامی گاؤں پترا محمود پور میں تھی وہاں کا پرانا رواج یہ تھا کہ جب کسی کو شادی کے

لئے دولہا بناتے تو نہلاتے وقت دولہا کے بہنوئی کے ہاتھ میں پھاؤڑا دیتے، بہنوئی سے کہا جاتا کہ زمین کھودو، پانی نکالو، جب بہنوئی دو چار پھاؤڑے زمین پر مارتا تو لوگ چیخ چیخ کر کہنے لگتے کہ بس کرو پانی نکل آیا۔ ادھر نہلانے والا فوراً دولہا کے سر پر پانی ڈال دیتا۔ حضرت قطب بنارس قدس سرہ کی اہلیہ کے بھائی کی شادی تھی چند جوانوں کو مذاق سو جھا آپس میں طے کیا کہ مولانا جب زمین کھودنے لگیں تو دولہا کے سر پر پانی نہ ڈالیں بلکہ مولانا سے کہا جائے کہ آپ عالم ہیں، نیک ہیں آپ زمین سے پانی نکالیں،، چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق آپکے ہاتھ میں پھاؤڑا دیا گیا آپ کھودنے لگے آپ انتظار میں رہے کہ اب دولہا کے سر پر پانی پڑتا ہے مگر یہاں آوازیں کچھ اور ہی تھیں سب بضد کہ آپ پانی نکالیں۔ کافی دیر بعد جب آپ نے محسوس کر لیا کہ یہ لوگ یہی چاہتے ہیں تو آپ نے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کچھ پڑھا بھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ لوگوں نے دیکھا کہ پانی گڈھے سے ابلنے لگا۔ سارے لوگ حیران رہ گئے مذاق حقیقت میں تبدیل ہو گیا۔

آپ کا یہ زبردست تصرف حلقہ ارادت میں داخل ہونے سے قبل کا بیان کیا جاتا ہے۔ یہ کرامت مجھ سے حضور مرشدی الکریم نے متعدد بار بیان فرمائی اور دیگر لوگوں نے بھی سنی ہے۔ یہ حضرت قطب بنارس قدس سرہ کی ولایت و بزرگی اور بلندی و رفعت کی کتنی زبردست دلیل ہے نیز معلوم ہوا کہ آپ آغاز ہی سے ظاہر و باطن میں کتنے نیک تھے اور روحانی عظمت کس قدر بلند و بالا تھی۔

(۷) حضور سیدی مرشدی الکریم دام ظلہ الاقدس سے میں نے سنا ہے

کہ آپ پر لکھنؤ کے کسی صاحب کے ایک ہزار روپے قرض تھے آپ کے پاس ادا کے لئے روپے موجود نہ تھے انہوں نے مانگے تو آپ نے فرمایا کہ فلاں تاریخ کو میرے مزار پر آنا، پاتنی چادر کے نیچے سے اپنے روپے لے لینا۔ ایسا ہی ہوا چنانچہ وہ شخص مقررہ تاریخ پر بنارس آیا معلوم ہوا کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے وہ شخص مزار پر گیا اور چادر کے نیچے نئے نوٹ ایک ہزار رکھے پائے۔

(۸) آپ پر جب مرض کا غلبہ ہوا، آثار وصال ظاہر ہوئے، لوگ مایوس ہوئے تو آپ سے عرض کیا کہ حضور آپ کا نائب کون ہو گا ہم اپنا سر پرست کے سمجھیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے نائب مولانا عبدالحمید پانی پتی ہوں گے وہ پانی پت سے چلیں گے، میرا جنازہ تیار ہو گا وہ پہنچ جائیں گے نماز جنازہ وہی پڑھائیں گے۔ میری فلانہ شاگردہ لڑکی سے انکا نکاح کر دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کا وصال ہوا، جنازہ تیار ہوا، حضرت مولانا عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ پہنچ گئے۔

☆ وصال ☆

آپ کا وصال ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۱۲ھ میں شہر بنارس میں ہوا اور ۲۱ شعبان کو تدفین تقریباً گیارہ بجے دن میں عمل میں آئی۔ آپ کا مزار مبارک شہر بنارس میں محلہ علی پورہ بڑی مشہور عید گاہ کے متصل ہے جو لاٹ بھیرو کے نام سے مشہور ہے اسی عید گاہ کے متصل جانب غرب ایک روضہ ہے جس میں مشہور قادری بزرگ مخدوم صاحب کا مزار پاک کئی سو سال پرانا ہے۔ جانب جنوب ایک تالاب ہے اس کے جانب غرب جنوب میں کافی پرانا

قبرستان ہے جہاں کافی پرانے مزارات آج بھی موجود ہیں۔ یہ عید گاہ بھی حضرت قطب بنارس قدس سرہ کی زبردست کرامت اور تصرف ہے۔ آپ کا مزار پاک جس احاطے میں ہے اس میں آپ کے علاوہ چار قبریں ہیں اور آپ کے مزار کے جانب غرب ایک چھوٹی سی قبر آپ کے فرزند اصغر کی ہے اور جانب شرق تین قبریں بائیں ترتیب ہیں آپ کے مزار سے متصل اہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کی ان کے بعد آپ کے فرزند ارجمند کی اور آخر میں جانب شرق آپ کی دختر کی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔



﴿انما يخشى الله من عباده العلماء﴾

اللہ کے بندوں میں اللہ سے ڈرنے والے علماء ہیں



طلب العم فريضة على كل مسلم ومسلمة

﴿علم وین سیکھنا ہر مسلمان ہر عورت ہر فرزند﴾



قطب زماں حضرت مولانا سید عبدالحلیم صاحب سیوانی

☆ قدس سرہ ☆

قطب زماں، غوث دوراں، حضرت مولانا سید عبدالحلیم صاحب قدس سرہ آپ حضرت قطب بنارس قدس سرہ کے خلیفہ اجل اور روحانی فرزند اکمل ہیں۔ حضرت قطب بنارس قدس سرہ کا روحانی فیضان آج آپ ہی کے ذریعہ قائم و باقی ہے اور آج بھی مجددی کمالات سے ہزاروں سرشار ہو رہے ہیں۔

☆ ولادت مبارکہ ☆

آپکی ولادت باسعادت کی صحیح تاریخ اور ماہ و سال معلوم نہ ہو سکے آپکے پوتے حکیم منظور صاحب کے ذریعہ جو پرانی ڈائری ملی اسمیں چند اشعار درج ہیں جو آپکے کسی معتقد نے (جنکا تخلص اشعار میں لطیف درج ہے) وصال کے موقع پر اظہار رنج و غم کرتے ہوئے کہے ہیں۔ ان اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ آپکی عمر شریف وقت وصال ساٹھ سال سے کچھ کم تھی۔ آپکا وصال ۲۷ / صفر ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی پیدائش ۵ / ۱۲ھ کے بعد اور اس کے قریب ہوئی ہے۔ کیونکہ آپ کی عمر ایک شعر میں غایت پچاس اور ساٹھ سال سے کم درج ہے۔ آپکی اصل سادات کرام سے ہے ظن غالب یہ ہے کہ آپ صغروی سادات سے ہیں یعنی حضرت سید محمد صغریٰ فاتح بلگرام و خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین مختیار کاکی قدس سرہ کی اولاد میں ہیں کیونکہ یہ طے ہے کہ آپکے آباؤ اجداد بجمہر ضلع آرا (بہار) کے

رہنے والے تھے۔ بلگرام شریف میں حضرت سید شاہد میاں صاحب علیہ الرحمہ کے کتب خانہ میں ایک کتاب روضۃ الکرام نامی ہے جس میں صفوی سادات کی تفصیلات اور انکے شجرہ نصب ہیں کون کون کہاں آباد ہوا، آج کہاں کہاں پائے جاتے ہیں یہ سب کچھ اس میں موجود ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ سادات باریہ بجر آرہ میں آباد ہوئے اور کافی وسیع خاندان رفتہ رفتہ وجود میں آگیا۔ کچھ لوگ اس خاندان میں شیعہ بھی ہو گئے تھے۔ ہم نے حضور مرشدی الکریم سے سنا ہے کہ حضرت مولانا قدس سرہ کے خاندان میں کچھ لوگ شیعہ ہو گئے تھے اس خاندان صفوی کے علاوہ وہاں دیگر سادات کا کچھ پتہ نہیں چلتا ہے لہذا قرین قیاس یہی ہے کہ آپ کا تعلق اسی خاندان سے ہے۔

☆ خاندانی حالات ☆

سادات باریہ تو تاریخ میں کافی مشہور ہیں آپکے پوتے جناب حکیم سید منظور احمد صاحب سے جو شجرہ دستیاب ہوا ہے وہ صرف آپکے دادا قاضی سید پیغمبر بخش تک ہے۔ قاضی صاحب مذکور کے دو فرزند تھے (۱) سید احمد حسین صاحب (۲) سید محمد حسین صاحب اول الذکر بہار میں تپچی نامی جگہ پر آباد ہوئے جنکی نسل آج بھی وہاں آباد ہے۔ اور سید محمد حسین صاحب کے چار لڑکے تھے۔ (۱) سید عنایت رحیم صاحب (۲) سید عنایت کریم صاحب (۳) سید عبدالکریم صاحب (۴) سید عبدالحکیم صاحب۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ میں ان حضرات نے خوب کھل کر حصہ لیا اس جنگ میں فرزند دوم سید عنایت کریم صاحب شہید ہو گئے اس کی وجہ سے انگریزی حکومت سخت

مخالف ہو گئی جس کی وجہ سے ان حضرات کو بجز چھوڑنا پڑا اور شہر سیوان کے قریب ایک گاؤں میں یہ لوگ آباد ہو گئے۔ حضور مرشدی مولائی دام ظلہ سے میں نے سنا ہے کہ ان لوگوں میں تعدی و ظلم بہت تھا احکام شرع کی پابندی بھی نہ تھی۔

☆ ابتدائی حالات ☆

حضرت مولانا سید عبدالحلیم صاحب عظیم ہی سے نیک خصال، شریعت کی طرف مائل اور للہیت سے سرشار قلب و جگر کے مالک تھے۔ اپنے گھر والوں کے مظالم سے سخت متنفر اور بے زار تھے ان حالات میں گھر والوں کے ساتھ رہنا آپ کو بالکل گوارا نہ تھا سیوان کے کچھ طلباء حضرت قطب بنارس قدس سرہ کے پاس تعلیم پاتے تھے اس دیار میں حضرت قطب صاحب کی کافی شہرت و عزت تھی حضرت مولانا قدس سرہ ان طلباء کے ساتھ بنارس آگئے، آپ نے گھر والوں کو آنے کی کوئی اطلاع بھی نہ دی چھپ کر نکل آئے۔

☆ تعلیم و تربیت ☆

قطب بنارس قدس سرہ کی آغوش میں آپ کو بڑی راحت ملی اور اپنا طبع و ماویٰ اور آخری منزل حضرت قطب بنارس صاحب قدس سرہ ہی کو سمجھ لیا اور ہمہ تن انکی خدمت میں لگ گئے۔ حضرت قطب صاحب بڑے روشن ضمیر اور عجب نگاہ بلند کے مالک تھے۔ حضرت مولانا کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ بڑا قابل جوہر ہے اس سے میرا روحانی فیضان جاری و ساری رہے گا۔ حضرت سید صاحب کی تعلیم و خود سپردگی کا عالم یہ کہ آئے تو پڑھنے کے لئے مگر جائے پڑھنے کے اپنے آپ کو

خدمت و صحبت کے حوالے کر دیا۔ شب و روز کی خدمات آپ کے حوالے تھیں دن رات اسی میں لگے رہتے مشیت کو کچھ اور ہی منظور تھا حضرت قطب بنارس قدس سرہ نے بھی آپ کو طلباء کے ساتھ درس گاہ میں حاضری پر کبھی زور نہیں دیا یہاں تک کہ تقریباً بارہ سال کا عرصہ گزر گیا۔ جب آپ کے ساتھیوں کی فراغت اور دستار بندی کا دن آیا تو آپ کچھ مغموم سے بیٹھے تھے۔ حضرت قطب بنارس قدس سرہ تشریف لائے، چہرہ دیکھا، فرمایا عبدالحلیم مغموم کیوں ہو؟ شاید تمہارے ساتھیوں کی دستار بندی ہے وہ سب خوش ہیں اور تم نے کچھ پڑھا نہیں غم نہ کرو جاؤ کتب خانہ سے کتابیں نکال لاؤ، کتابیں آئیں ہر کتاب کی پہلی سطر اور آخری سطر حضرت قطب بنارس قدس سرہ پڑھاتے پوری کتاب کی صلاحیت پیدا ہو جاتی۔

☆ عطاء کمالات ☆

جب سب کتابیں پڑھا چکے تو سینے سے لگایا کافی دیر تک معانقہ فرمایا اور نور معرفت سے سینہ مالا مال کر دیا نقشبندی مجددی نسبتوں سے قلب و جگر سرشار ہو گئے۔ اس طرح ظاہر و باطن میں غنی کر کے آپ کو رخصت فرمایا، اس وقت ٹرینوں کی پوزیشن زیادہ اچھی نہ تھی، زیادہ تیز رفتار گاڑیاں آج کی طرح نہ تھیں۔ آپ پر چونکہ علوم ظاہری و باطنی کا بار ایک ساتھ، ایک دفعہ میں پڑا تھا یہ اگرچہ حضرت قطب بنارس کا زبردست تصرف اور آپ کا عالی ظرف تھا کہ آپ بہت کچھ برداشت کر لے گئے مگر پھر بھی کیفیت بدل نے لگی اور اس قدر جذب طاری ہوا کہ حواس بے قابو ہو گئے آپ کی ٹرین ایک بہیا کے جنگل سے گزری آپ پر عجب کیفیت طاری ہو گئی تھی سامنے ایک طاؤس (مور) ناچ رہا تھا آپ چلتی ٹرین سے کود پڑے اور مور کے

پیچھے پیچھے ہو لئے مورجدھر جاتا آپ بھی چلے جاتے، اس کے بعد کیا ہوا کچھ پتہ نہیں۔ جب آپ کے ساتھی بچے آپ کے گھر والوں نے آپ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا۔ وہ لوگ انتظار دیکھتے رہے حتیٰ کہ تقریباً چھ ماہ گزر گئے۔ لوگوں کی فکر زیادہ بڑھی تو بنارس آئے، تفتیش حال کے لئے جب حضرت قطب صاحب سے واقعہ عرض کیا، آپ مراقب ہوئے، آپ کے گھر والوں سے فرمایا آپ لوگ رکیں ہم انہیں لارہے ہیں۔ حضرت قطب بنارس قدس سرہ اس جنگل میں بچے اور آپ کو ڈھونڈا آپ کے پورے جسم پر دیمک لگی ہوئی تھی، کپڑے دیمک نے بالکل کھالئے تھے۔ حضرت قطب صاحب قدس سرہ نے جسم صاف کیا، تہ بند دیا، مونچھے اور ناخن کافی بڑے بڑے ہو گئے تھے۔ بنارس لائے، نہلایا اور کپڑے پہنائے، سینے سے لگایا، جذب والی کیفیت سلب کی آپ ہوش میں آئے تو گھر والوں کے حوالے کیا اس طرح آپ سیوان پہنچے۔

☆ سیوان واپسی ☆

وہاں آپ نے ایک گاؤں میں مدرسہ میں ملازمت اختیار کی اسکے بعد آپ نے ایک گورنمنٹی اسکول میں اردو عربی پڑھانے کی ملازمت کر لی بہت معمولی تنخواہ پر گزر اوقات ہوتی تھی۔

آپ کے چند خطوط جناب حکیم منظور صاحب کے توسط سے دستیاب ہوئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے زندگی اس قدر عسرت اور تنگ دستی کی تھی کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت قطب بنارس قدس سرہ کے عرس میں شرکت کیلئے مسلسل چار سال وہاں کے خدام و مجاورین آپ کو بلاتے رہے مگر آپ زاد سفر نہ ہونے کے

باعث عرس میں شریک نہ ہو سکے۔ بالآخر لوگوں کا اشتیاق حد سے بڑھا تو ایک صاحب کو بلانے کیلئے سیوان بھیجا گیا اور زاد سفر کا انتظام ہوا۔ آپ عرس میں تشریف لے گئے بعد میں شہر سیوان میں ایک مسجد کی امانت بھی اپنے ذمہ لے لی تھی۔ فقیر راقم السطور نے اس مسجد کی زیارت کی ہے۔ آپ کا قیام زیادہ تر مسجد کے حجرہ میں رہتا، ذکر و فکر اور اشتغال و اوراد میں وقت گزرتا۔

آپ کے خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنے زمانے کے بہترین قاری بھی تھے، حافظ بھی اور حدیث میں بھی بڑی دستگاہ حاصل تھی، علوم اسلامیہ میں کافی رسوخ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے باوجود ملکہ شعر گوئی وافر طریقے پر عطا فرمایا تھا۔ آپ کا کچھ کلام حضرت مستان بابا قدس سرہ نے جمع فرما کر شجرہ کے ساتھ شائع فرمایا۔ آپ نے اپنے آباؤ اجداد معنوی کا شجرہ نہایت پر درد اشعار میں نظم فرمایا۔ ہر بند چھ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے پہلے چار مصرعوں میں ان بزرگ کی شان و کیفیت کی مناسبت سے دعا ہوتی ہے جن کا نام آخری دو مصرعوں میں آتا ہے۔ کبھی فضائل و مناقب بھی ذکر کر جاتے ہیں پھر بارگاہ الہی میں انکے توسل سے ملتجی ہوتے ہیں۔ آپ کبھی اپنے رب سے عشق طلب کرتے ہیں، کبھی درد، کبھی درماں، کبھی بے نشانی، اکثر آرزویہ ہوتی ہے کہ ہر لمحہ، ہر ساعت، ہر وقت، ہر ہر گ، ہر ہر بال، جسم کار و بیکار و بیکناز کر اللہ میں مصروف رہے۔ طلب کا انداز بھی مستانہ و زندانہ ہے، مئے معرفت کے لبالب جام آپ کو بہت یاد آتے ہیں، فنایت و استغراق ایسا طلب کرتے ہیں کہ خود کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہے۔ بے حجابانہ تجلیاں ہر وقت مطلوب رہتی ہیں، کبھی نقشبندی مئے کی طلب حد سے بڑھتی جاتی

ہے۔ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح بے حجابانہ ہم کلامی کی آرزو ہوتی ہے، عجز و انکسار جگہ جگہ پھوٹا پڑتا ہے، احساس معاصی رلاتا ہے، مغفرت کی دعا بار بار لبوں پر آتی ہے، کبھی کبھی تجلیوں کی کثرت پر اس قدر نازاں ہو جاتے ہیں کہ فرشتوں کو بھی مئے عرفان کی دعوت بلکہ اظہار کر جاتے ہیں کہ ملک بھی میرے خزانے سے مئے پیتے ہیں۔

الغرض آپکا نظم کیا ہوا شجرہ شریفہ جب ذاکر و شاعراں حضور قلب کے ساتھ بڑھتا ہے تو عجب کیفیت طاری ہوتی ہے اور نور کی بارش ہوتی ہے۔ اس اردو شجرہ کے علاوہ آپ نے اپنے پیرو مرشد کی نظم کہتے ہوئے فارسی شجرہ پر تضمین لکھی ہے۔ ہر شعر میں آپ تضمین کے تین مصرعے لگاتے ہیں اور غزلیں و نعتیں تو آپ نے بہت کہیں ہیں کچھ مبارک کلام آخر میں آئے گا۔

آپکے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ علم طب اور حکمت میں بھی آپکو خاص رسائی حاصل تھی اور اکثر متعلقین و معتقدین کو نسخہ تعلیم فرمایا کرتے تھے اسکے ساتھ ساتھ زبان و بیان پر کافی قدرت حاصل تھی۔ آپکی شان میں جو اشعار کہے گئے ہیں ان سے اور آپکے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہت شیریں مقال و اعظمت تھے اور اکثر دعوت و تبلیغ کیلئے دورے فرماتے اس دیار میں آپکی تقریریں بہت مشہور تھیں اور حضور اکرم ﷺ کی میلاد شریف میں شرکت کیلئے آپکو بلایا جاتا اور بڑی عقیدت سے شرکت فرماتے آپکے خطوط کا جو مجموعہ ہاتھ آیا ہے اس میں خطوط فارسی اور اردو زبان میں ہیں زبان میں سلاست بے پناہ ہے۔ خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں زبانوں پر آپکو کافی قدرت حاصل تھی۔ کہیں کہیں عربی جملے بھی آگئے

ہیں قرآنی آیات اور احادیث کا استعمال بہت ہوا ہے۔ یہ خطوط سیوان سے بھی لکھے گئے ہیں اور اسکے علاوہ دیگر مقامات سے بھی۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ تبلیغی دورے بھی بہت فرماتے تھے تحریر نہایت صاف ستھری اور سلیس ہے۔ یہ خطوط متعدد علماء اور حفاظ کے نام ہیں طرز خطاب یہ بتاتا ہے کہ آپکے حلقہ ارادت میں یہ لوگ شامل تھے۔ زیادہ تر خطوط پند و نصائح اور ذکر اللہ کی کثرت تاکید پر مشتمل ہیں ذکر الہی کی کثرت پر اس قدر زور ہے کہ بیان سے باہر ہے کہ مینی دنیا سے پرہیز، دنیا اور اہل دنیا سے دوری، سنت کی پابندی، بدعت و شرک سے احتراز وغیرہ پر عام خطوط میں تنبیہات موجود ہیں۔ مریدین سے عجز و انکسار سے کام جس قدر خطوط میں لیا گیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے اندر عجز و انکسار حد درجہ موجود تھا۔ آپکے بعض خطوط میں ان لوگوں پر نہایت افسوس کا اظہار کیا گیا ہے جو آپکے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کے باوجود دنیا میں ملوث تھے اور ذکر الہی میں کوتاہی کرتے تھے۔ ختم خواجگان کی تاکید بھی حل مشکلات کیلئے جگہ جگہ موجود ہے ختم خواجگان کا طریقہ بھی درج ہے۔ اپنے پیرومرشد قدس سرہ کے عرس میں شرکت پر بھی بعض خطوط میں بہت زور دیا گیا ہے۔ آپ مریدوں کو تاکید فرماتے کہ عرس میں شرکت فلاح دارین کا موجب ہے اور اسباب و وسائل مہیا ہوتے ہوئے بھی عرس میں شرکت نہ کرنا دنیا اور آخرت کے خسارہ کا موجب ہے۔ عرس کی دعوت کیلئے خاص خاص لوگوں کو خطوط تحریر فرماتے اور عام لوگوں کی اطلاع بعض خاص لوگوں پر ڈال دیتے اور سب کو اپنے ساتھ چلنے کی تاکید فرماتے عرس کے نذرانے کیلئے بھی انہیں زور دیتے تاکہ لنگر میں اچھی طرح شرکت ہو سکے اور مسافروں کا انتظام

کیا جاسکے۔ خطوط سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپکی نگرانی و سرپرستی میں کوئی ادارہ چلتا تھا جس کی وصولیائی کے لئے حافظ عظمی اللہ مقرر کئے گئے تھے۔ آپ جہاں دعوت و تبلیغ کیلئے جاتے یا صاحب استطاعت لوگ آپکے حلقہ ارادت میں داخل ہوتے تو انہیں مدرسہ کی اعانت و امداد کی ترغیب دیتے اس طرح کا زور خطوط میں بہت جگہ جگہ ہے طلباء و مدرسین کو سلام درج ہے۔

ایک دفعہ کافی تنگی کا وقت آگیا تو حافظ صاحب کو خالصتاً لوجہ اللہ و وصولیائی پر آمادہ کیا گیا۔ طلباء کو ذکر میں مشغول رکھنے کی ہدایات بھی بہت موجود ہیں۔ مدرسہ اور اسکے چندہ کا تذکرہ جس قدر خطوط میں ملتا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مدرسہ آپ کا تھا۔ اس میں بیرون شہر کے طلباء مقیم تھے اور ان کے قیام و طعام کی ساری ذمہ داریاں آپ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھیں نیز کچھ احباب کو اس کام پر متعین کیا گیا تھا۔ بعض خطوط سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کہیں وہابیوں سے مباہتے بھی ہوئے کافی افہام و تفہیم سے کام لیا مگر جب کسی حال میں نہیں مانے تو آپ نے ترک تعلق کر لیا۔

حضرت مولانا قدس سرہ کے اوصاف و کمالات عام عقول کے اور اک سے وراہ ہیں بلند اہل باطن ہی آپکو پہچان سکتے ہیں، علوم ظاہری و باطنی کے جامع اور رگ رگ میں عشق مصطفیٰ ﷺ سما ہوا تھا۔ عشق کے غلبات کبھی اس قدر ہوتے کہ بے خودی کی کیفیت طاری ہو جاتی خاص کر عمر شریف کے آخری حصہ میں اس کا ظہور بہت ہوا ایک نعت کے مطلع میں فرماتے ہیں۔

دل کو فضائے ہند سے ہم نے اٹھالیا

گھر جب سے شاہ طیبہ نے دل میں بنا لیا
اس عشق کی بدولت بڑی بڑی نعمتیں پائیں۔ چند شعر اسی نعت کے ملاحظہ فرمائیں۔

کافر بنا دیا تھا میرے نفس نے مجھے

عشق نبی نے کفر سے مجھ کو بچا لیا

بھڑک کے دل میں آتش عشق رسول حق

وحدت کی مے کا کوزہ تھا کچا، پکا لیا

رند و چلو مدینہ میں ڈھالیں گے لطف سے

ساتی نے اپنے پاس ہی ہم کو بلا لیا

یہ عشق کوئی معمولی حد تک نہ تھا فراق یار میں جان و تن کو خاک کر دیا تھا مدینہ

کے محبوب پر ایک دو نہیں لاکھ جانیں بھی قربان کرنے کے لئے ہر وقت دل بیقرار

رہتا تھا شرمت دید کی تڑپ جب حد سے بڑھتی ہے تو طرح طرح سے اپنے محبوب کو

آواز دیتے ہیں۔ ایک نعت کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

بخت جاگیں میرے گھر آپ جو آؤ قبلہ

ٹھوکروں سے دل خفتہ کو جگاؤ قبلہ

اپنے دیوانوں کو طیبہ میں بلاؤ قبلہ

شرمت دید پیاسوں کو پلاؤ قبلہ

ہمہ تن گوش ہے دل سننے کو باتیں تو کرو

لب جاں بخش سے کچھ مژدہ سناؤ قبلہ

جسم و جاں آتش فرقت سے بہت جلتے ہیں

آپ دیدار سے یہ آگ بجھاؤ قبلہ
 لاکھ جانیں کروں قرباں میرے ایماں تم ہو
 جائے ایمان ہے دل، دل ہی میں آؤ قبلہ
 ایک نعت کا مطلع و مقطع بھی بڑا پر کیف ہے مستانہ رندانہ دیکھیں۔

دوستو کاش مدینہ میرا جانا ہوتا
 دل کی پیتابیاں جاناں کو سنا ہوتا
 قیس بن جاتا حلیم آپ جو لیلیٰ ہوتے
 عشق کا میرے بھی مشہور فسانہ ہوتا

بالآخر عشق نے وہاں تک پہنچا دیا جہاں تک جانا تھا پھر تو محبوب کے
 جلوؤں کی فراوانی نہ پوچھو۔ فرماتے ہیں۔

ہم نہ عابد ہیں نہ زاہد ہیں نہ دہری جوگی
 ان کے خمخانہ توحید کی مئے نوشی میں ہیں
 دیکھا دیدار کو دلدار کے بے پردہ حلیم
 ان کے دیوانوں کے بیٹھے صف پاوشی میں ہیں

کو رباطن اور اندھوں کو میلا اور اس کا سلام و قیام شرک و بدعت نظر آتا
 ہے مگر دل پینا کو کیا نظر آتا ہے یہ آپ خود دل پینا سے پوچھیں۔ فرماتے ہیں۔

ہلتے ہیں جام مئے کے مجھے دست غیب سے

مصروف ہوتا ہوں جو سلام و قیام میں

یہ نام کے رند اور ہیں جنہیں نماز پہاڑ معلوم ہوتی ہے یہاں تو حال یہ ہے۔

میخوار پر ہے کھلتی حقیقت نماز کی
 یکسوئی دل کو ہوتی ہے بس ایک جام میں
 یہ سب کچھ شاعرانہ ڈیگیں نہیں ہیں بلکہ یہاں معیار بندگی اور عشق یہ ہے۔
 دعوائے بندگی ہے غلط بلکہ کذب ہے
 آقا کارنگ ڈھنگ نہیں گر غلام میں

☆ اخلاق و عادات و اوصاف ☆

سنت کی پابندی، سنت سے محبت، سنتوں کی اشاعت و ترویج آپ کو بہت عزیز
 تھی اصلاح عقائد و اعمال کیلئے آپ نے تبلیغی دورے بہت کئے، بہترین مقرر بھی تھے۔
 نیز تعلیم و تربیت کے ذریعہ آپ نے علوم و فنون کی اشاعت و ترویج اور تحفظ اسلام و
 سنیت کا بہت بڑا کارنامہ انجام دیا۔ قناعت و توکل، صبر و تحمل، تسلیم و رضا کے
 جذبات بہت تھے، تقویٰ و طہارت کے اس دیار میں اعلیٰ نمونہ تھے۔ انگریز گورنمنٹ
 کے اسکول میں آغاز میں نوکری کی۔ وقت کی پابندی، بہتر طریقہ پر تعلیم و تربیت
 وغیرہ دیکھ کر ایک مرتبہ افسر (جو معائنہ کرنے آیا تھا) بہت خوش ہو اور خوشی میں اس
 نے آپ کی تنخواہ میں اضافہ کرنا چاہا تو آپ نے روک دیا اور فرمایا کہ مجھے جتنا ملتا ہے اتنے
 ہی میں میری گذر اوقات احسن طریقے پر ہو جاتی ہے۔ لہذا میں اس دنیا کو مزید لے
 کر کیا کروں گا۔ آپ کے اوصاف و کمالات کچھ آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ چکے۔
 الغرض آپ کی ذات ظاہر و باطن میں ایک مثالی ذات تھی خداوند قدوس نے گونا گوں
 خوبیوں اور کمالات سے نوازا تھا اور دنیا میں مختصر عمر میں بڑا کام کر کے گئے

☆ نکاح اور اولاد ☆

فراغت کے بعد آپ نے شادی فرمائی مگر اہلیہ اور آپ کے مزاج میں کافی
 بعد تھا لہذا یہ رشتہ دیرپا ثابت نہ ہو سکا جب نبھاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو آپ نے
 طلاق دیدی۔ پھر کچھ احباب کے اصرار پر دوسری شادی فرمائی یہ زوجہ نہایت نیک
 دل اور آپ کے مزاج پر پوری پوری اتریں اور نہایت اچھی معاشرت کیساتھ شب و روز
 بسر ہوئے۔ آپ پڑھ چکے کہ آغاز میں مسلسل ایک لمبی مدت تک اولاد نہ ہونے کی
 وجہ سے جب مایوسی ہوئی تو آپ نے اہلیہ کی طرف سے مرشد عالی وقار قدس سرہ کی
 خدمت میں عریضہ بھیجا انہوں نے اولاد کی بشارت دی آپ کے تین فرزند پیدا ہوئے
 (۱) ابو الخیرات (۲) ابو تراب (۳) ابو البرکات : اول الذکر آپ کے کمالات
 و اوصاف ظاہری و باطنی کے حامل اور خلیفہ و جانشین ہوئے۔ جن کا مفصل ذکر آئندہ
 صفحات میں پڑھیں گے۔ دوم سید حضرت ابو تراب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں
 میں نے حضور مرشدی الکریم سے سنا ہے کہ وہ مادر زاد ولی تھے، جذب کے آثار
 غالب تھے، عمر نے زیادہ وفانہ کی اور اپنے بھائیوں میں سب سے پہلے جوانی ہی میں
 انتقال فرما گئے۔ حضرت مولانا سید عبدالحکیم قدس سرہ کے مکتوبات و خطوط سے
 پتہ چلتا ہے کہ آپ دینی پروگراموں میں کہیں کہیں وعظ و نصیحت اور دعوت و تبلیغ
 کیلئے حضرت سید ابو تراب کو بھیجا کرتے تھے ان کی باطنی رفعت کا اندازہ اس بات سے
 لگایا جاسکتا ہے کہ حضور سیدی مرشدی دام ظلہ العالی نے حضرت شیخ المشائخ
 مولانا حاجی شاہ غلام محمد قدس سرہ کے حوالے سے بتایا کہ آغاز سلوک میں حضرت
 سید ابو الخیرات قدس سرہ حضرت سید ابو تراب قدس سرہ کی قبر سے توجہ لیا

کرتے تھے اور اکتساب فیض کرتے تھے۔ آپکے وصال کا دن اور ماہ و سال معلوم نہ ہو سکے۔ آپکی قبر انور ٹھیک حضرت مولانا سید عبدالحکیم قدس سرہ کے سرہانے ہے اگرچہ اب قبر کا نشان نہیں ہے۔ تیسرے فرزند سید ابوالبرکات تھے ان کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔ انہیں کے بیٹے حکیم سید منظور صاحب تھے اب حکیم صاحب کے انتقال کے بعد انکے کئی فرزند ہیں جن کی سکونت شیخ محلہ میں پرانے آبائی مکان میں ہے۔

☆ وصال ☆

حضرت مولانا سید عبدالحکیم صاحب قدس سرہ کے خلفاء کی تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ آپکا وصال ۲۷ / صفر بروز یکشنبہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں تقریباً دو بجے ہوا۔ آپ نے طاعون کی وباء میں شہادت پائی آپکے ایک دوست حکیم صاحب تھے جو آپکے بغل میں جانب شرق مدفون ہیں انہوں نے اپنے باغ میں تبر کا آپکو دفن کیا تھا کافی وسیع باغ تھا مگر حکیم صاحب کے فرزند جو خود بھی حکیم تھے مزاج میں عیش بہت تھا انہوں نے رفتہ رفتہ سارا باغ بیچ دیا اور افسوس تو یہ کہ سارا باغ غیر مسلموں کے ہاتھوں فروخت ہو آج بمشکل تمام اتنی جگہ محفوظ رہ پائی ہے جس میں آپ کی اور حکیم صاحب کی اور انکی اہلیہ اور حکیم صاحب کے فرزند کی قبریں ہیں۔

☆ بعد وصال کرامت ☆

آپکے وصال کے بعد کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا سید ابوالخیرات قدس

سرہ نے قبر کو چارو طرف سے پختہ کرانا چاہا تو حضرت مولانا ابو الخیرات قدس سرہ نے مزدوروں کو نشان لگا کر بتا دیا کہ یہاں یہاں کھودنا اور بتا کر خود اپنے مدرسہ میں آکر طلباء کو پڑھانے لگے۔ ادھر یہ ہوا کہ مزدوروں نے کھدائی کی اتفاق سے پھاوڑا ان تختوں پر پڑا جو قبر میں لگائے گئے تھے تختہ کھل گیا۔ آپکی قبر سے خوشبو کی لپٹیں نکلنے لگیں اور رفتہ رفتہ لوگوں کا ہجوم جمع ہو گیا جناب حکیم صاحب آپکے دوست قبر میں کود پڑے چہرے سے کفن ہٹایا جسم اور کفن اس طرح محفوظ تھا جیسے ابھی قبر میں آپکواتار گیا ہے۔ حکیم صاحب نے چہرہ سے کفن ہٹایا تو ایسا لگ رہا تھا کہ ابھی بالبر آپکا خط بنا کر گیا ہے۔

(سبحان اللہ) کیا اہل اللہ کی شان ہوتی ہے ادھر یہ کیفیت تھی ادھر آپ حضرت مولانا سید ابو الخیرات قدس سرہ پر ظاہر ہوئے اور فرمایا بیٹے ابو الخیرات میرا راز فاش ہو رہا ہے جلد پہنچو اور میری قبر بند کرو۔ آپ فوراً در سگاہ سے اٹھے اور وہاں پہنچے تو دیکھا عجب دیوانوں کا ہجوم تھا حکیم صاحب قبر کے اندر لیٹے ہوئے تھے وہ کسی طرح نکلنے کو تیار نہ تھے کہہ رہے تھے کہ مجھے یوں ہی دفن کر دو بمشکل تمام انہیں قبر سے نکال کر تختے لگا کر قبر کو بند کیا گیا آپ کی قبر آج تک کچی ہے۔ کئی دفعہ پختہ کرنے کا ارادہ کیا گیا مگر آپ نے واقعہ میں منع کر دیا اور فرمایا کہ کچی رہے گی لوگ مٹی لے جائیں گے تو انہیں شفا حاصل ہوگی۔

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

غوث زماں حضرت مولانا سید ابوالخیرات صاحب

☆ قدس سرہ ☆

قطب زماں، غوث دوراں، حضرت مولانا سید ابوالخیرات قدس سرہ
مولانا سید عبدالخلیم قدس سرہ کے فرزند اکبر و خلیفہ اجل ہیں۔

☆ ولادت مبارکہ ☆

مولانا سید ابوالخیرات قدس سرہ کی تاریخ ولادت اور ماہ و سال صحیح معلوم نہ
ہو سکے۔ اندازہ یہ ہے کہ ۱۲۹۰ھ کے بعد اور ۱۳۰۰ھ سے قبل کی پیدائش ہے
کیونکہ آپ کا وصال ۱۳۵۵ھ میں ہوا اور حضور مرشدی الکریم سے ہم نے سنا ہے کہ
آپ کی عمر بوقت وصال ۶۰ یا ۵۵ کے درمیان تھی۔

☆ تحصیل علم ☆

آپ کی نشوونما ایک علمی و روحانی گھر میں ہوئی قیاس یہ ہے کہ ابتدائی اور درمیانی
تعلیم والد بزرگوار کی آغوش تربیت میں ہوئی، طب و حکمت اور کچھ فنون کی تکمیل
کیلئے آپ کچھ عرصہ لکھنؤ بھی رہے ہیں۔ علوم و فنون کی تکمیل کے بعد آپ نے پڑھانا
شروع کیا کچھ عرصہ گورنمنٹ کے ایک کالج میں صدر مدرس رہے۔

☆ مدرسہ کا قیام ☆

اس کے بعد ملازمت سے سبک دوشی حاصل کر کے خود مدرسہ یتیم خانہ

کے نام سے قائم کیا جس میں آخر دم تک آپ نے جملہ علوم و فنون کی تدریس کے فرائض انجام دئے۔ فقہ و حدیث و تفسیر کا آپ خصوصیت سے درس دیتے اور بیرونی طلباء کے قیام و طعام کی ساری ذمہ داریاں اپنے سر لے رکھی تھیں اس طرح آپ نے علوم و فنون کی کافی وسیع خدمات انجام دیں اور ہزاروں لوگ آپ کے چشمہ علم و فن سے سیراب ہوئے اور آج تک ہو رہے ہیں۔ آپ کا قائم کردہ مدرسہ آج بھی موجود ہے آپ کا علمی اور خاندانی رعب و جلال بہت تھا اور آغاز ہی سے شہرت و عزت بہت حاصل تھی اور آغاز ہی سے لوگوں کا رجوع آپ کی طرف بہت ہوا، اس طرح دینی خدمات کے مواقع بہت میسر آئے۔

☆ ایام طفولیت ☆

آپ مادر زاد ولی تھے، آپ پڑھ چکے کہ حضرت قطب بنارس قدس سرہ کی دعاؤں سے آپ پیدا ہوئے، آغاز ہی سے حضرت قطب صاحب قدس سرہ کی نظر التفات آپ کی طرف بہت تھی، عجب گونا گوں خوبیوں سے آپ کے رب جل و علانیے نوازا تھا، بچپن ہی سے آپ کو روشن ضمیری حاصل تھی، بزرگان دین کی زیارت بہت ہوتی تھی، اپنے والد بزرگوار قدس سرہ سے بیان کرتے کہ میں نے ایسے ایسے خدو خال والے بزرگ کو دیکھا ہے، اکثر جاگتے میں بزرگوں کا دیدار ہوتا، کبھی تاجروں اور مسافروں کو پیش آنے والے واقعات بتا دیتے۔

☆ تحصیل کمالات ☆

آپ نے زیادہ تر روحانی سلوک و منازل و مراحل اپنے والد بزرگوار سے طے

کئے۔ حضور مرشدی الکریم دام ظلہ سے میں نے سنا ہے کہ جب حضرت مولانا سید عبدالحکیم قدس سرہ کو وصال کا احساس ہو گیا تو ایک دن آپ نے حضرت مولانا سید ابوالخیرات قدس سرہ کو طلب کیا اور فرمایا کہ میری پیٹھ سے پیٹھ لگا کر بیٹھ جاؤ، حضرت مولانا بیٹھ گئے، والدہ ماجدہ پاس ہی موجود تھیں، حضرت مولانا سید عبدالحکیم صاحب قدس سرہ نے توجہ ڈالی تو حضرت مولانا بے ہوش ہو گئے، والدہ کو ترس آیا معترض بھی ہوئیں مگر آپ نے منع فرمادیا تھوڑی دیر بعد ہوش آیا تو آپ نے پھر اسی طرح بٹھایا توجہ ڈالی پھر حضرت مولانا بے ہوش ہو گئے، والدہ بہت پریشان ہوئیں اور کہنے لگیں کہ آپ ابوالخیرات کو مار ہی ڈالیں گے آپ نے فرمایا جو میں کر رہا ہوں کرنے دو پھر جب ہوش آیا تو آپ نے حضرت مولانا کو اسی طرح بیٹھایا پھر تیسری بار توجہ ڈالی پھر سے بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ میرے بعد کراکت حضرت عبداللہ شاہ کے پاس چلے جانا اور ان سے تکمیل کر لینا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ والد بزرگوار کے وصال کے بعد آپ کراکت آئے اور تکمیل کر کے اجازت و خلافت ظاہری سے سرفراز ہوئے۔ ان کے علاوہ آپ کو اس زمانہ کے مشہور بزرگ اور خانقاہ مظہریہ کی زیب و زینت حضرت مولانا شاہ ابوالخیر مجدوی قدس سرہ سے بھی خاص فیض پہونچا۔

مشہور عالم حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی صاحب ابن شاہ ابو الخیر قدس سرہ مقامات خیر صفحہ ۴۴۵ میں رقمطراز ہیں۔

سید ابوالخیرات آپ سید عبدالحکیم کے صاحب زادے تھے اور وہ جناب محمد رضا بناری کے خلیفہ تھے جو کہ حضرت سیدی الوالد کے جدا مجد حضرت شاہ

احمد سعید کے خلیفہ تھے۔ سید ابو الخیرات ابھی اپنے والد ماجد سے بیعت نہیں ہوئے تھے کہ ان کی آمد دہلی میں ہوئی اور وہ خانقاہ شریف میں فاتحہ پڑھنے آئے اتفاق سے اس وقت حضرت سیدی الوالد مسجد شریف سے نماز پڑھ کر نکلے اور آپ کی نظر سید ابو الخیرات پر پڑی آپ نے پٹھان سے فرمایا اس جو ان سے ہوئے انس آرہی ہے اسکو بلاؤ، چنانچہ سید ابو الخیرات آپ کے پاس پہنچے، آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کہاں سے آئے ہو؟ کون ہو؟ سید ابو الخیرات نے اپنے والد بزرگوار کا ذکر کیا اور پھر عرض کی کہ آپ مجھ کو بیعت کر لیں، آپ نے ارشاد فرمایا، تمہارا حصہ تمہارے والد کے پاس ہے جاؤ ان سے بیعت ہو اور پھر کچھ دن کے واسطے یہاں آجانا، چنانچہ وہ اپنے گھر گئے اور اپنے والد ماجد سے بیعت ہوئے، کسب سلوک کیا، خلافت حاصل کی، ۲۷ صفر ۱۳۳۰ھ میں انکے والد ماجد کی وفات ہوئی، انکی وفات کے کچھ ماہ بعد وہ حضرت سیدی الوالد کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے انکو ادن رکھا اور پھر اجازت طریقت دیکر رخصت کیا، سید ابو الخیرات اس واقعہ کا ذکر اپنے مخلصین سے کیا کرتے تھے، ان کے مرید غلام محمد ساکن موضع کمال پور ڈاکخانہ نرائن پور ضلع مرزا پور یوپی نے عاجز سے اس واقعہ کا ذکر کیا اور بتایا کہ سید ابو الخیرات کی وفات ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ میں مقام سیوان بہار میں ہوئی۔

حضرت مولانا زید فاروقی صاحب نے بڑے وثوق کے ساتھ اس واقعہ کو بیان کیا ہے حضرت شاہ ابو الخیر قدس سرہ کی ولایت و بزرگی اور روشن ضمیرنی سب کو تسلیم ہے اور اہل علم جنہوں نے انھیں دیکھا یا پڑھا ہے وہ مزاج بھی خوب جانتے ہیں کہ انکو اجنبی وارد و صادر سے کتنی وحشت ہوتی تھی اور اپنے پاس زیادہ

بیٹھنے نہ دیتے تھے۔ حضرت مولانا سید ابوالخیرات قدس سرہ کی استعداد و قابلیت اور باطنی جوہر اور انکا حصہ کہاں ہے سب کچھ دیکھ لیا تھا اور پھر ۱۷ / دن رکھ کر اجازت طریقت بھی دی۔ معلوم ہوا کہ حضرت مولانا قدس سرہ کو تین جگہوں سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔ ایک اپنے والد بزرگوار سے دوم حضرت عبداللہ شاہ سے سوم حضرت شاہ ابوالخیر صاحب سے قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔

الغرض حضرت مولانا سید ابوالخیرات قدس سرہ علم و فضل اور کمال و تکمیل کی بلند منزل پر فائز ہو کر مجمع البحرین ہوئے اور آپکی ذات سے بیک وقت علمی و روحانی چشمے جاری ہوئے، آپ نے اسلام و سنت کی کامل خدمت کی۔

☆ دینی خدمات ☆

حضرت والد ماجد قدس سرہ کی حیات تک اور انکے بعد کچھ ماہ تک زیادہ تر عمر عزیز کا حصہ تعلیم و تعلم اور اکتساب روحانیت میں بسر ہوا۔ وصال کے بعد آپ مسند روحانیت پر جلوہ گر ہوئے اور لوگوں کے سلوک و تسلیک پر پوری توجہ صرف فرمائی۔ مدرسہ میں پڑھانا اور صبح و شام حلقہ کرانا آپ کا کام تھا اس کے ساتھ ساتھ آپ بہترین واعظ و خطیب تھے اور بہت بڑے مناظر تھے۔ آپکے زمانے میں شدھی بنانے کی تحریک بڑے زوروں پر تھی حضرت مولانا قدس سرہ اس سلسلہ میں اتنی عظیم خدمات ہیں قلم احاطہ نہیں کر سکتا ہے آپ اپنے تلامذہ کے ساتھ ان کافروں کی مجلس میں پہنچ جاتے، انکی تقریریں سنتے، اسلام پر اعتراضات سنتے پھر اچانک مجمع سے کھڑے ہو کر اسٹیج پر پہنچ جاتے اور نہایت مسکت جملات دیتے۔

اللہ تعالیٰ نے نہایت ہمت و جرات اور حاضر جوابی کی قوت عطا فرمائی تھی

علم بہت وسیع تھا، بڑے بڑے لوگ آپ کے سامنے کانپنے لگتے، مخالفین انگشت بندال رہ جاتے، اسلام کی حقانیت پر نہایت معقول دلائل قائم فرماتے، لوگوں کا تذبذب یکسر دور ہو جاتا بالآخر شدھی والے بری طرح خائب و خاسر ہو گئے اور آپ نے اس طرح ہزاروں کا ایمان چالیا اگر آپ کے خلفاء و تلامیذہ آپ کی مفصل سیرت و سوانح تحریر کرتے تو آپ کی دینی خدمات کے صحیح خدوخال سامنے آتے۔

☆ حلقہ ارادت ☆

بیعت و ارادت کی طرف آپ کی توجہ اس قدر مبذول نہ تھی جس قدر اسلام و سنیت کی اشاعت و تحفظ کی طرف تھی اس کے باوجود رفتہ رفتہ حلقہ ارادت کافی وسیع ہو گیا، آپ کی آغوش تربیت سے جس قدر روحانیت و عرفان کے بڑے بڑے تاجدار وجود میں آئے ہیں ان کا وجود بتاتا ہے کہ آپ قطبیت و ولایت کی بہت اونچی منزل پر فائز تھے آپ کے حلقہ ارادت میں انسان تو داخل تھے اور اسکے ساتھ ساتھ جنات بھی مرید تھے اور آپ کے بہت سے خلفاء ان جنات کو جانتے بھی تھے ملاقات بھی تھی، آج بھی آپ کے بعض مرید جنات پائے جاتے ہیں جن سے آپ کے سلسلہ کے بعض اہل نظر واقف بھی ہیں۔

☆ اخلاق و عادات ☆

مزانج میں نہایت درجہ سادگی اور خاکساری تھی لباس وغیرہ نہایت سستہ اور سادہ ہو تا عام طور پر کھڈکا کرتا اور پانچامہ زیب تن فرماتے، تصنع و بناوٹ اور تکلف کا دور دور تک پتہ نہ تھا وقت پر جو مل گیا نوش فرمایا، کبھی کبھی کٹی کٹی فاقے ہو جاتے مگر

ہر حال میں صبر و شکر سے کام لیتے، کسی دنیا دار کے سامنے کبھی دنیوی معاملات میں دست طلب دراز نہ فرمایا، خلوات و جلوات کی تمام محفلیں ذکر الہی سے معمور و آباد رہتیں، دنیوی گفتگو کو آپ کی بارگاہ میں رسائی نہ تھی، بہت کم سوتے، طلباء کے علوم کی دیکھ رکھ پھر مریدین و متوسلین کی حاجت روائی، اکتساب فیض کرنے والے مقیم حضرات کے قیام و طعام کی ذمہ داری، ان پر تصرف و توجہ پھر مدرس و تعلیم اور دعوت و تبلیغ کے لئے دورے پھر والد بزرگوار کے وصال کے بعد خانقاہ اور دیگر تمام گھریلو ذمہ داریاں نبھانا اور سب کو حسن و خوبی کے ساتھ انجام دینا یہ سب آپ پر فضل خاص تھا۔ انہیں مصر و فیتوں کی وجہ سے اس قدر اپنے نجی اور ذاتی معاملات میں تنقیدی تھی کہ کئی کئی دن گزر جاتے اور آپ کو لباس تبدیل کرنا موقع ہاتھ نہ آتا۔

اس سب کے باوجود رعب سیادت بہت غالب تھا، رخ انور میں انوار کی تابانی کی وجہ سے عجب کشش تھی، دلوں کو موہ لینے والا چہرہ پایا تھا، حسن باطن کے ساتھ ساتھ حسن ظاہر بھی خلاق کائنات نے بہت عطا فرمایا تھا، رات عموماً عبادات نافلہ اور تسبیح و تہلیل اور مراقبہ میں بسر ہوتی، شب و روز کی تمام ساعات ذکر و فکر اور مراقبہ ان تینوں میں سے کسی ایک سے آباد رہتیں، حلقہ ذکر میں عجب کیف طاری رہتا، توجہ کے وقت جو فیض جاری ہوتا تو اہل نظر عیش عیش کراٹھتے، طالبان خدا کو بہت جلد آپ کی بارگاہ میں احوال و کیفیات حاصل ہوتے، آپ کے خلفاء کے حالات و واقعات بتاتے ہیں کہ آپ ولایت و بزرگی اور قطبیت و غوثیت کی بلند منزل پر فائز تھے۔ چند تصرفات و کرامات ملاحظہ ہوں۔

☆ تصرفات و کمالات ☆

(۱) آپ کے سب سے چہیتے اور لاڈلے خلیفہ حضرت مولانا غلام محمد خان صاحب قدس سرہ تھے آپ نے ان سے خوش ہو کر فرمایا تھا کہ تمہاری نسل میں ہمیشہ ایک ولی ہوتا رہے گا (الحمد لله) ابھی تک آپ کے فرمان کے مطابق یہ سلسلہ قائم ہے۔

(۲) آپ نے اپنے خلفاء و مریدین کے سامنے فرمایا تھا کہ میرا روحانی فیضان غلام محمد کے ذریعہ عام ہو گا اور انہیں سے گلشن معرفت ہر ابھر رہے گا، چنانچہ آپ کے وصال کے چند ہی سالوں کے بعد لوگوں نے دیکھ لیا کہ آپ کے فیض کا سلسلہ حضرت مولانا غلام محمد خان صاحب قدس سرہ کے ذریعہ اتنا بڑھا کہ بیان سے باہر ہے اور آج صرف روحانی فیض کے ذریعہ آپ کا سلسلہ باقی ہے۔

(۳) حضرت مرشدی الکریم دام ظلہ نے بیان فرمایا کہ میرے چچا کی شادی تھی، حضرت مولانا قدس سرہ بھی شرکت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے کھانا جس قدر بنا تھا اسکی بنسبت مہمان کثیر آگئے، والد بزرگوار گھبرا رہے تھے کہ اب کیا ہو گا..... مزید کچھ سامان بھی موجود نہیں کہ فوراً تیار کر لیا جائے، وقت بھی ایسا ہے کہ سامان مل نہیں سکتا ہے حضرت سے واقعہ عرض کیا گیا آپ نے فرمایا بالکل نہ گھبراؤ کچھ دم کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سارے مہمانوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور پھر بھی بچا رہا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ جناب حکیم سید منظور احمد صاحب نے بیان فرمایا کہ آپ کے ایک خاص مرید عبدالاحد نامی ایک گاؤں کے رہنے والے تھے انکی لڑکی

کی شادی تھی باصرار وہ شادی میں آپ کو لے گئے، جس قدر کھانا باراتیوں اور مہمانوں کے لئے تیار ہوا تھا مہمان بہت زیادہ آگئے، وہ گھبرائے اور آپ سے عرض کیا کہ حضور.... عزت آپ کے ہاتھوں ہے فرمایا۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں جاؤ ڈیگ کو ڈھک دو، ایک آدمی بسم اللہ پڑھ کر نکال نکال کر لوگوں کو دیتا رہے۔ بالآخر سب نے کھا لیا اور کھانا پھر بھی چارہا۔

(۴) انہیں حکیم سید منظور صاحب نے بیان فرمایا کہ آپ کے ایک خادم خاص حاجی مصدی نامی تھے یہ آپ کے ادارے کے محصل بھی تھے حضرت مولانا قدس سرہ آسام کی چائے پتی سے بنی چائے بہت نوش فرماتے تھے اور احمد حسین نامی زردا تمباکو (جو اس دیار میں رائج تھا) استعمال فرماتے۔ ایک شب مہمان آگئے آپ نے چائے کے لئے حاجی صاحب بند کور سے حکم فرمایا۔ مہمان کثیر تھے پانی بہت رکھا۔ احمد حسین چائے کی پتی اور زردہ پاس ہی پاس رکھے ہوئے تھے، اندھیرے میں وہ دیکھ نہ پائے غلطی سے بجائے چائے کے زردہ ڈال دیا، جب تیار ہو گئی تو سوچا چکھ لیں اب جو دیکھا تو نہایت بد مزہ احساس ہوا کہ بجائے پتی کے تمباکو ڈال دیا ہے حاجی صاحب بہت گھبرائے آپ سے صورت حال ذکر کی فرمایا گھبراؤ نہیں جو ہوا سو ہوا ڈیگچی ڈھک دو چائے کی پتی ڈال دو تھوڑی دیر بعد چائے جو نکالی بالکل صحیح تھی۔

(۵) حضور سیدی مرشدی دام ظلہ العالی نے بیان فرمایا کہ حضرت مولانا قدس سرہ ایک مرتبہ قصبہ بتیا ضلع چمپارن (بہار) چند معتقدین کے ساتھ تشریف لے گئے، وہاں کافی عرصہ سے بارش نہیں ہوئی تھی، لوگ بے پناہ پریشان، احباب و معتقدین نے عرض کیا کہ حضور بارش کے لئے دعا فرما دیں۔

آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ مجھ جیسا گنہگار موجود ہے اس وجہ سے بارش نہ ہو رہی ہو، جب میں یہاں سے چلا جاؤں گا تو بارش ہوگی، چنانچہ آپ نے ساتھیوں کو کوچ کا حکم دے دیا بھی آپ بستی سے تھوڑی ہی دور پہنچے تھے کہ کالی گھٹا چھائی اور بارش ہونے لگی۔ آپ واپسی میں بمشکل زراعتی ندی تک پہنچے تھے کہ پانی کا بہاؤ بڑھنے لگا ملاح بارش کی وجہ سے گھر چلا گیا، ندی کے کنارہ گھاٹ پر ملاح کی جھوپڑی تھی آپ اس میں ٹھہر گئے، بارش مسلسل ہو رہی تھی تین دن ہو گئے کسی کو کچھ کھانے کو بھی نہ ملا، ساتھی بھوک کی شدت سے نڈھال ہو گئے جب ان کی پریشانی دیکھی نہ گئی تو آپ نے قریبی گاؤں میں بسنے والے ایک مرید اور ان کی اہلیہ کو خواب میں فرمایا کہ ہم اور ہمارے چند ساتھی فلاں مقام پر تین دن سے ٹھہرے ہوئے ہیں تم کھانا بنا کر فوراً لے آؤ، خواب دیکھتے ہی دونوں کی آنکھ کھل گئی، خواب دونوں کا ایک تھا، انہیں یقین ہو گیا کہ جو کچھ دیکھا ہے وہ سچ ہے فوراً کھانا بنایا اور لے کر چل دیئے۔

آپ چونکہ چائے کے عادی تھے اس زمانہ میں ہر جگہ چائے میسر بھی نہیں آتی تھی اسی لئے شکر اور چائے آپ ساتھ رکھتے تھے صبح ہو چکی تھی ساتھیوں سے فرمایا کہ بارش کچھ رکی ہے کچھ لکڑیاں لاؤ چائے بنائیں لکڑیاں چونکہ بھیگی تھیں تمام کوشش کے باوجود لکڑیوں نے آگ نہ پکڑی آپ نے فرمایا تم سے آگ نہ جلے گی اچھا ہم جلاتے ہیں، آپ نے جو نہی آگ دی فوراً لکڑیوں نے آگ پکڑ لی اور جلنے لگیں، سارے لوگ حیران رہ گئے، ساتھیوں نے عرض کیا کہ حضور چائے نوش فرمائیں گے اور ہم بھوک سے پریشان ہیں۔ فرمایا ابھی کھانا آرہا ہے تسلی رکھو،

چنانچہ تھوڑی دیر بعد کھانا پہنچ گیا سب نے کھانا کھایا پھر آپ نے گاؤں سے ملاح کو بلوایا ملاح آپ کو جانتا تھا اور معتقد بھی تھا فوراً آیا مگر پانی اس طرح بڑھ چکا تھا کہ ملاح کسی طرح کشتی چلانے کو تیار نہ تھا وہ بار بار کہہ رہا تھا کہ حضور ایسی طغیانی میں کشتی کا ڈوب جانا یقینی ہے آپ نے فرمایا تم فکر نہ کرو میں ذمہ دار ہوں کشتی نہیں ڈوبے گی بالآخر اس نے مجبور ہو کر کشتی چلائی آپ مع رفقاء سوار ہو گئے۔ جب کشتی پچ میں پہنچی تو پانی کی دھارا اتنی تیز تھی کہ کشتی منزل کی طرف جانے کے بجائے دھارے میں بہ نکلی ملاح گھبرا گیا کہنے لگا حضور میں کہہ رہا تھا لیجئے اب سب ڈوبے۔ سبھی زندگی سے مایوس ہو گئے تو رسی پکڑ کر کود گئے، لوگوں نے دیکھا کہ جہاں ہاتھی ڈوبا وہ پانی تھا جب آپ کودے تو صرف کمر تک پانی تھا آپ کشتی کھینچ کر دوسرے کنارے کو لے جا رہے تھے، ایک مرید کی عقیدت کو گوارا نہ ہوا کہ حضرت کشتی کھینچیں اور میں بیٹھا رہوں، وہ پانی میں کودا تا کہ رسی پکڑ کر کھینچے مگر لوگوں نے دیکھا کہ جو پانی آپ کی کمر تک تھا مرید اس میں غوطے کھا رہا تھا آپ نے ہاتھ پکڑ کر نکالا کشتی میں بٹھایا، ملاح کی عقیدت حد سے زیادہ بڑھ گئی اور وہ کافی دنوں تک آپ کے ساتھ رہا بالآخر کشتی کنارہ پر پہنچی اور سب لوگ صحیح و سالم گھر پہنچے۔،۔

یہ طویل واقعہ آپ کے کئی زبردست تصرفات پر مشتمل ہے ایک تو بارش ہونا وہ بھی اتنی زبردست، دوسرے بھیگی لکڑیوں کا آگ پکڑ لینا، تیسرے مرید کو خواب میں کھانے کے لئے حکم دینا، چوتھے اس پانی کی طغیانی کے باوجود آپ کا کشتی کو کھینچ کر لے جانا اور پانی کا کمر تک رہنا وغیرہ یہ سب آپ کی عظمت کے کھلے سراغ ہیں۔

(۶) حضور سیدی مرشدی دام ظلہ ہی نے بیان فرمایا کہ چند سال قبل ایک

شخص عبد المعید نامی جو کہ آپ کے مزار والے قبرستان سے متصل رہا کرتا تھا بارش زوروں پر تھی سیوان کی ندی میں کافی طغیانی تھی، عبد المعید ندی میں کود گیا اور لاپتہ ہو گیا اسکے بیوی بچے گھبرا کر مزار پر آئے اور چادر پکڑ کر بلک بلک کر رونے لگے تقریباً تین گھنٹے کے بعد عبد المعید ندی سے صحیح و سالم باہر آگیا۔ لوگوں نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہمیں صرف اتنا معلوم ہے کہ ایک خواب سادیکھا کہ ایک بزرگ آئے اور انہوں نے ہاتھ پکڑ کر فرمایا عبد المعید چلو تمہارے بیوی بچے پریشان ہیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ندی سے باہر کھڑا کر دیا،

کتنا زبردست تصرف ہے اتنی دیر تک پانی کی تہ میں زندہ رہنا عقل قبول نہیں کرتی ایسا لگتا ہے کہ آپ نے اپنے تصرف سے روح واپس کر دی اور مردے کو زندہ کر کے ندی سے باہر کھڑا کر دیا واللہ اعلم بالصواب۔

(۷) آپ ہی دام ظلہ نے شیخ المشائخ کے حوالے سے بیان فرمایا کہ حضرت مولانا قدس سرہ کے وصال کے بعد حضرت شیخ المشائخ اپنے گھر پر کمال پور میں آرام فرما رہے تھے اچانک کانوں میں آواز آئی، غلام محمد اٹھو، حضرت شیخ المشائخ فوراً اٹھ بیٹھے دیکھا کہ حضرت مولانا قدس سرہ تشریف فرما ہیں، حضرت مولانا قدس سرہ نے کچھ معاملات سلوک ارشاد فرمائے حضرت شیخ المشائخ کو اس دوران آپ کے وصال کا بالکل احساس نہ ہوا پھر آپ چل دیئے اور تیزی سے نگاہوں سے غائب ہو گئے۔ تب احساس ہوا کہ حضرت کا وصال ہو چکا ہے ایسا واقعہ خواب اور بیداری میں متعدد بار پیش آیا۔

(۸) حضرت آقائے نعمت دام ظلہ ہی نے بیان فرمایا کہ آپ بتوہل بازار کے

قریب ایک گاؤں میں کسی مخلص کے یہاں تشریف لے گئے تھے۔ واپسی پر راستے میں ریل گاڑی کا وقت ہو گیا آپ نے فرمایا جو فلاں مسجد نظر آرہی ہے پہلے اس میں نماز پڑھیں گے بعد میں ریل پکڑیں گے ساتھیوں نے عرض کیا کہ حضور ریل آنے کا وقت تو ہو چکا ہے ابھی ہم نماز پڑھیں گے پھر یہاں تک اسٹیشن تک چلیں گے تو گاڑی کیسے ملے گی اس کے بعد دوسری ٹرین کئی گھنٹے بعد ہے فرمایا کہ نماز پہلے پڑھیں گے کچھ بھی ہو۔ بالآخر مجبور ہو کر لوگوں نے نماز کی تیاری شروع کر دی اتنے میں دیکھا کہ گاڑی اسٹیشن پر آگئی ہے، آواز دے رہی ہے اب سب کو یقین ہو گیا کہ گاڑی ملنا ناممکن ہے۔ آپ نے بڑے اطمینان سے نماز پڑھی پھر اسٹیشن پر تشریف لے گئے، بعض مریدین سے فرمایا ٹکٹ خرید لو۔ وہ گئے، واپس آئے بتایا کہ حضور ٹکٹ والا کہہ رہا ہے کہ گاڑی کا انجن خراب ہو گیا ہے جب دوسرا انجن آئے گا تب یہ گاڑی کئی گھنٹے بعد جائے گی، دو تین مرتبہ آپ نے بھیجا تو وہ بولا کہ ہمیں کیا ہم ٹکٹ دے دیں گے بالآخر ٹکٹ آیا، گاڑی آپ کو جانتا تھا اسے پتہ لگا تو ملنے آیا آپ نے فرمایا کہ ڈرائیور سے کہو کہ گاڑی چلائے اب چلے گی بالآخر آپ کے فرمانے پر گاڑی جب چلائی گئی تو فوراً چل دی، ڈرائیور آپ کا بہت معتقد ہو گیا۔

(۹) صاحب کمالات عالیہ جناب حافظ علی احمد صاحب دام ظلہ نے بیان فرمایا

کہ حضرت مولانا قدس سرہ کے وصال کے بعد کئی سال تک قبر چکی رہی، برسات کے موسم میں گھاس کافی تعداد میں آگ آتی اسلئے ہم لوگ عرس کے موقع پر اس موسم میں مزار شریف کے پاس کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھ لیا کرتے تھے، بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔ حضرت شیخ المشائخ جانشین تھے۔ ایک مرتبہ بموقع عرس قل کر کے سب

لوگ روانہ ہوئے حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ آگے آگے تھے باقی ہم اور پڈرونہ کے قاضی صاحب (جو کہ صاحب کشف بزرگ تھے) سب سے پیچھے، قاضی صاحب نے میرا ہاتھ دانتے ہوئے کان میں کہا کہ اُو حضرت مولانا کا تمہیں کمال دیکھائیں، چپکے سے مزار پر واپس پہنچے۔ حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا سید ابوالخیرات صاحب قدس سرہ کے ہاتھ قبر اطہر سے باہر نکلے ہیں، میں بڑے سکون سے کافی دیر تک دیکھتا رہا، اس کے بعد وہ ہاتھ قبر کے اندر چلے گئے اور میں محو حیرت تکتا رہ گیا۔

حضرت مولانا سید ابوالخیرات قدس سرہ کی ولایت و بزرگی اور رفعت و عظمت تو اظہر من الشمس ہے، آپ اپنے زمانے کے بہت بڑے قطب بھی تھے، آپ کے خلفاء سب کے سب باکمال اور اکثر قطبیت کے درجہ پر فائز تھے خاص کر حضرت مستان بابا رحمۃ اللہ علیہ جن کا مختصر تذکرہ آئندہ صفحات میں آپ پڑھیں گے انہوں نے ایک موقع پر اظہار فرمادیا تھا کہ میں ۱۴ ضلعوں کا قطب ہوں اور آپ کے سب سے اہم خلیفہ و جانشین حضرت مولانا غلام محمد خان صاحب قدس سرہ کی تو قطبیت کی وسعت کا اندازہ خالی اہل نظر ہی کر سکتے ہیں۔ جن کے بارے میں مولوی ارشد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا (جو خود بہت بڑے روشن ضمیر اور صاحب کشف انسان تھے) کہ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کو ان کے مرشد مکرم کے طفیل درجہ ابد الیت اور اسکے علاوہ حضرت مولانا سید ابوالخیرات صاحب قدس سرہ کی قطبیت کا پتہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قطب بنارس قدس سرہ کے تقریب عرس کے موقع پر مزار شریف کے قریب احباب

و مریدین کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ بھی تھے۔ ایک غیر معروف شخص آیا آپ نے آمد کا سبب دریافت فرمایا اس نے کہا کہ میں ایک عرصہ سے حضرت غریب نواز قدس سرہ کے دربار میں مقیم تھا کہ حضرت داتا جمیری قدس سرہ کہیں کی قطبیت عنایت فرمادیں۔ ابھی چند دن ہوئے تھے کہ بار بار تاکید سے حکم دیا گیا کہ تم مولانا ابو الخیرات کی خدمت میں جاؤ۔ ان سے کہنا کہ اگر قطبیت کی کوئی جگہ خالی ہو تو دیدیں۔ آپ نے کچھ دیر تامل کے بعد فرمایا کہ اس وقت میرے حلقہ میں کوئی شہر خالی نہیں ہے البتہ ضلع بستی کے فلاں قصبہ میں نائب کی جگہ خالی ہے چاہو تو بھج دوں: آنے والے نے عرض کیا میں تیار ہوں کرم فرمائیں آپ نے بھج دیا سا معین حیرت زدہ رہ گئے۔

☆ شادی و اولاد ☆

حضرت مولانا قدس سرہ کی شادی ایک نہایت متمول اور سروس مین صاحب کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ حضرت مولانا قدس سرہ اپنے لباس وغیرہ میں جو بھی سادگی اپناتے مگر اہلیہ چونکہ بڑی ناز و نعم کی پلی ہوئی تھیں لہذا ان کا خیال رکھتے اور جزبات کے مطابق رویہ اپناتے۔ ہمارے علم میں آپ کے صرف ایک فرزند تھے حضرت سید محمد سالم صاحب جو آپ کے وصال کے بعد پاکستان چلے گئے گھریلو حالات سے تنگ آکر ہندوستان چھوڑا، بعد وصال کئی مرتبہ آئے۔ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ نے بار بار اصرار فرمایا کہ آپ مسند سجادگی پر جلوہ گرہوں اور بیعت و ارشاد کو وسعت دیں: مگر وہ ر کے نہیں۔ اپنے خاندانی افراد کی وجہ سے ابھی چند سال ہوئے کہ پاکستان میں ان کا وصال ہو گیا پسماندگان کا پتہ نہیں۔

حضرت مولانا قدس سرہ کو روحانیت و تصرف میں نہایت اعلیٰ مقام حاصل تھا اس لئے آپ کی توجہ و تصرف سے کافی لوگ درجہ کمال کو پہنچے۔ مخلوق خدا کی رہنمائی کے لئے متعدد لوگوں نے آپ سے خلافت و اجازت پائی۔ جن خلفاء کے نام و حالات معلوم ہو سکے ہیں وہ یہ ہیں۔

☆ خلفاء ☆

(۱) حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ شہر مرزاپور کے رہنے والے تھے، بڑے صاحب کمال انسان تھے۔ انہوں نے صرف رجب علی شاہ کو مرید کیا۔

(۲) جناب جان محمد صاحب آپ بھی مرزاپور کے رہنے والے تھے۔

(۳) مولانا عبدالاحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ ضلع جون پور کے رہنے والے تھے۔ علوم اسلامیہ میں خاص دسترس حاصل تھی، بہترین فاضل تھے، حسن باطنی کے ساتھ ساتھ حسن ظاہری خوب پایا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت مولانا قدس سرہ کے خلفاء میں یہ سب سے زیادہ حسین انسان تھے۔

(۴) حضرت مولانا سید شاہ اعظم علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ سلطان پور کے رہنے والے تھے۔

(۵) قطب زماں حضرت مولانا نور محمد صاحب قدس سرہ جن کا تذکرہ

آئندہ صفحہ میں آپ پڑھیں گے۔

(۶) شیخ المشائخ حضرت مولانا حاجی شاہ غلام محمد خان صاحب قدس سرہ جو کہ

آپ کے اوصاف و کمالات کے حامل اور جانشین تھے۔ جن کا مفسر ذکر آگے آرہا ہے۔

حضرت مولانا نور محمد صاحب عرف مستان بابا قدس سرہ
 حضرت مولانا مولوی نور محمد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کا آبائی وطن
 موضع گوپال پور سوئی ہے جو پہلے ضلع سارن (چھپرا) میں تھا اب ضلع گوپال گنج
 (بہار) میں ہے۔ آپ کی تاریخ ولادت اور ماہ وصال معلوم نہ ہو سکے، نہ یہ معلوم ہو
 سکا کہ آپ حضرت مولانا سید ابوالخیرات قدس سرہ کے حلقہ ارادت میں کب
 داخل ہوئے۔ آغاز میں آپ ایک اسکول کے مدرس تھے، جب جذب کے آثار
 غالب ہونے لگے تو اسکول کی ملازمت سے سبکدوش ہو گئے۔ آپ اسکول جاتے
 تو کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ رجسٹر کے صفحات پر اللہ اللہ لکھ کر پورا رجسٹر بھر دیتے اور
 ستانوں والی باتیں کرتے۔ پھر آپ نے ہمیشہ کے لئے ملازمت سے سبکدوشی
 حاصل کر لی اور کسی ایک جگہ مستقل قیام اختیار نہ کیا۔ جب مرشد عالی وقار باحیات
 رہے ان کے ساتھ اور ادو اشغال اور اکتساب فیض میں وقت زیادہ گزرا، کبھی
 حضرت مولانا قدس سرہ کے مریدوں، کبھی اپنے مریدوں اور احباب کے یہاں،
 کبھی سلسلہ کے بزرگوں کے یہاں قیام رہتا، ایک دو دن سے زیادہ کہیں نہ ٹھہرے
 نہایت معمولی کپڑے، ہاتھ میں عصا اور عام طور پر جھولی ٹانگے رہتے جس میں
 عموماً سوکھی روٹی کے ٹکڑے، کبھی کبھی پھل لوگ پیش کر دیتے وہ جھولی میں پڑے
 پڑے خراب ہو جاتے، کیڑے پڑ جاتے، آپ اکثر روزہ دار ہوتے، معمولی طور پر
 کچھ کھا لیا کرتے، اکثر وہی سوکھی روٹی کے ٹکڑے جھولی سے نکالتے، پانی
 میں بھگوتے اور کھا لیتے، کسی گاؤں یا بستی میں جاتے تو بچوں کے لئے لاہی وغیرہ
 لے لیتے۔ یہ اکثر آپ کی کرامت دیکھی گئی کہ تھوڑی سی بانٹتے تو بہت بہت

لوگوں اور بچوں کو بانٹ دیتے پھر بھی وہ چیز چچی رہتی۔ پورنی بولی تھی، کرامات و تصرفات بہت صادر ہوتے تھے، اس دیار میں لوگ آپ کے بہت معتقد تھے، کشف و مشاہدہ کا عالم یہ تھا کہ کھلی آنکھوں باطنی چیزوں کو دیکھا کرتے، عام طور پر جہاں قیام کرتے لوگوں کو کچھ نہ کچھ کرامت دیکھنے کو مل جاتی۔ آپ اپنے زمانے کے بڑے قطب تھے متعدد لوگوں سے میں نے سنا ہے خاص کر حضور مرشدی الکریم سے سنا ہے کہ ایک صاحب ایک ضلع کے قطب تھے جو اپناج تھے۔ حضرت مستان بابا قدس سرہ کے ہاتھ پر ایک صاحب نے توبہ اور بیعت کی تو آپ نے ان قطب صاحب کی خدمت ان مرید کے حوالے کر دی۔ سیوان عرس میں وہ بھی آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کچھ بھنے ہوئے چاول (لاہی) ان قطب صاحب نے بکھیر دئے مستان بابا ان سے فرما رہے تھے کہ یہ چن لو: وہ کھل کھلا کر ہنس دئے تو آپ جلال میں آگئے فرمایا تو ایک ضلع کا قطب ہے تب یہ ناز نکھرے، میں چودہ ضلعوں کا قطب ہوں۔ اس دن لوگوں کو آپ کی قطبیت کا دائرہ معلوم ہوا۔

حضرت مولانا قدس سرہ کے مریدین و خلفاء میں آپ سب سے زیادہ احترام شیخ المشائخ حضرت مولانا غلام محمد خان صاب قدس سرہ کا کرتے۔ لوگوں کی جب خواہش ہوتی کہ مستان بابا کو روکیں تو لوگ حضرت شیخ المشائخ سے عرض کرتے کیوں کہ انکی بات مستان بابا نالتے نہیں۔ ایک دن حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے ساتھ آپ حضرت الہی دین صاحب مجددی جو خود صاحب نسبت بزرگ اور شیخ المشائخ کے چہیتے مریدوں میں سے تھے، اکثر بزرگوں کا انکے یہاں قیام رہتا۔ مستان بابا جب جانے لگے تو لوگوں نے حضرت شیخ المشائخ سے عرض کیا کہ حضور

روک لیں کسی طرح وہ رکنے کے لئے تیار نہ تھے۔ حضرت شیخ المشائخ نے جب فرمایا تو مستان بابا فرمانے لگے بھئی یہ سب تو اندھے ہیں آپ تو پینا ہیں آپ جانتے ہیں کہ کلکتہ میں قلاں قطب کا انتقال ہو گیا ہے مجھے انکا انتظام کرنا ہے۔ حضرت شیخ المشائخ کو بھیا کہتے تھے۔

حضرت مستان بابا کو بہت دفعہ لوگوں نے بیک وقت متعدد جگہوں پر دیکھا۔ جناب حافظ علی احمد صاحب قبلہ نے بیان فرمایا کہ حضرت مستان بابا جب حضرت قطب بنارس کی عید گاہ و مزار کے پیچھے واقع حضرت مخدوم صاحب کے روضہ کے احاطے میں حجرہ بنوار ہے تھے تو کوئی آپ کے پاس کسی حاجت کے لئے آتا تو آپ اس سے چندہ مانگتے۔ ایک صاحب ثروت آئے (حافظ صاحب نے انکا نام بتایا تھا راقم السطور بھول گیا) حضرت مستان بابا نے ایک ہزار روپے چندہ مانگا، انکا کام ہو گیا۔ جس دن روپے دینے کا وعدہ کیا تھا اس دن وہ اجمیر پہنچ گئے۔ دیکھا کہ مستان بابا اجمیر میں حضرت خوجہ غریب نواز قدس سرہ کے یہاں موجود ہیں جب کہ بنارس میں چھوڑ کر گئے تھے۔ واپسی پر پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ مستان بابا جب سے مسلسل بنارس ہی میں ہیں کہیں نہیں گئے۔

آپ مرید بہت کم کرتے تھے اکثر فرمادیتے کہ بھئی سے مرید ہو جاؤ اگر زیادہ کوئی اصرار کرتا تو کر لیتے۔ آپ کے ایک مرید کٹیئر کے رہنے والے تھے جن سے بارہا راقم السطور کی ملاقات ہوئی ہے۔ انہوں نے بیان فرمایا کہ ہماری بہو (لڑکے کی بیوی) کے جسم میں سفید داغ پڑ گئے، ہر طرح علاج کرا ڈالا مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ چنار میں حضرت بابا قاسم سلیمانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک

تھا۔ میں حاضر ہوا، حضرت مستان بابا بھی موجود تھے۔ میں نے دعا کے لئے عرض کیا تو حضرت مستان بابا قدس سرہ نے فرمایا کہ مزار کے ارد گرد جھاڑو دیلو جو کوڑا ہاتھ آئے اسے داغوں پر لگانا صحیح ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا سب داغ صحیح ہو گئے۔

اس دیار میں آپ کی بزرگی و ولایت اور قطبیت اتنی مشہور تھی کہ لوگ بہت ادب کرتے۔ آپ کے ہاتھ میں ہمیشہ کبڑی (ٹیرھا عصا) رہا کرتی تھی، جلال بہت تھا، اکثر کبڑی جلال میں مارنے کے لئے اٹھاتے تو لوگ بھاگ کھڑے ہوتے۔ تصرفات بہت قوی تھے۔

ایک دفعہ چمپارن میں حضرت شیخ المشائخ کے ساتھ ایک بستی میں پہنچے، وہاں کی مسجد کا امام وہابی مولوی تھا۔ حضرت شیخ المشائخ مسجد میں کچھ تاخیر سے داخل ہوئے تاکہ انکی جماعت ختم ہو جائے تو میں نماز پڑھوں۔ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ نے جماعت کے بعد جب تمناں نماز پڑھی تو وہ مولوی معترض ہوا اور بحث و مناظرہ پر آمادہ ہوا رفتہ رفتہ کافی گستاخی پر اتر آیا۔ حضرت مستان بابا پہلے تو خاموش رہے جب گستاخی حد سے بڑھی تو فرمایا حرمانا (یہ لفظ بہت کہتے اور آپ کی زبان سے بڑا بھلا لگتا تھا) بھتیا سے مناظرہ کرتا ہے ماننا نہیں؟ سات مرتبہ آپ نے اس مولوی پر کبڑی ماری وہ مولوی ساتویں دن مر گیا۔

آپ کی عجب مستانہ باتیں ہوتی تھیں، مراقبہ وغیرہ بہت کم کرتے، ایک دن (جگناتراپٹی ضلع گوپال گنج بہار) جہاں حافظ علی احمد صاحب قبلہ مدرس تھے آپ وہیں پہنچ گئے۔ حافظ صاحب نے عرض کیا حضور آج حلقہ کرا دیں لوگوں کی بڑی

خواہش رہتی ہے کہ آپ حلقہ کرائیں، توجہ ڈالیں، فرمایا او حلقہ کرتے ہیں بعد مغرب بیٹھ گئے۔ آپ کا حلقہ دو چار منٹ کا ہوتا، حلقہ کے دوران حافظ صاحب نے جو آنکھ کھولی تو دیکھا کہ مستان بابا کی بڑی بڑی سرخ آنکھیں ہیں اور چہرہ پر عجب کیفیت طاری ہے۔ مارے خوف کے فوراً آنکھ بند کر لی۔ آپ راتوں میں بہت کم سوتے خاص کر آدھی رات کے بعد تو بیدار ہی رہتے۔

☆ وصال ☆

آپ نے اپنے وصال کی اطلاع کئی دن پہلے ہی لوگوں کو دے دی تھی۔ ضعف کافی غالب تھا، وصال کے بارے میں بزرگوں کا حکم ہو چکا تھا کہ تمہیں (موضع پیر ہیاں) ضلع چمپارن میں دفن ہونا ہے۔ تو آپ بیل گاڑی سے چند دن پہلے پہنچے، وہاں حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے ایک خلیفہ رہا کرتے تھے۔ آپ نے مسجد کے پاس ایک جگہ کی نشان دہی فرمائی اور پھر تاریخ ۱۰ جمادی الاخریٰ بروز بدھ کو وصال فرمایا۔ مذکورہ تاریخ پر آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے، کافی دور دور سے معتقدین پہنچتے ہیں۔

حضرت مستان بابا کی خواہش تھی کہ ہم حضرت قطب بنارس قدس سرہ کی عید گاہ کے عقب میں دفن ہوں، اس مقصد کے لئے ایک حجرہ بھی تعمیر فرمایا تھا۔ آپ کو وصال سے کچھ ماہ قبل مرض اسہال لاحق ہوا، آپ کے بڑے مشہور مرید محمود صاحب تحصیلدار جو پہلے نہایت سرکش بد معاش تھے مگر مستان بابا کی نگاہ کرم نے انکی دنیا بدل دی۔ وہ اکثر خدمت میں رہا کرتے، خاص کر اس بیماری میں۔ جب وصال کے کچھ دن باقی رہ گئے تو حضرت قطب بنارس کا حکم ہوا

کہ تم یہاں نہیں دوسری جگہ جاؤ! آپ سیوان پہنچے تو سوچا حضرت مولانا سید ابوالخیرات قدس سرہ کے بغل میں دفن ہو جائیں وہاں بھی اجازت نہ ملی۔ پھر آپ دو جگہ اور گئے جہاں بزرگان دین مدفون تھے مگر بزرگوں کی طرف سے کہیں اجازت نہ ملی۔

بالآخر آپ نے حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کو بلوایا جو اسی علاقہ میں دورے پر تھے اور عرض کیا کہ بھتی صورت حال یہ ہے آخر ہم کہاں دفن ہوں؟ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ نے فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں! پہلے ہم آپکا علاج کرائیں گے۔ آپ انھیں لے کر شیخو اپٹی چلے گئے علاج شروع ہوا، حضرت شیخ دورے پر قرب و جوار میں چلے گئے۔ آپ نے سینچر کے دن فرمایا الہی دین بیل گاڑی تیار کرو ہمیں فوراً پھر یہاں جانا ہے اور بار بار فرماتے تھے اتوار، سو مواری، منگل، بدھ۔ جب اصرار زیادہ بڑھا تو الہی دین بھائی چپ کے سے شیخ المشائخ قدس سرہ کی خدمت میں سائیکل سے پہنچے، پوری صورت بیان فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ مستان صاحب سچ کہتے ہیں فوراً حضرت شیخ قدس سرہ تشریف لائے اور بیل گاڑی سے آپ کو لیکر پھر یہاں پہنچے نقاہت اور ضعف کافی غالب آچکا تھا۔ وہاں آپ نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی تھی۔ چارپائی پر بیٹھے تھے، لوگوں سے کہا کہ میری چارپائی مسجد کے پاس لے چلو! وہاں پر اس وقت گھوڑے پڑتے تھے۔ آپکی چارپائی لے گئے، اس جگہ پہلے ادھر ادھر جھانک کر فرمایا الحمد للہ اطمینان ہو گیا بہت اچھی جگہ ہے۔ صبح غسل فرمایا، بدھ کے دن بعد ظہر فرمایا کہ محمود مجھ سے کوئی بات نہ کرنا اگر مجھے کوئی ضرورت ہوگی تو میں خود ہی کہہ دوں گا۔ مغرب سے ذرا پہلے آپ نے ایک گلاس

پانی مانگا اور پیا، پھر لیٹ گئے بار بار پوچھ رہے تھے کہ کیا اذان ہوئی؟ ایک صاحب نے عرض کیا اذان ہو گئی! چیت چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے، اسی حالت میں ہاتھ اٹھائے، اللہ اکبر کہا، نمازیوں کی طرح ہاتھ باندھے اور روح پرواز کر گئی۔ بروز جمعرات تدفین عمل میں آئی حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

راستے میں کسی نے پیچھے سے آواز دی ارشاد احمد۔ آپ نے مڑ کر دیکھا تو ایک درویش کھڑے تھے آپ کو تعجب بہت ہوا کہ انہیں نام کیسے معلوم ہوا۔ اس درویش نے کہا کہ کچھ پیسے دو! انہوں نے یہ سوچا کہ یہاں فقراء مانگتے ہی رہتے ہیں ابھی دور جانا ہے نہ معلوم کیا ضرورت پیش آجائے انکار کر دیا کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں! انہوں نے فرمایا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو تمہاری جیب میں دو آنے پیسے ہیں۔ اب ان کا ذہن اور چونکا ایک تو نام جان لیا دوم پیسے! جب کہ کسی کو بتا کر نہ چلے تھے پھر اس اجنبی کو کیسے معلوم ہو گئے انہیں یقین سا ہو گیا کہ یہ بزرگ آدمی ہیں آپ نے فوراً نکال کر دیے دیئے۔ پھر ان درویش نے حاضری کا سبب دریافت فرمایا۔ انہوں نے بتایا۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ تمہاری مراد پوری ہوئی ٹھیک نو ماہ بعد تمہارے یہاں لڑکا ہو گا جس کا نام غلام محمد رکھنا جو اپنے زمانے کا شیخ المشائخ ہو گا۔

آپ خوشی خوشی واپس آئے کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا سید ابوالخیرات قدس سرہ کی آمد کمال پور شریف ہوئی آپ نے اجمیر کا پورا واقعہ سنایا حضرت مولانا قدس سرہ نے فرمایا جانتے ہو وہ بزرگ کون تھے؟ وہی حضرت خواجہ غریب نواز تھے۔

شیخ المشائخ حضرت مولانا حاجی شاہ غلام محمد

☆ خانصاحب قدس سرہ ☆

آپ حضرت مولانا سید ابوالخیرات صاحب قدس سرہ کے خلیفہ اجل اور روحانی فرزند اکمل ہیں۔

☆ خاندانی حالات ☆

حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے لباؤ اجداد کابل کے رہنے والے تھے۔ کسی زمانے میں کمال پور ضلع مرزاپور میں آکر سکونت اختیار فرمائی۔ قصبہ رام نگر کے راجہ نے اس دیار کا کافی بڑا حصہ آپ کے اجداد کی زمینداری میں دے دیا تھا اس لئے آپ کے اجداد اس دیار کے بہت بڑے زمیندار تھے۔

آپ کے اجداد کا مکمل شجرہ نسب تھا جو حضرت سیف اللہ خالد ابن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا تھا۔ جب آپ کے بھائی سے بٹوارہ ہوا تو وہ بصد ہوئے کہ یہ شجرہ ہم کو دے دو! آپ نے دے دیا سوچا تھا کہ کچھ دنوں کے بعد اسے نقل کر لیں گے مگر سوئے اتفاق سے انکے گھر میں آگ لگ گئی جس سے وہ شجرہ ہی جل کر راکھ ہو گیا۔ آپ کے والد جناب ارشاد احمد خان ولد تیغ علی خان ولد احمد خان۔

شاہ احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے بزرگ اور صاحب نسبت درویش تھے۔ تقویٰ و پرہیزگاری اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے کافی مقبول و محبوب تھے۔ زمینداری کے ساتھ ساتھ فیاضی و سخاوت آپ کے گھر کا خاص شعار تھا۔ آپ کے دادا تیغ علی خان صاحب حضرت قطب بنارس قدس سرہ سے مرید تھے اس نسبت

سے حضرت قطب صاحب کا بھی کبھی کبھی کمال پورا آنا جانا ہوتا تھا۔ اور اسی نسبت و تعلق کی بنا پر حضرت مولانا سید عبدالحلیم صاحب قدس سرہ کا بھی کبھی کبھی کمال پورا آپ کے یہاں آنا ہوتا۔ آپ کے والد بزرگوار جناب ارشاد احمد خاں اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے اور بڑے حسین و جمیل تھے، حضرت مولانا سید ابوالخیر ات قدس سرہ سے مرید تھے۔ جب سر پر عمامہ اور ہاتھ میں عصا لے کر گھر سے نکلتے تو لوگ دیکھتے رہ جاتے۔ نہایت ناز و نعم کی زندگی تھی چونکہ بڑے زمیندار کے اکیلے بیٹے تھے حضرت ارشاد احمد صاحب کو کبھی انکے والد نے کوئی کام نہ کرنے دیا وہ یہ بھی نہیں جانتے تھے میری زمین کتنی اور کہاں کہاں ہے۔

☆ بشارت ولادت ☆

حضرت ارشاد احمد خان صاحب کی سات لڑکیاں تھیں، لڑکا کوئی نہ تھا۔ رہ رہ کر خیال آتا کہ کاش کوئی لڑکا ہوتا۔ اتنی بڑی جائداد کا وارث بنتا۔

اجمیری داتا کی عطاؤں سے ہندوپاک کا گوشہ گوشہ پر نور ہے۔ یوں تو آپ کو حضرت خواجہ قدس سرہ سے اس قدر عقیدت تھی کہ ہر سال بموقع عرس اجمیر مقدس جاتے۔ امسال خاص اس نیت سے مع اہلیہ چلے کہ سب کی مرادیں پوری ہوتی ہیں ہم پر بھی خواجہ ہندوستان کرم فرمائیں گے۔ اجمیر پہنچ کر ایک عزیز کے مکان پر قیام کیا، ایک دن جیب میں چند پیسے ڈال کر تارا گڑھ کیلئے اکیلے نکلے۔

☆ ولادت ☆

حضرت شیخ المشائخ حضرت خواجہ قدس سرہ کی بشارت کے مطابق ۱۹۰۱ء میں رونق افزاء عالم ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت پر والد و دادا نے اس قدر خوشیاں منائیں کہ جس نے جو مانگا موجود تھا دیا کئی گاؤں لوگوں پر بچھاور کر دئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کے والد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ زیادہ تر پرورش دادا کے زیر سایہ ہوئی۔ والد کی طرح آپ کی بھی پرورش بڑے ناز و نعم سے ہوئی۔ جفا کشی و محنت دنیا کے واسطے کرنے کی کبھی نوبت ہی نہ آئی۔ اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ایک عرصہ سے بڑے بڑے بزرگوں کی آمد جو آباؤ اجداد نہایت پاک سیرت بزرگوں کی نگاہ کرم خاص کر حضرت مولانا قدس سرہ کی نگاہ کرم نے آغاز ہی سے آغوش رحمت میں لے لیا تھا دل اکثر دنیا سے اچاٹ، دین داری کی طرف مائل تھا۔

☆ تحصیل علم ☆

تحصیل علم کے بارے میں تفصیلات فراہم نہ ہو سکیں مگر اتنا ضرور ہے کہ آپ کی نظر سنتوں اور فقہی مسائل پر بہت تھی، کوئی عمل سنت کے خلاف نہ تھا۔ عقائد اہل سنت کی تفصیلی جانکاری اور ان پر ثبات اور انکی حقانیت پر دلائل آپ کو اس قدر حاصل تھے کہ دیوبندیوں و ہابیوں سے جب بھی مباحثہ یا مناظرہ کی نوبت آئی تو آپ کے سامنے مخالفین کے لبوں پر سکوت اور خاموشی کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا۔ آپ کا گھرانہ خود دیندار اور روحانی گھرانہ تھا۔ پھر بچپن ہی سے حضرت مولانا سید ابو

الخیرات قدس سرہ جیسے عالم ظاہر و باطن کی صحبت و خدمت، اسکے ساتھ ساتھ جلسوں میں علماء و صلحاء کے ساتھ شرکت، بعض بڑے بڑے علماء آپکے حلقہ ارادت میں داخل تھے۔

الغرض عقائد و اعمال کا بھر پور علم آپ کو حاصل تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ کی عالمانہ شہرت کے بجائے مرشدانہ شہرت زیادہ ہوئی اور بیعت و ارشاد اور سلوک ہی طے کرانا تا حیات مشغلہ رہا۔ تقریباً اٹھارہ سال کی عمر میں آپ حضرت مولانا قدس سرہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے آپ کی زندگی اب تک بڑی ناز و نعم کی پٹی تھی۔

☆ تحصیل کمالات ☆

کبھی جفاکشی و محنت کے کام نہ کئے تھے مگر بیعت کے بعد آپ نے ہر جفا و محنت کیلئے اپنے آپکو آمادہ و تیار کر لیا تھا۔ آداب سے واقفیت بھی بہت تھی اور شیخ کے سامنے تو آپ گو یہ ادب کا مجسمہ تھے۔ بڑی لگن کے ساتھ آپ نے سلوک میں قدم رکھا اور شب و روز کے جملہ اوقات کو مشائخ کے اذکار و معمولات میں ڈھال دیا۔

حضرت مولانا قدس سرہ کی باطنی نظر بڑی بلند واقع ہوئی تھی۔ حضرت شیخ المشائخ کے باطنی جوہر کو خوب اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔ لہذا پوری ہمت حضرت شیخ المشائخ کی روحانی ترقی پر مبذول فرمادی اور جو محبت آپ سے تھی وہ کسی سے نہ تھی۔ ابھی شیخ المشائخ کو مرید ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ بنارس میں قطب صاحب کے مزار پر حضرت مولانا قدس سرہ آئے غالباً عرس کا موقع تھا۔ حضرت مولانا قدس سرہ کے ایک مرید سید صاحب زبردست سالک تھے جنہیں

آپ نے چالیس دن کے چلے میں بیٹھال رکھا تھا۔ قطب صاحب کی عید گاہ کے عقب میں مخدوم صاحب کے احاطہ میں سید صاحب چلہ کش تھے۔ حضرت شیخ المشائخ محض شیخ کی رضا کے لئے صبح کو سید صاحب کے لئے چائے وغیرہ کا انتظام کرتے تھے ایک دن حضرت مولانا قدس سرہ حضرت قطب بنارس کے مزار کے قریب حلقہ مریدین میں عید گاہ کا فاصلہ تھا۔ حضرت مولانا قدس سرہ نہایت جلال میں آگئے اور فرمایا جاؤ اس سید سے کہدو اسکا چلہ پورا ہو گیا۔ میرے غلام محمد سے کہتا ہے کہ دیہاتی معرفت حاصل کرنے آیا۔ اس سید سے کہدو تیری معرفت ختم ہو گئی آپ بار بار جلال میں یہ جملہ دوہرا رہے تھے مجمع پر عجب سناٹا چھا گیا، رعب و ہیبت کی وجہ سے کسی کو مجال دم زد نہ تھی کچھ لوگوں نے جرات کر کے معافی بھی مانگی مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے واقعہ میں دیکھا ہے کہ میں نے ایک باغ لگایا اس کے پودے مرجھا گئے یہ جوان (شیخ المشائخ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے) آیا، پودوں میں پانی ڈالا، سارے پودے ہرے بھرے تازہ ہو گئے۔ اس دن شیخ المشائخ کی اہمیت لوگوں کو پتہ چلی حضرت مولانا قدس سرہ کا یہ کشف من و عن صحیح ثابت ہوا۔ جب آپ نے یہ فرمایا تھا اس وقت آپ کے کئی خلفائے باکمال موجود تھے اور حضرت شیخ المشائخ تو ابھی بالکل طریقت میں نوخیز تھے۔ یہ بظاہر سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا کہ سب کے چراغ عنقریب گل ہو جائیں گے اور یہ آفتاب عرفان بخرنا معلوم کتنے ہزار کی دنیائے دل روشن کریگا۔ مگر آج مشاہدہ ہے کہ حضرت مولانا قدس سرہ کے کمالات کی بقا اور آپ کے گلشن کی سرسبزی و شادابی

صرف حضرت شیخ المشائخ کی ذات سے ہے۔

یہ واقعہ جہاں حضرت مولانا قدس سرہ کے کشف کی بلندی و صداقت کی زندہ دلیل ہے وہیں شیخ المشائخ کی باطنی عظمت کا زبردست سراغ ہے۔ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کو حضرت مولانا قدس سرہ کس قدر چاہتے تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

حضرت مولانا قدس سرہ کے عرس مبارک کا انتظام و انصرام سب شیخ المشائخ کے ذمہ تھا، تھک جاتے تھے، آپکی عادت تھی کہ سوتے وقت جب تک اچھی طرح پیر نہ دابے جاتے آپ کو نیند نہ آتی۔ آپ جب رات میں مہمانوں کے قیام و طعام کے انتظام کے بعد سونے لگے تو چونکہ کوئی پیر دانے والا نہ تھا اس لئے آپ کو نیند نہ آرہی تھی۔ ابھی آپ کروٹیں بدل رہے تھے کہ حضرت مستان بابا (جن کا قدرے ذکر آپ پڑھ چکے ہیں۔ جنکا احترام خود آپ بھی بہت فرماتے تھے) آئے اور پیر دانے لگے۔ حضرت شیخ المشائخ نے فرمایا ارے مستان صاحب کیا کر رہے ہیں؟ مگر مستان بابا ہزار منع کرنے کے باوجود پیر پکڑے رہے اور اپنی بولی میں یوں لب کشا ہوئے بھیا چپ چاپ لیٹے رہا بھی بڑھو (حضرت مولانا قدس سرہ) آئے تھے اور ہمارے ایک تھپڑ مار کر کہا میرے غلام محمد کو نیند نہیں آرہی ہے تم یہاں لیٹے ہو جاؤ پیر دابو۔ یہی وجہ ہے کہ مستان بابا بایں علو و رفعت حضرت شیخ المشائخ کا بہت احترام کرتے تھے۔

حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کی رسائی اور پہنچ اور قرب و منزلت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت مولانا قدس سرہ کے وصال کے وقت حضرت شیخ المشائخ سیوان میں موجود نہ تھے اور حضرت مولانا قدس سرہ کے کئی

خلفاء اور خود فرزند بھی موجود تھے۔ مگر اسکے باوجود اہلیہ اور حاضرین سے چند تبرکات دیتے ہوئے فرمایا یہ تبرکات غلام محمد کو دے دینا اور کہہ دینا میرے سجادہ نشین وہی ہیں۔

چنانچہ باتفاق رائے آپ سجادہ نشین منتخب ہوئے۔ کسی کو ذرا بھی چون و چرا کا موقع نہ ملا اور نہایت حسن و خوبی کے ساتھ فرائض سجادگی انجام دیئے اور حضرت مولانا قدس سرہ کے فیض کو عام سے عام تر فرمایا۔

☆ اوصاف و کمالات ☆

حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کو انکے رب تعالیٰ نے حسن باطن کے ساتھ ساتھ حسن ظاہر میں بھی آئینہ خوباں بنایا تھا۔ آغاز ہی سے نیک خصال تھے۔ آغاز جوانی سے ریاضات و مجاہدات میں قدم رکھا۔ جس ناز و نعم کے پلے تھے اور جتنے نازک مزاج واقع ہوئے تھے اسکے اعتبار سے جس قدر آپ نوافل و سنن اور فرائض اور معمولات مشائخ کے پابند تھے وہ بہت بڑا مجاہدہ ہے۔ ظاہر و باطن میں اللہ جل و علا و آداب مصطفوی کا خیال رہتا کسی سنت پر عمل ترک نہ ہوتا، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے، بولنے، چالنے، ملنے جلنے، غرضیکہ خلوات و جلوات کی تمام محفلیں اتباع سنت کے نور سے روشن و پر نور رہتیں۔ ستر احوال و دید قصور حد درجہ غالب تھا باطن ہر وقت ذکر الہی میں مشغول رہتا تھا۔

آپ کا معمول تھا کہ بعد نماز عشاء کافی دیر تک ذکر و فکر اور مراقبہ میں مشغول رہتے، اہلیہ محترمہ نماز سے فارغ ہو کر سو جاتیں۔ جب آپ اپنے معمولات سے فارغ ہوتے تو اہلیہ محترمہ اٹھتیں اور پان لگا کر آپ کو دیتیں۔ کچھ دیر آپ

گفتگو فرماتے تھے اسکے بعد کلی کر کے سو جاتے۔

ایک مرتبہ ایک عجیب واقعہ پیش آیا کافی دیر ہو گئی آپ حجرے سے باہر نہ نکلے۔ اہلیہ محترمہ کی آنکھ کھلی آپ کو دیکھ کر گھبرا گئیں تو دیکھا کہ آپ کے جسم کے تمام اعضاء جدا جدا بکھرے پڑے ہیں، سب حرکت میں ہیں، وہ انتہا درجہ گھبرائیں۔ خیال آیا کہ شاید کسی نے قتل کر دیا ہے۔ واپس لوٹیں پیچھے سے آپ نے آواز دی تو انہوں نے دیکھا کہ آپ صحیح و سالم کھڑے ہیں۔ آپ نے انکی کھبراہٹ دور کرنے کے لئے حقیقت حال سے آگاہ فرمادیا۔

ظاہر ریاضی سے بہت دور تھا، رخ انور پر انوار کا غلبہ بہت تھا، جمال و جلال کے مظہر تھے، گفتگو نہایت سنجیدہ اور چہرے پر روعب و ہیبت بہت تھی، کسی کو مجال نہ تھی کہ آپکو گھور کر دیکھ سکتا، نہ زیادہ گفتگو کی جرات ہوتی، بقدر حاجت گفتگو فرماتے، مزاج میں نفاست حد درجہ تھی، لباس نہایت نفیس زیب تن فرماتے، بستر تک کی شکن گوارہ نہ ہوتی، ماکولات و مشروبات میں لذات و تکلفات سے بہت دور تھے، امر معروف و نہی منکر کا جذبہ فراواں رکھتے تھے، مریدین و معتقدین سے اگر اداب شریعت و طریقت کے سلسلے میں کوئی فروگزاشت ہوتی تو کبھی شفقت و محبت سے کبھی غضب و جلال سے انہیں تنبیہ فرماتے۔

جس کسی سے گناہ یا خطا سرزد ہوتی وہ سامنے ہوتا تو آپ اسکی خطا کو خود اس شخص سے مخاطب ہو کر نہ فرماتے بلکہ ظاہر رخ دوسرے کی طرف ہوتا اور وہ گناہ یا خطا ذکر فرماتے، اس کے نقصانات و مضر اثرات بیان فرماتے۔

آپ پڑھ چکے کہ حضرت مولانا سید ابوالخیرات قدس سرہ کی نظر کرم

آپ پر بہت تھی اور بہت محبت بھی فرماتے تھے۔ حضرت مولانا قدس سرہ جب آپ کا ذکر فرماتے تو کہتے،، میرا غلام محمد،، کتنا محبت بھر اور اپنائیت پر دلالت کرنے والا کلمہ ہے۔ حضرت شیخ المشائخ کو بھی اپنے مرشد عالی وقار سے حد درجہ محبت تھی۔ آپ فتاویٰ الشیخ کی منزل پر فائز تھے، نسبت نقشبندیہ دراصل انصباغی و انعکاسی ہے۔ محبت شیخ جس قدر غالب ہوگی اسی قدر کمالات شیخ مرید پر منعکس ہوتے ہیں اور پر تو ڈالتے ہیں۔ حضرت شیخ المشائخ جو فضل و عرفان کی بلند و بالا چوٹی پر فائز ہوئے اس میں اس محبت خاص کو بہت دخل تھا۔ حضور مرشدی الکریم بیان فرماتے ہیں حضرت شیخ المشائخ جب حضرت مولانا قدس سرہ کا تذکرہ کرتے تو نام لیتے ہی آنکھیں نم ہو جاتیں اور نام لیکر تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو جاتے، ایسا محسوس ہوتا کہ چکی سی بندھ گئی ہے، اکثر لبوں پر حضرت مولانا قدس سرہ کا ذکر رہتا، حضرت مولانا قدس سرہ سے لگاؤ عشق کی حد تک تھا، کبھی کبھی انکے فراق میں بڑی بیقراری ہوتی۔

آداب الوہیت و نبوت کے ساتھ ساتھ مشائخ و علماء، خاص کر اپنے شیخ کا ادب و احترام تو اس قدر تھا کہ گویا ادب کے مجسمہ تھے۔ آپ جب اپنے مرشد عالی وقار کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو ایسا لگتا کہ بے جان لاش کو بٹھا دیا گیا ہے سر جھکا ہوتا، دوزانو ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوتے، شیخ کے حضور میں گفتگو کرتے تو نہایت پست آواز میں کہ آواز شیخ کی آواز پر بلند نہ ہو جائے کبھی اپنے شیخ سے نظر ملا کر بات نہ کرتے بقدر ضرورت بولتے حضرت شیخ المشائخ نے اپنے مرشد و شیخ کی صحبت میں ایک طویل مدت رہے ساتھ میں سفر کئے مگر کبھی شیخ کے سامنے چارپائی پر نہیں بیٹھے آپ

خواہ کتنے تھکے ماندے ہوتے مگر حضور میں کیفیت یہی ہوتی حضرت مولانا قدس سرہ بھی اچھی طرح جانتے تھے اس لئے تھوڑی دیر بعد مریدوں سے فرماتے کہ انہیں لے جاؤ آرام کراؤ۔

علماء و مشائخ کی تعظیم میں آپ عام طور پر کھڑے ہو جاتے، نہایت خندہ پیشانی اور تواضع سے ملتے خاص کر حضرت مفتی اعظم ہند مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہا کی بڑی قدر کرتے یہ دونوں بزرگ بھی صاحب نظر تھے اس لئے حضرت شیخ المشائخ جہاں مل جاتے بڑی قدر کرتے حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ جب اس دیار میں جلسوں کا نفر نسوں میں شرکت کے لئے جاتے اور آپ موجود ہوتے تو آپ کو دائیں جانب اپنے بغل میں بیٹھاتے۔

ایک مرتبہ قطب بنارس کے عرس میں حضور مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ اچانک پہنچ گئے دور سے آتے ہوئے لوگوں نے دیکھ لیا آپ کو بتایا۔ عرس کی تقریب تھی تقریریں ہو رہی تھیں آپ فوراً خوشی میں اٹھے اور بڑے احترام کے ساتھ حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کو مسند پر لا کر بیٹھایا۔ حضرت محدث اعظم ہند سید محمد صاحب کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی بڑی قدر کرتے اور انکی بزرگی کے قائل تھے۔ جب حج کو گئے ہیں تو مدینہ شریف حاضری کے موقع پر حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی خلیفہ امام اہل سنت کی زیارت کے لئے گئے اور ان سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ ولایت و بزرگی میں انکی تعریف فرماتے تھے، آپ کی باطنی نظر بہت تیز واقع ہوئی تھی، کشف بہت صادق تھا، اکثر آخری عمر میں آنکھ بند

کرنے کی بھی ضرورت نہ پڑتی کھلی آنکھوں سے امور باطن کا ادراک کر لیا کرتے، جو کوئی سامنے آتا اس کے باطن کا حال نیک و بد فوراً آپ پر منکشف ہو جاتا مگر کبھی کسی کی غیبت و چغلی نہ کرتے نہ باطنی خرابیاں بیان فرماتے۔ علم و فضل کا احترام کرتے، علماء ظاہر کی بھی بہت تعظیم کرتے، ہاں گستاخوں پر جلال آجاتا نسبت و تعلق کا بھی احترام فرماتے۔

ایک دفعہ حضرت قطب بنارس کے عرس کی تقریب جاری تھی خلاف معمول آپ تیزی سے محفل سے اٹھے اور ایک طرف کو جلدی سے گئے، لوگوں نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نہایت عام بظاہر ایک معمولی آدمی آرہا ہے جن کے استقبال میں آپ اٹھ کر گئے۔ بڑے احترام سے انھیں لا کر مجلس میں بٹھالا، لوگوں کو بہت تعجب ہوا بعد میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ قطب صاحب کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے اتنا احترام فرمایا۔

☆ معمولات ☆

فرائض و واجبات و سنن مؤکدہ کے علاوہ سنن غیر مؤکدہ و نوافل کا بھی آپ بہت اہتمام فرماتے خاص کر تہجد و اشراق، اواین و فرض عشاء سے قبل کی چار رکعت سنت پابندی سے ادا فرماتے، سفر و حضر میں کہیں انکونہ چھوڑتے۔ آپ کا قیام جہاں بھی ہوتا جو لوگ بھی اکتساب فیض کے لئے ساتھ رہتے تہجد کے لئے تقریباً ۲-۳ بجے جگا دیا جاتا، تہجد ادا کرنے کے بعد سب کو مراقبہ میں بٹھا دیا جاتا، کافی دیر تک یہ حلقہ قائم رہتا، کبھی کبھی گھنٹوں جاری رہتا بعد نماز فجر حلقہ ہوتا، لوگ آپ کے ارد گرد حلقہ بنا کر بیٹھتے، آپ توجہ ڈالتے طلوع شمس کے بعد فاتحہ خوانی ہوتی،

شجرہ پڑھا جاتا ایصالِ ثواب کے بعد اشراقِ ادا فرما کر اس جگہ سے اٹھتے۔

خوف و خشیتِ خداوندی بہت غالب تھا اکثر قبر و حشر کے تذکرہ پر عجب کیفیت طاری ہو جاتی۔ ایک دفعہ زیادہ غلبہ ہوا تو آپ نے مرشدِ عالی و قار کو ایک خط لکھا جس میں عرض کیا وقت موت اور قبر اور حشر میں ہر جگہ آپ سامنے ہوں آپ کا سہارا چاہئے۔ مرشدِ عالی و قار نے بھی اپنے اس لاڈلے مرید کی عرض قبول کرتے ہوئے جواب لکھا کہ انشاء اللہ اگر ایمان پر خاتمہ ہوا تو ہم ہر جگہ تمہارے ساتھ رہیں گے۔ خط پہنچا آپ بہت خوش ہو گئے اور وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے سینے پر خط رکھ دینا۔

☆ علوم مرتبت کے شواہد ☆

حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ فضل و عرفان کی کس بلند چوٹی پر فائز تھے یہ تو در حقیقت اہل نظر ہی جان سکتے ہیں مگر شواہد بہر حال ایسے بہت ہیں جو بتاتے ہیں کہ قرب و عرفان میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔

آپ کے خلفاء میں زیادہ تر صاحب عرفان ہوئے خاص کر آپ کے فرزند و جانشین حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب دام ظلہ العالی جن کے فضل و عرفان کو کوئی دیکھنا چاہے تو آج بھی زانوئے ادب کچھ دنوں طے کر کے دیکھے۔ اور حافظ علی احمد صاحب جن کا کشف و تصرف ان کے دیار میں ہر خاص و عام جانتا ہے۔ آج ان دو بزرگوں کی ولایت و بزرگی شیخ المشائخ کی ولایت و بزرگی کی زندہ دلیل ہے کیونکہ یہ انہیں کی آغوش تربیت میں پلے بڑھے ہیں۔

(دوم) حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کا بشارت دینا کہ وہ اپنے

زمانے کا شیخ المشائخ ہوگا۔

(سوم) مستان بابر حمة اللہ علیہ کے بارے میں آپ پڑھ چکے کہ چودہ ضلعوں کے قطب ہو کر بھی حضرت شیخ المشائخ کا اس قدر ادب کرتے جس طرح مرید اپنے پیر کا کرتا ہے۔ ان سے اگر کوئی پوچھتا کہ مرید کس سے ہو تو وہ شیخ المشائخ کا نام لیتے۔

(چہارم) حضرت مولانا سید ابوالخیرات قدس سرہ کا آپ کے بارے میں بشارت دینا، اپنا جان نشین بنانا اور فرمانا کہ تمہاری نسل میں ہمیشہ ایک ولی ہوتا رہے گا۔ (پنجم) بایں تقویٰ و پرہیزگاری اور اتباع سنت آپ کی ذات سے عظیم تصرفات و کرامات کا صادر ہونا جنہیں آپ پڑھیں گے۔

(ششم) آپ کے وصال کے بعد حضور مرشدی الکریم دام ظلہ العالی رنج و غم کی وجہ سے مزار پر مراقب نہ ہوئے۔ کمال پور میں ایک اور بزرگ اس دور میں مولوی ارشد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کا وصال حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ سے کچھ سال بعد ہوا یہ حضرت مولانا خلیل صاحب بناری کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور وہ حضرت عبد اللہ شاہ کراکتی اور وہ حضرت قطب بنارس رحمۃ اللہ علیہم مولوی ارشد علی صاحب کا کشف بہت اچھا تھا حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے وصال کے بعد تین دن تک مسلسل صبح و شام مزار اقدس پر مراقب ہوتے اور برابر دیکھتے کہ حضرت شیخ المشائخ بیٹھے ہیں اور ان کے بغل میں حضرت مولانا سید ابوالخیرات قدس سرہ تشریف فرما ہیں سر پر ہاتھ رکھے ہیں۔ تیسرے دن دیکھا کہ اس طرح دونوں بزرگ قبر میں بیٹھے ہیں سامنے ایک عالی شان محل ہے جو ببدال کے

لئے ہے۔ حضرت مولانا قدس سرہ فرما رہے ہیں کہ میرا غلام محمد دنیا میں بہت کام کر کے آیا ہے اسے یہ مقام و محل ملنا چاہئے۔

یہ شواہد میں نے صرف ان لوگوں کے لئے سپرد قلم کئے جو آپ کی بلند قامت شخصیت سے نا آشنا ہیں ورنہ آپ کا روحانی فیض آپ کے مرید و متعلقین میں ایسا ظاہر و عام ہوا کہ جو آپ سے واقف ہے، آپ کی صحبت اٹھائی ہے، آج آپ کے خلفاء کے دامن سے وابستہ ہو کر کچھ حاصل کیا ہے یا اہل نظر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ آپ کے رب نے آپ کو کس قدر نوازا ہے۔ آج آپ کے مرید و معتقدین پر آپ کا فیض اس قدر ہے کہ جو مدد کے لئے پکارتا ہے فوراً اس کی مدد کو پہنچتے ہیں مصیبتوں میں کام آتے ہیں۔ جو کچھ راقم السطور نے لکھا ہے نہایت ذمہ داری سے لکھا ہے جس میں عقیدت کے بجائے پورے طور پر حقیقت جلوہ گر ہے۔ آپ چونکہ نہ اسٹیج کے آدمی تھے، نہ کسی مشہور خانقاہ کے سجادہ نشین، نہ کسی بڑی درسگاہ کے اہم مدرس، نہ مصنف، نہ مفتی، نہ چچے آپ کے پاس تھے جو آپ کا ڈھنڈورا پیٹتے اس لئے ایک محدود علاقہ میں مصروف رہے۔ البتہ اس دور کے علماء و مشائخ اکثر واقف تھے اور انہیں جو اہل نظر تھے وہ آپ کی بے پناہ قدر کرتے تھے۔

☆ دینی خدمات ☆

حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کی اگر دینی خدمات کا جائزہ لیا جائے اور آپ کی محنتوں اور کوششوں کو دیکھا جائے تو اتنی ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتیں۔ مذہب اہل سنت و جماعت کی اشاعت و ترویج میں آپ نے ایک بڑے دیار میں بڑا کام کیا ان موضوعات میں آپ کے اکثر دورے ہوتے جہاں عام طور پر بڑے

مقررین و علماء نہ پہنچتے۔ آپ نے جھونپڑیوں میں راتیں گزاریں، معمولی غذا پر قناعت کی، ہیل گاڑیوں سے دھوپ کی طمازت میں سفر کئے، گاؤں گاؤں میلادوں کے پروگرام کئے، حلقہ ارادت میں داخل کیا اور ظاہری و باطنی فیوضات سے لوگوں کو مالا مال کیا۔ جن دشوار گزار راہوں کو آپ نے طے کیا وہ سب کے بس کی بات نہ تھی۔ چمپارن کا علاقہ جہاں آج مشاہدہ ہے کہ دیوراج وغیرہ میں صرف انہیں مواضع میں سنیت ہے جہاں آپ نے لوگوں کو بیعت کیا۔ وہابیوں کی کثرت و غلبہ کے باوجود آپ کبھی نہیں ڈرے۔ آپ کو بعض اوقات کافی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، مباحثات و مناظرات کرنا پڑے، مجمع اور اسٹیج پر مخالف و بددین علماء آکر گھیر لیتے مگر آپ بلا خوف اختلافی مسائل، نبوی عشق و محبت اور توہین و تنقیص کے دنیوی و اخروی مضر اثرات بیان فرماتے تو مولویوں کی بولتی بند ہو جاتی کوئی ہمت نہ کر سکتا تھا کہ آپ سے منہ زوری کرے۔ سیوان وغیرہ میں آپ نے بڑی بڑی کافر نسوں میں فروغ سنیت کے لئے حصہ لیا۔ مشرقی یوپی اور مغربی بہار میں آج بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ زیادہ تر خدمات آپ کے مرشد اور ان کے والد بزرگوار حضرت مولانا سید عبدالحلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں۔ روحانیت کے اثرات سے بڑے پختہ افراد آپ نے تیار کئے بہت سے گمراہ آپ کی توجہات سے راہ راست پر آئے عجب پر نور محفل ہوتی تھی ہزاروں مسجدیں آباد ہوئیں، پوری پوری بستیاں وہابیت کی بادِ سموم سے محفوظ ہو گئیں جب کہ آپ بہت نازک مزاج واقع ہوئے تھے۔ نفاست حد درجہ تھی اس کے باوجود جو اس راہ میں مصائب جھیلے ہیں وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ بڑی بڑی دل آزار باتیں لوگوں کی سہیں ہر طرح تخیل و بردباری

سے کام لیا، جائیدادیں محفوظ کرائیں اپنے مرشد عالی وقار کا روضہ بڑی جاں فشانیوں کے بعد تعمیر کرایا۔ جس قبرستان میں حضرت مولانا قدس سرہ کا مزار پاک ہے وہ زمین صرف آپ ہی کی کوششوں سے گورنمنٹ کے ہاتھ سے نکل پائی آج بھی آپ کے مریدین کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے جن سے آپ کے حالات پوچھو تبلیغی دورے اور مساعی پوچھو تو سمجھ میں آتا ہے کہ آپ نے کیا کچھ کیا۔ انہیں خدمتوں اور حضرت مولانا قدس سرہ کی نوازشات کا نتیجہ ہے کہ آپ کی خانقاہ آج بھی روحانی انوار سے پر نور ہے ورنہ مادیت نے بڑے بڑوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

☆ کرامات و تصرفات ☆

باطن کے حد درجہ پر نور ہونے کی وجہ سے باطنی نظر آپ کی بہت بلند تھی، کشف میں اونچی اور بڑی منزل کے حامل تھے، ہونے والے واقعات کو آپ اس طرح تفصیل سے ارشاد فرمادیتے کہ سننے والے دنگ رہ جاتے۔ کشف اتنا صادق ہوتا کہ ایسا لگتا جیسے پچشم سر دیکھ کر آپ نے بیان کیا ہو جیسا فرماتے ویسا ہی ہوتا۔ غلبہ انوار نے نظر میں اتنی حدت پیدا کر دی تھی کہ اکثر کشف کے سلسلے میں آپ کو آنکھ بند کرنے اور یکسو ہو کر بیٹھنے کی حاجت نہ پڑتی۔ لوگوں کو احساس بھی نہ ہوتا کہ آپ کسی کے حال کی طرف متوجہ ہیں۔

صاحب کمالات حضرت الہی دین صاحب فرما رہے تھے کہ ایک دفعہ حضرت کسی گاؤں میں ہیل گاڑی سے جا رہے تھے میں بھی ساتھ تھا شہر پڑرونہ سے جب ہم لوگ چلے جس وقت حضرت بوڑھن شاہ بہر اپچی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار

شریف کے مقابل سے کافی دور کے فاصلے سے گاڑی نکلی تو آپ نے برجستہ فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سامنے اس طرف کسی بزرگ کا آستانہ ہے بہت بلند پایہ بزرگ معلوم ہوتے ہیں۔ جب کہ اس سے قبل نہ آپ نے اس آستانہ کے بارے میں سنا تھا نہ ادھر قرب و جوار میں آپ کا گزر ہوا تھا۔ میں چند مکشوفات و تصرفات ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جس سے صحیح اندازہ ہو جائے گا کہ اس سلسلے میں شیخ المشائخ کی قوت کتنی زبردست تھی۔

(۱) حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کی موضع کمال پور شریف جس مکان میں سکونت تھی اس کے سامنے پورب میں آپ کا مزار ہے۔ حضور مرشدی الکریم نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میں اس حجرے میں سو رہا تھا جس میں حضرت والد گرامی آرام فرماتے تھے اچانک میرے کانوں میں آواز آئی۔ میں تیزی سے اٹھا تو دیکھا کہ حضرت ہاتھ میں لوٹائے ہوئے تشریف فرما ہیں اور میں بہت اچھی طرح اطمینان سے آپ کو دیکھ رہا ہوں، نیند کا اس وقت مجھ پر کوئی اثر نہ تھا۔ ہاں اس وقت میرے ذہن میں یہ بالکل نہ تھا کہ آپ وصال فرما چکے ہیں۔ جب میں وضو کرنے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھا تو آپ تیزی سے حجرہ سے باہر نکل کر ایک گوشے کی طرف مڑے جب میں حجرہ سے باہر آیا اور مزار پر نظر پڑی تب یاد آیا کہ آپ وصال فرما چکے ہیں۔ میں نے وضو کیا اور مزار شریف پر آکر مراقب ہو گیا اس وقت ایسا کرم خاص ہوا اور ایسے فیوضات سے مالا مال ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔

حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے اس طرح کے واقعات بہت ہیں۔

حضور مرشدی الکریم دام ظلہ کے ساتھ بہت پیش آئے بہت ساری تعلیمات جن

کا تعلق سلوک مجددیہ سے ہے اکثر آپ نے بعد وصال فرمائیں کبھی بیداری میں، کبھی خواب میں، کبھی مراقبہ میں، نیز دیگر امور سے متعلق آئے دن ہمارے حضرت دام ظلہ کو حضرت شیخ المشائخ کے ارشادات عطا ہوتے رہتے ہیں نیز ہمارے بر اور ان طریقت میں جو ارباب کشف ہیں آئے دن انکو حضرت شیخ المشائخ کی اس قسم کی سعادتیں اور روحانی عنایات حاصل ہوتی رہتی ہیں۔

(۲) آپ کے مخصوص مریدین سے ایک مولوی محمد سعید صاحب تھے نہایت قابل و باصلاحیت انسان تھے آپ نے شجرہ مبارکہ عربی زبان میں نظم فرمایا ہے عربی زبان و ادب پر بہت عبور حاصل تھا پہلے یہ غیر مقلد تھے اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے فیض صحبت سے اپنی بد مذہبی سے تائب ہوئے اور مرید ہو گئے، اکتساب فیوضات کیا۔

ایک مرتبہ حضرت مولوی صاحب کو کہیں دور دراز سفر پر جانا تھا فجر کی نماز پڑھ کر فوراً اسٹیشن کے لئے روانہ ہو گئے۔ شیخ المشائخ کی عادت کریمہ تھی کہ بعد نماز فجر مراقبہ میں بیٹھتے، مریدین پر توجہ ڈالتے ابھی مراقبہ ہوئے چند ہی منٹ ہوئے تھے کہ آپ خلاف معمول مراقبہ سے اٹھ پڑے اور ایک صاحب سے فرمایا کہ جاؤ اسٹیشن سے مولوی سعید صاحب کو بلا لاؤ! ان سے کہنا کہ آج سفر نہ کریں وہ بلا لائے یہ کسی کی جرات نہ ہو سکی کہ پوچھتا کہ کیوں بلا لیا؟ تقریباً چار گھنٹے کے بعد معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کو جس ٹرین سے جانا تھا وہ تین چار اسٹیشن پار کرنے کے بعد دوسری ٹرین سے ٹکرا کر پلٹ گئی جس کی اکثر سواریاں مر گئیں۔

(۳) آپ کے بڑے چہیتے مرید ایک ڈاکٹر علی احمد نامی تھے چمپارن

کے رہنے والے تھے بڑے لائق اور کافی پڑھے لکھے انسان تھے آغاز جوانی میں انگریزی تہذیب کے غلبے کی وجہ سے مزاج میں آوارگی بہت تھی، احکام شرعیہ کی پابندی بالکل نہ تھی۔ ڈاکٹر صاحب کے گاؤں میں آپ کے کچھ مریدین تھے کبھی کبھی وہاں قیام ہوتا۔ رفتہ رفتہ ڈاکٹر صاحب کا کھینچا و شروع ہوا حتیٰ کہ مرید ہو گئے۔ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کی موثر نظر نے اس قدر اثر کیا کہ ڈاکٹر صاحب کی دنیائے دل ہی بدل گئی آغاز میں جس قدر انگریزیت پر فدا تھے اب اسی قدر متنفر ہو گئے ظاہر سنتوں سے آراستہ ہو گیا۔ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے حلقہ میں بیٹھنے لگے اور تھوڑی ہی عرصہ میں دل باطنی انوار سے جگمگانے لگا۔ برابر ذکر و فکر و مراقبہ میں مشغول رہتے قدرت کی بات کہ عمر نے زیادہ وفانہ کی، جوانی ہی میں پیک اجل پیغام اجل لیکر حاضر ہو گئے۔ حضور مرشدی الکریم فرماتے ہیں کہ میں حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے ساتھ سفر میں تھا آپ دولت کدہ پر تشریف لے گئے اور مجھے ڈاکٹر صاحب کے گاؤں بھیج دیا میں جس وقت پہنچا ڈاکٹر صاحب کافی بیمار تھے روزانہ عیادت کے لئے جاتا ایک دن پہونچا تو دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب جاں کنی کے عالم میں ہیں ڈاکٹر صاحب کی زبان سے بار بار یہ جملے نکل رہے ہیں اے لوگوں دیکھو ہمارے حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کھڑے ہیں مجھے جلدی اٹھاؤ بے ادنیٰ ہو رہی ہے حضرت کھڑے ہیں اور میں لیٹا ہوں اور اس اثنا میں کلمہ طیبہ کا ورد شروع کیا روح پرواز کر گئی۔ سبحان اللہ سچ ہے اولیاء اللہ اپنے متوسلین و مریدین کی ایسے نازک مواقع پر مدد فرماتے ہیں۔

(۴) آپ کے ایک مرید جناب خدا دین صاحب انصاری جو حضرت الہی

دین صاحب کے چھوٹے بھائی تھے چار زبانوں میں، ایم، اے، تھے۔ تقریر بہت عمدہ کرتے تھے، قوت گویائی بہت عمدہ تھی بڑے بڑے جلسوں کو خطاب کرتے تھے۔ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ سے مرید تھے، آغاز میں ذکر و فکر و مراقبہ میں بہت مشغول رہا کرتے تھے، اکتساب فیض کرتے بعد میں مودی نگر میں کپڑے کی میل میں اونچے عمدے پر ملازم ہو گئے۔ اس سروس کے زمانے میں حج کا شوق ہوا، فارم بھر دیا۔ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ انکی وجہ سے کبھی کبھی مودی نگر جایا کرتے تھے انصاری صاحب کو بھی حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ سے بے حد محبت تھی آپ بھی بہت شفقت فرماتے تھے! انہیں ایام میں آپ تشریف لے گئے انصاری صاحب بضد آپ تشریف لے گئے اور انصاری صاحب کی پشت پر اپنا دست مبارک رکھا ہوئے کہ حضور کرم فرمائیں اس سال جانا نصیب ہو جائے۔ اس زمانے میں پانی کے جہاز سے آمد و رفت عام طور پر تھی تین سال میں درخواست منظور ہوا کرتی تھی زیادہ اصرار کرنے پر آپ نے فرمایا کہ وہلی حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے مزار پر چلو حضرت خواجہ سے عرض کیا جائے گا۔ انصاری صاحب اپنی گاڑی سے آپ کو وہلی لیکر حضرت خواجہ کے مزار مقدس پر حاضر ہوئے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کے مزار سے متصل جانب شمال جو مسجد ہے آپ اسمیں وضو کرنے لگے انصاری صاحب سے فرمایا کہ تم وضو کر کے مزار پر مراقب ہو کر بیٹھو میں ابھی آتا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد آپ تشریف لے گئے اور انصاری صاحب کی پشت پر اپنا دست مبارک رکھا۔ انصاری صاحب کا بیان ہے کہ جو نہی حضرت نے دست مبارک رکھا میں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ کے

مزار سے ایک نورانی تختی ظاہر ہوئی جس پر یہ جملہ (حاجی خدا دین انصاری) تحریر تھا۔ اس کے بعد مودی نگر واپس آگئے راستہ میں نہ انہوں نے کچھ پوچھا نہ آپ نے بتایا قیام گاہ پر واپس آکر انصاری صاحب نے عرض کیا کہ حضور نامعلوم امسال حج کو جاسکوں گا یا نہیں۔

آپ نے پر جلال لب و لہجہ میں فرمایا کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اس تختی پر حاجی تحریر تھا اب بھی اطمینان نہیں، صرف تمہارا ہی نہیں بلکہ جن لوگوں نے تمہارے ساتھ فارم بھرا ہے سب کا منظور ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد منظوری کی اطلاع آگئی۔

(۵) یہی انصاری صاحب جب حج کو گئے تو ایک دن غار ثور کی زیارت کے لئے پہاڑی پر بڑی تیزی کے ساتھ چڑھ رہے تھے کافی راستہ طے کر چکے تھے اچانک پیر پھسلا اور انصاری صاحب نیچے لڑھکنے لگے۔ ناگاہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ تشریف لائے اور آپ نے انصاری صاحب کو اٹھا کر کھڑا کر دیا جب اچھی طرح یہ کھڑے ہو گئے تو انصاری صاحب نے دیکھا کہ حضرت موجود نہیں۔ ادھر یہ واقعہ ہوا (ابھی انصاری صاحب کا کوئی خط نہیں آیا تھا) کہ ادھر سے آپ کا خط پہنچا جس میں تحریر تھا کہ اس جوانی کے جوش میں عجلت نہ کیا کرو اگر تمکو سہارا نہ دیا گیا ہوتا تو نیچے آنے تک تمہاری ہڈیاں چور چور ہو جاتیں۔

(۶) حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے بڑے فرزند جو جلی محکمہ میں

گورنمنٹ کے ملازم تھے جھانسی میں تعینات تھے۔ ایک دن پاور ہاؤس میں سب سے اوپر والی منزل میں مشین درست کر رہے تھے۔ ناگاہ پیر پھسلا اور نیچے گرنے لگے

گرائی تھی کہ نیچے آنے تک بظاہر جان بچنے کے کوئی آثار نہ تھے اس کرنے کی حالت میں انہیں محسوس ہوا کہ انہیں کسی نے پکڑ کر ایک محفوظ جگہ پر بٹھا دیا۔ تھوڑے دنوں بعد حضرت کا خط پہنچا جس میں تحریر تھا کہ اس طرح لابلالی پن سے کام نہ لیا کرو اگر میرے پیرو مرشد سہارا نہ دیتے تو تمہارا کیا حال ہوتا۔ یہ واقعہ حضرت جیلانی صاحب نے مجھ سے خود بیان فرمایا۔

انہیں جیلانی میاں صاحب نے مجھ سے بیان فرمایا کہ جس گھر میں میں مقیم تھا اس میں جنات کا اثر بہت تھا کوئی روک نہیں پاتا تھا۔ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کی توجہ سے وہ گھر جنات سے پاک ہو گیا۔ پورا واقعہ میرے حافظہ میں محفوظ نہ رہ سکا۔

(۷) آپ کے خلیفہ جناب حافظ علی احمد صاحب مدظلہ العالی نے فقیر کا تب الحروف سے بیان فرمایا کہ ایک سال رمضان المبارک کی ۲۶ تاریخ کو نماز تراویح سے فارغ ہو کر میں سو رہا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ لوگوں کا بہت بڑا مجمع ہے ایک تخت بچھا ہوا ہے حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ تقریر فرما رہے ہیں بڑا انوکھا وعظ تھا، لیمپ جل رہا تھا، تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ ایک جانب سے عظیم نورانی تخت ظاہر ہوا جس کی روشنی میں لیمپ ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے سورج کی روشنی میں چراغ۔ وہ نورانی تخت اس تخت کے پاس آکر ٹھہرا۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں اور حضرت دونوں ہی سامع کی حیثیت سے اس نورانی تخت کے قریب فرش زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں، اس تخت پر تین بزرگ ہیں جن کے چہروں سے انوار کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں ان میں سے ایک بزرگ آگے بڑھے اور وہیں آکر بیٹھ گئے جہاں پہلے حضرت شیخ

المشاخ قدس سرہ بیٹھ کر وعظ فرما رہے تھے۔ میری جب ان کے رخ انور پر نظر پڑی تو معاً خیال آیا کہ یہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ تھوڑی دیر انہوں نے بیان فرمایا اور اس کے بعد وہیں بیٹھ گئے جہاں پہلے بیٹھے تھے۔ اس کے بعد فوراً وہ تخت اسی جانب روانہ ہو گیا جس جانب سے آیا تھا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضرت سے میری ملاقات سیوان میں ہوئی مصافحہ کے بعد حضرت نے فوراً فرمایا کہیے حافظ جی رمضان کی ۲۶ تاریخ کو آپ نے کیا دیکھا؟ میں مجسمہ حیرت بنا کھڑا تھا کہ حضرت کا کشف کتابند ہے! میں کہاں تھا اور حضرت کہاں تھے پھر بھی پوری صورت حال روشن۔

(۸) آپ کے بڑے چہیتے مرید اور خدمت گزار حضرت الہی دین صاحب فرما رہے تھے۔ کہ میرے ایک عزیز کی شادی تھی اس میں شرکت کے لئے میں شہر گور کھپور جانے کے لئے نکلا، سامنے دیکھا کہ حضرت تشریف لارہے ہیں۔ میں نے ارادہ ملتوی کر دیا فرمایا تمہارا جانا ضروری ہے میری فکر نہ کرو اگر تم نہ جاؤ گے تو اس کے دل کو ٹھیس لگے گی آپ کے بار بار فرمانے پر میں چلا گیا۔ دوسرے روز صبح کو واپس آیا دیکھا کہ حضرت کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ میں حضرت کے قریب بیٹھ گیا سوچا حضرت کو تفصیل سناؤں آپ نے فرمایا مجھ سے سنو اگر کہیں غلط ہو تو بتانا اس کے بعد بتانا شروع کیا کہ جس کمرہ میں رسم نکاح ادا ہوئی وہ ایسا تھا، لوگوں کے لئے فلاں قسم کا فرش پھھایا گیا، نکاح فلاں شخص نے پڑھایا، جن کی بارات گئی تھی ان کے اتنے سالے ہیں بڑا سالہ نکاحی کپڑے لے کر اندر آیا دو لہا کو شیر وانی فلاں صاحب نے پہنائی نکاح کے بعد فلاں صاحب نے ہندوق سے دو قار کے الغرض

مجلس نکاح کی ساری تفصیل آپ نے اس طرح بیان فرمادی جیسے آپ خود اس میں شامل تھے اور ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

☆ علم وصال ☆

وصال سے ڈھائی سال قبل آپ ضلع سیوان کے ایک گاؤں جمال پور متصل اور بازار میں ایک مخلص مرید ڈاکٹر قمر الدین کے یہاں مقیم تھے کہ سخت مرض لاحق ہوا مرض نے شدت اختیار کی خود ڈاکٹر صاحب دیگر مخلصین کو یقین سا ہو گیا کہ اب دنیا میں رہنا مشکل ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے تدفین و تجہیز کی تیاری شروع کر دی دل میں خیال آیا کہ حضرت کو مکان کے قریب بڑی زمین میں دفن کریں تاکہ روضہ بن سکے۔ خود ان کی وہاں پر زمین نہ تھی ایک غیر مسلم کی زمین تھی اس سے واقعہ بیان کیا کہ یہ ہمارے پیر صاحب کا معاملہ ہے جو بزرگ انسان ہیں اتنی زمین ہمیں دے دیں اور ہم سے اسکی دو گنی لے لیں اس نے کہا کہ اگر ایسا معاملہ ہے تو دو گنی نہیں لیں گے برابر لیں گے وہ بھی بہت خوش ہوا کہ ہماری زمین پر اتنے بڑے بزرگ دفن ہونگے۔

ڈاکٹر صاحب نے ساری تیاریاں مکمل کر لیں مگر آپکو اشارتاً و کناہاً کسی

طرح نہ بتایا۔

حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مرشد عالی

وقار مولانا سید ابوالخیرات صاحب، حضرت مولانا سید عبدالحکیم صاحب، قطب

بنارس حضرت علامہ مفتی رضا علی صاحب، حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب،

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار صاحب قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم

العالیہ تشریف لائے اور سب نے سر پر ہاتھ رکھ کر شفا کی دعا فرمائی حضرت مولانا قدس سرہ نے فرمایا غلام محمد کل سے تمہاری صحت شروع ہو جائے گی اور تمہارے مرید نے تو کفن دفن کا سب انتظام کر لیا ہے اور پوری تفصیل بیان فرمادی اور فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ ابھی ہماری عمر کے ڈھائی سال باقی ہیں۔ آپ نے ڈاکٹر قمر الدین کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے تمام باتوں کا اعتراف کیا وہ بہت شرمندہ ہوئے چنانچہ آپ کو دوسرے دن سے صحت حاصل ہونا شروع ہو گئی اور اس واقعہ کے ٹھیک ڈھائی سال کے بعد وصال فرمایا۔

حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ نے اخیر سال میں متعدد بار انتقال اور عمر کے اختتام کی طرف اشارہ کیا مگر آپ کی صحت و تندرستی کی وجہ سے لوگوں کا قرب وصال کی طرف ذہن نہ گیا۔ جن کاموں کو آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں ضروری خیال کیا ان کو جلد از جلد کرنے کی کوشش کی۔ سب سے چھوٹے فرزند غلام عبد القادر کی شادی ابھی نہیں ہوئی تھی کچھ عرصہ قبل آپ نے اپنے فرزند و جانشین حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب دام ظلہ کو کٹیئر سے بلوایا اور فرمایا کہ جلد رشتہ طے کر لو انہوں نے عرض کیا اتنی جلدی کیا ہے شادی اطمینان سے ہو جائے گی فرمایا تم نہیں سمجھتے ہو الغرض چند دنوں میں رشتہ طے ہو گیا اور وصال سے صرف اٹھارہ یوم قبل شادی کر دی ولیمہ کے دوسرے دن آپ نے حضرت مرشدی الکریم دام ظلہ العالی و حافظ علی احمد صاحب کو چند ضروری وصیتیں فرمائیں حضرت مرشدی دام ظلہ العالی نے عرض کیا کہ حضور یہ باتیں اور انداز گفتگو تو ایسا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ بہت جلد دنیا سے تشریف لے جانے والے ہیں آپ نے

کچھ گول مول جملے ارشاد فرمائے۔

پھر وصال سے دس روز قبل آپ نے اپنے فرزند و جاننشین کو بلایا فرمایا احمد رضا تم محنت نہیں کرتے ہو اہلیہ محترمہ نے عرض کیا کہ اب آپ کو دینا ہے تو ایسے ہی دے دیجئے احمد رضانی جس قدر محنت کی ہے کون اتنی کر سکتا ہے صحت خراب ہو گئی مسلسل راتوں کو جاگتے ہیں شب و روز آپ کی خدمت و صحبت اور اذکار و معمولات میں لگے رہتے ہیں۔ دراصل شیخ المشائخ نے بہت مجاہدات کئے تھے اور مریدوں سے بھی بہت محنت کراتے تھے تب انہیں یک دو سبق تعلیم فرماتے تاکہ قدر بنی رہے۔ آپ نے فرمایا اچھا وضو کر آؤ وضو کر کے آئے تقریباً تین چار گھنٹے اپنے ساتھ مراقبہ میں بٹھالا اجمالاً سارے مقامات کی سیر کرائی جب حضرت مرشدی الکریم کمالپور سے کٹیشر آنے لگے تو فرمایا احمد رضا تیار رہنا دسویں دن سفر کرنا ہے۔

چونکہ اکثر جب سفر میں جاتے تھے تو فرماتے تھے کہ احمد رضا تیار رہنا فلاں دن چلنا ہے اس لئے حضرت مرشدی الکریم اس سے یہی سمجھے کہ کہیں حلقہ احباب و مریدین میں جانا ہے۔

۲۲ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ کو اپنی بڑی دختر جن کی شادی کمال پور ہی میں ہوئی ہے انکے یہاں چند پیٹھی ٹکیاں جنہیں عرف میں کونڈے کہا جاتا ہے کھائیں شام کے وقت کچھ ہلکا سا درد محسوس ہوا اس کے علاوہ اور بدن میں کوئی تکلیف نہ تھی جس سے کوئی مایوسی کی حالت ہوتی کوئی شخص بھی احساس نہ کر سکا کہ اتنی جلد وصال ہو جائیگا۔ حضور مرشدی دام ظلہ کٹیشر میں تھے اس وجہ سے

انہیں بھی کوئی اطلاع نہ دی گئی دوسرے دن درد کچھ شدت اختیار کر گیا اعزہ و اقارب عیادت کے لئے آئے جب رات کا کچھ حصہ گذر گیا تو وصال سے چند گھنٹے قبل سب کو اپنے پاس سے ہٹایا اہلیہ فرماتی ہیں کہ میں بیٹھی رہی جب وقت بہت قریب آ گیا تو میں نے دیکھا کہ تاحد نظر آدمی ہی آدمی ہیں سر کسی کا دیکھائی نہ دے رہا تھا محسوس ہو رہا تھا کہ لوگوں کا بہت بڑا ہجوم ہے لوگ آرہے ہیں اور مصافحہ کر کے رخصت ہو رہے ہیں۔ اچانک آپ اٹھے اور چارپائی کے نیچے پانی سے بھرا ہوا لوٹا اٹھایا اور غرارہ فرمایا اور زبان سے بڑے پرورد لہجے میں فرمایا مولیٰ اب کیا دیر ہے! پھر لیٹ گئے اور کلمہ طیبہ کا ورد قدرے آواز سے جلدی جلدی کرنا شروع کر دیا اور اسی حالت میں وصال ہو گیا۔

اہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا نے یہ بھی بیان فرمایا کہ چونکہ رات کافی ہو چکی تھی میں اور میری لڑکی وصال سے کچھ قبل تھوڑی دیر کے لئے آپ کے پاس سے اٹھ آئے چاند نکل چکا تھا آنگن میں صدر دروازے کے سامنے ہم لوگ بیٹھے تھے ایسا محسوس ہوا کہ ایک نورانی بزرگ ہاتھ میں عصا لئے ہوئے دروازے سے داخل ہوئے اور کھڑکی سے حضرت شیخ المشائخ کے کمرے میں داخل ہو گئے ہماری بیٹی نے کہا اہا ایسا لگتا ہے کہ ابا سے کوئی بزرگ ملنے آئے ہیں مگر یہ سوچا کہ اتنی رات میں کون ملنے آئے گا بس اس کے تھوڑی دیر بعد وصال ہو گیا۔ الغرض رجب المرجب کی چوبیسویں شب میں ٹھیک دو بجے آپ نے اس دار فانی سے کوچ فرمایا اور چوبیس رجب کو اسی حجرہ کے سامنے بعد نماز عصر سپرد خاک ہوئے۔

مخدوم زادہ حضرت مولانا ابوالبرکات رئیس احمد صاحب نے بیان فرمایا

کہ تکفین کے بعد جب آخری دیدار کرایا جا رہا تھا تو میں اور میرے والد دادا حضور کے سرہانے کھڑے تھے جب سب سے چھوٹی چچی زیارت کیلئے آئیں تو آپ نے آنکھیں کھول دیں جو لوگ وہاں کھڑے تھے اعزہ واقرباء سب نے محسوس کیا کہ آنکھوں میں آنسو ہیں۔ حضور مرشدی الکریم نے عرض کیا کہ حضور شریعت کا خیال فرمائیں اور ہاتھ رکھ کر دونوں آنکھیں بند کر دیں۔ آپ کی قبر مبارک نہایت عالی شان روضہ آپ کے فرزند و جانشین کی کوششوں سے تعمیر ہو گیا ہے ہر سال تاریخ وصال پر بڑی دھوم دھام سے عرس مبارک ہوتا ہے۔

☆ نکاح و اولاد ☆

آپکی دو شادیاں ہوئیں پہلی شادی شہر بھدوہی میں کی جن سے آپکے بڑے فرزند جناب غلام جیلانی صاحب تولد ہوئے جن کا ابھی چند سال ہوئے انتقال ہو گیا آپ کی اولاد اب بھدوہی میں رہتی ہے جہاں انہوں نے مستقل سکونت اختیار کر لی ہے۔ حضرت غلام جیلانی صاحب نے وصیت کی تھی مجھے باحضور کے پاس دفن کیا جائے۔ چنانچہ وصیت کے مطابق آپ کو کمال پور میں دفن کیا گیا حضرت شیخ المشائخ کے روضے سے متصل جانب الشرق مدفون ہیں۔ دوسری شادی کٹیسر ضلع بنارس سے کی ان دوسری اہلیہ سے پانچ فرزند تولد ہوئے (۱) ماسٹر محمد زبیر صاحب (۲) عارف حق حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب جانشین (۳) غلام علی عرف سچے میاں صاحب (۴) جناب غلام حیدر صاحب (۵) جناب غلام عبدالقادر صاحب۔

☆ خلفاء کرام ☆

حضرت شیخ المشائخ کا ارشاد کافی وسیع تھا آپ کے متعدد خلفاء تھے جن میں اکثر صاحب نسبت اور بعض بلند درجات کے حامل تھے ہم کو حضور سیدی و سندی و ام ظلہ العالی کے توسط سے جو کچھ معلوم ہو پایا وہ ہدیہ ناظرین ہے خلافت کی ترتیب کے اعتبار سے میں ان کے حالات قلم بند کرتا ہوں۔

(خلیفہ اول) صاحب کمالات عالیہ حضرت شاہ رمضان علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ سب سے پہلے خلیفہ ہیں قصبہ سراج پور ضلع مرزاپور کے رہنے والے تھے حضرت قدس سرہ کی خاص نظر آپ پر تھی اپنے زمانے کے کامل فقیر تھے حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کی حیات ہی میں انتقال کر گئے۔ قصبہ مذکورہ میں آپ کا مزار پاک ہے۔

(خلیفہ دوئم) حضرت شیخ عبد اللہ شاہ عرف میاں جی آپ موضع بھر پٹیا ضلع چمپارن (بہار) کے رہنے والے تھے بڑے کامل فقیر تھے بلکہ یوں کہیے کہ حضرت شیخ المشائخ کے فرزند ارجمند و جانشین حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب مدظلہ کے ماسوا تمام خلفاء میں بلند مقام رکھتے تھے حضرت شیخ المشائخ فرمایا کرتے تھے میری طبیعت ان سے بہت بھرتی ہے۔ جب یہ مرلقبے میں میرے ساتھ شریک ہوتے ہیں تو بہت لطف حاصل ہوتا ہے اور روحانی سیر میں ان کو جہاں لے جانا چاہتا ہوں با آسانی چلے جاتے ہیں لطیفہ سر کا ذکر بہت غالب تھا حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ سے دو سال قبل وصال فرما گئے۔

(خلیفہ سوئم) جناب مولوی عبد الحنان صاحب یہ موضع پیر پٹیاں ضلع

مغربی چمپارن (بہار) کے رہنے والے تھے ابھی چند سال ہوئے انتقال کر گئے ہیں۔
 (خلیفہ چہارم) صاحب کمالات عالیہ جناب حافظ ہارون صاحب رحمۃ اللہ علیہ
 آپ موضع چھتولی ضلع گوپال گنج (بہار) کے رہنے والے تھے۔ بڑے صاحب
 الرائے اور عالی ذہن انسان تھے اتباع سنت میں بڑا اعلیٰ مقام رکھتے تھے ترویج سنت
 اور تبلیغ دین کے سلسلے میں آپکی مساعیٰ جمیلہ کو بھلایا نہیں جاسکتا ہے۔ حق گوئی آپ
 کا شیوہ تھی اظہار حق میں کبھی کسی سے دریغ نہیں کیا، نہ کسی سے مرعوب ہوئے
 جس کسی کو بھی خلاف شرع کام کرتے دیکھتے بر ملا ٹوک دیتے خواہ وہ کوئی بھی ہوتا۔
 مذہب اہل سنت و جماعت کے فروغ کے لئے حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
 نے بڑا کارنامہ انجام دیا۔

آپ نے اس دیار میں قصبہ لائن بازار ضلع گوپال گنج میں مدرسہ قائم کیا
 جہاں دور دور تک کوئی مدرسہ نہ تھا اس مدرسہ کو چلانے اور فرروغ دینے میں آپ کو
 بڑی بڑی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ کے پائے استقامت میں کبھی لغزش
 نہیں آئی۔ جن دقتوں اور مصائب سے آپ دوچار ہوئے آپ نے خندہ پیشانی سے
 سب کو جھیلا وہ آپ ہی کی خاصیت تھی اس زمانے میں اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔
 آمدنی کے ذرائع بہت کم تھے دارالاقامہ میں طلباء کافی تعداد میں مقیم تھے آپ کی
 تعلیم کی عمدگی دور دور تک مشہور تھی۔ حضرت حافظ صاحب قبلہ شام کے وقت
 چند طلباء کو لیکر بستی میں نکلتے گھر گھر غلہ مانگتے اور پھر خود اپنے ہاتھ سے چکی سے
 آٹا پیستے اس طرح آپ طلباء کے خورد و نوش کا انتظام فرماتے۔ طلباء پر بہت شفیق
 تھے آپ کی غایت شفقت و محبت نے طلباء کو آپ کا گرویدہ بنا دیا تھا اس دیار میں

حضرت حافظ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوضات سے لوگوں کو بہت دینی فوائد حاصل ہوتے اور دور دور تک آپ کے تلامذہ پھیل گئے جنہوں نے تحفظ سنیت کا زبردست کارنامہ انجام دیا آپ کے خلوص و روحانی فیوض کا ثمرہ ہے کہ بعض شاگرد درجہ ولایت تک پہنچے۔ حافظ علی احمد صاحب مدظلہ بھی آپ کے مخصوص شاگردوں میں سے ہیں اور آپ کی ہی تحریک پر حضرت شیخ المشائخ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ حضرت حافظ ہارون صاحب چونکہ بے پناہ نیک صالح متقی اور صاحب نسبت آدمی تھے اس لئے آپ کے طلباء میں دین داری بہت تھی آپ کا وصال بھی حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کی حیات ہی میں ہو گیا تھا حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کو آپ کے وصال سے بڑا قلبی صدمہ پہنچا تھا۔

(خلیفہ پنجم) حضور سیدی و سندی دام ظلہ العالی جن کا مفصل تذکرہ آئندہ

صفحات میں آپ پڑھیں گے۔

☆ حضرت حافظ علی احمد صاحب دام ظلہ العالی ☆

(خلیفہ ششم) صاحب کمالات عالیہ جناب حافظ علی احمد صاحب دام ظلہ العالی ابن مولوی محمد اسماعیل صاحب ابن جناب عبدالرحمن صاحب ابن مولوی شاہ حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔

☆ خاندانی حالات ☆

آپ کے پردادا حیدر علی صاحب کافی بڑے بزرگ ہوئے ہیں ان کے بارے میں اخفاء حال کی وجہ سے لوگوں کو معلومات نہیں تھی سب سے پہلے مستان بابا نے بوقت تہجد سیوان میں چند دن میاں کی مسجد میں بتایا تھا اسی وقت حضرت حیدر علی صاحب کی روح مبارک سیوان گئی تھی مستان بابا سے انہوں نے بتایا تھا کہ میں کون ہوں حافظ صاحب کو مستان بابا نے پوری تفصیل بتائی مزار کی سمت بتائی انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ان سے کہو وہاں مسجد خاص اپنی کمائی سے بنوادیں مزار کا نشان بالکل مٹ چکا تھا۔ حضور شیخ المشائخ قدس سرہ جب حافظ صاحب کے گھر تشریف لے گئے تو حافظ صاحب نے مستان بابا کا قول ذکر کیا تو حضرت شیخ المشائخ ان کے حال کی طرف متوجہ ہوئے مراقب ہو کر بیٹھے تو حیدر علی صاحب تشریف لائے مختصر قیام کر کے چلے گئے۔ حضرت شیخ المشائخ کے مکاشفہ سے بھی حضرت مستان بابا کے قول کی پوری پوری تصدیق ہوتی تھی پھر حضرت نے اس مقام پر جا کر ان کی قبر کے مکمل حدود کی نشاندہی فرمادی آج مزار بھی ہے اور وہاں پر مسجد بھی اور حفظ کا ایک مدرسہ بھی ہے جو حافظ صاحب قبلہ نے قائم فرمایا ہے

ہر سال عرس بھی ہوتا ہے حافظ صاحب کے نانا بھی بزرگ آدمی تھے اور عالم بھی ۱۹۲۴ء میں اپنے لبائی وطن موضع (گردھر پر ساتھوئی ٹولہ) ضلع گوپال گنج میں متولد ہوئے۔ والد نے احمد نام رکھا بعد میں آپکے استاذ حافظ ہارون صاحب نے لفظ علی کا اضافہ کر دیا اس لئے علی احمد نام ہو گیا۔

☆ تعلیم و تربیت ☆

ابتدائی تعلیم حافظ صاحب نے اپنے والد گرامی سے حاصل فرمائی پھر حفظ قرآن کے لئے جناب حافظ ہارون صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قرأت جناب قاری تجمل حسین صاحب خلیفہ حضرت سید شاہ علی حسین المعروف اشرفی میاں صاحب کچھو چھوی سے حاصل کی۔ زمانہ طالب علمی میں حافظ صاحب نے بڑے مصائب کا سامنا کیا اور بڑی تنگدستی کی زندگی گزاری مگر تعلیم پر اچانہ آنے دی۔

☆ بچپن ☆

حافظ صاحب بچپن ہی سے بڑے نیک خصال تھے والد اور نانا دونوں پڑھے لکھے دین دار تھے جب انکی آغوش تربیت سے نکلے تو استاذ حافظ ہارون صاحب نہایت بزرگ انسان مل گئے اس لئے انکی نشوونما دینی ماحول میں ہی ہوتی رہی پھر حضرت مستان بابا رحمۃ اللہ علیہ کا ادھر آنا جانا بہت تھا عام علاقہ انکا گرویدہ تھا حافظ صاحب بھی بہت عقیدت رکھتے تھے۔ زمانہ تعلیم میں بھی حافظ صاحب اوقات تعلیم کے علاوہ وقت اور ادو وظائف میں گزارتے کبھی کبھی بعض اعمال کے لئے چلے کشتی بھی کی۔

☆ بسم اللہ کا چلہ ☆

ایک مرتبہ انہیں ایام میں مستان بابا نے فرمایا کہ بسم اللہ شریف کا عمل کر لو اکیس دن سو الاکھ مرتبہ پڑھ ڈالو حضرت حافظ صاحب نے اکیس دن پورے کر لئے جب عمل پورا ہوا تو ایک خواب دیکھا کہ ایک کمرہ ہے جس میں تین بزرگ تشریف فرما ہیں سب سے پہلے جن بزرگ کے پاس پہنچے ان کے بارے میں خود خود یہ ذہن میں آگیا کہ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں سلام عرض کر کے پوچھا آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ یہ ہیں۔ حافظ صاحب بڑھے اور آقا علیہ السلام کی دست بوسی کی پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آؤ ان سے تعرف کرادیں یہ حضرت عمر فاروق ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کے بعد آنکھ کھل گئی آپ پڑھ چکے کہ حافظ صاحب مستان بابا کے غایت درجہ معتقد تھے مگر کسی وجہ سے مرید نہ ہو سکے۔ اس سلسلہ میں مستان بابا سے پوچھا کہ میں کس سے مرید ہو جاؤں؟ انہوں نے حضرت شیخ المشائخ کی طرف اشارہ کیا مگر جب حافظ صاحب کی مرضی نہ پائی تو دو ایک اور صاحب حال لوگوں کے نام بتائے مگر ان پر بھی دل نہ جمادراصل حافظ صاحب کے ذہن میں بزرگی و ولایت کا خاکہ دوسرا تھا اور حضرت شیخ المشائخ عالمانہ وضع قطع میں رہتے مزاج میں نفاست بہت تھی اسلئے حافظ صاحب صرف انہیں عالم ہی سمجھے۔

☆ اجمیر کا سفر ☆

بالآخر انہوں نے اجمیر کا سفر کیا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی طرف سے

جس کے بارے میں اشارہ ہو گا انہیں سے مرید ہو جاؤں گا۔ رات میں اجمیر شریف پہنچے پہلا سفر تھا سوچا اجنبی جگہ ہے صبح چلیں گے ایک تانگہ والا آواز دیتا رہا کہ بہار کے حافظ صاحب کون ہیں؟ جب ساری سواریاں چلی گئیں تو وہ پلیٹ فارم پر آگیا اور یہی آواز دے رہا تھا اب ان کے علاوہ وہاں کوئی مسافر نہیں آپ نے جب بتایا کہ میں بہار سے آیا ہوں تو اس نے کہا کہ آپ ہی کے لئے فلاں خادم صاحب نے بھیجا ہے۔ جب آپ خادم صاحب کے یہاں پہنچے تو ان سے پوچھا کہ آپ کو ہمارا نام و پتہ کیسے معلوم ہوا اور یہ کہ میں فلاں ٹرین سے آ رہا ہوں انہوں نے اشارہ کیا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی طرف سے اشارہ ملا تھا۔

حافظ صاحب چودہ دن تک متواتر رہے بہت کم کھانا کھاتے اور

حضرت غریب نواز قدس سرہ کے روضہ کے سامنے رات رات بھر تلاوت میں مصروف رہتے، نیت یہی تھی کہ کوئی اشارہ مل جائے۔ اجمیر مقدس سے روانہ ہوئے تو ایک چوراہے پر رات کے وقت اسٹیشن کا راستہ بھول گئے اچانک دو بزرگ نمودار ہوئے انہوں نے راستہ بتا دیا۔ یہ پیدل ہی جا رہے تھے کہ کچھ دور چل کر پھر راستہ بھٹک گئے پھر وہی دو بزرگ نمودار ہوئے اور راستہ بتا دیا ایک بزرگ کے بارے میں خیال آیا کہ ہو سکتا ہے یہی حضرت خواجہ قدس سرہ ہوں۔ جب مدرسہ آگئے اور مستان بابا کا (لائسنس بازار مدرسہ پر) آنا ہوا تو حافظ صاحب نے ذکر کیا تو مستان بابا نے بتایا کہ ایک حضرت غریب نواز تھے دوسرے حضرت مولانا سید ابوالخیرات تھے قدس سرہ رہا۔

حافظ صاحب کا یہ سفر ۱۹۴۵ء میں ہوا قسمت میں ارادت شیخ

المشائخ سے تھی جب کوئی ان کی نظر میں ان کی مزاج کے مطابق نہیں ملا س تو اپنے استاذ حافظ ہارون صاحب علیہ الرحمہ کے اصرار پر ۱۹۵۰ء میں مرید ہو گئے بیعت کے بعد نئی زندگی کا آغاز ہوا اور حضرت شیخ کی بارگاہ میں ان کی روحانی تشنگی کا مکمل سامان فراہم ہوا۔ حافظ صاحب پر ان کے شیخ کی خصوصی نظروں نے رحمتوں کے دروازے کھول دئے اور بہت جلد عالم قدس کی طرف پرواز کے لئے ان کو روحانی بازو عطا کر دئے۔

معاشی مشکلات کے حل کے لئے حافظ صاحب نے (جگناتارا پٹی) گوپال گنج میں ایک پرائمری اسکول میں ۱۹۴۲ء میں سروس کر لی عام مدرسین کی روش سے ہٹ کر حافظ صاحب نے ملازمت کے زمانے میں کبھی بھی تقویٰ و پرہیزگاری اور احتیاط کا دامن نہیں چھوڑا۔ گورنمنٹ کی طرف سے جو اوقات تعلیم مقرر تھے ان میں پانچ منٹ کی بھی حافظ صاحب نے خیانت نہیں کی ہمیشہ غیر حاضری کی تنخواہ کٹاتے رہے اگر کبھی تاخیر سے پہنچے تو فوراً اپنے افسر کو مطلع کر دیا زمانہ ملازمت میں دورے بھی بہت کم کئے۔ اس سب کے ساتھ ساتھ مجاہدات و ریاضات پر ہمیشہ کار بند رہے اور شیخ المشائخ قدس سرہ کی خدمت و صحبت کو بہت لازم رکھا جب کبھی شیخ المشائخ اس دیار میں سفر کرتے مختلف مواضع میں قیام رہتا حافظ صاحب کافی اندھیرے اٹھ کر سائیکل لے جاتے اپنے مرشد عالی وقار کے حلقہ میں شامل ہوتے اور پھر وقت پر آکر تعلیم دیتے۔ جب تک بدن میں قوت و طاقت رہی ہمیشہ تہجد کی نماز سردی و گرمی میں غسل کر کے ادا فرمائی شیخ کے تلقین کردہ اوراد و اشغال وقت پر ادا کرتے پوری جوانی تقویٰ و پرہیزگاری میں گزار دی۔ حضرت شیخ

المشائخ قدس سرہ نے خلافت و اجازت سے قبل درود طریقت کا چلہ بھی کر لیا تھا۔ ان سارے کاموں کو پابندیوں سے کرنے کے ساتھ ساتھ حاجت مندوں کی حاجت روائی، تعویذات و عملیات اور ادویہ کے ذریعہ اس قدر کی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ اس شافی مطلق جل و علا نے ہاتھ میں شفا بھی بہت دی ہے طبی دوائیں بھی بہت جانتے ہیں اور مجرب نسخے بہت معلوم ہیں۔ بعد نماز مغرب اللہ الصمد کا ورد پانچ ہزار تک قدیم زمانے سے عمل میں ہے پھر اس کے بعد دو تین ہزار بار درود شریف پڑھتے ہیں۔ رات پہلی نیند سونے کے بعد جب آنکھ کھل جاتی ہے فوراً تیمم کر کے مراقب ہو جاتے ہیں رات کے آخری تہائی حصہ میں نماز تہجد ادا فرماتے ہیں۔ آپ نے اب تک دو حج کئے ہیں پہلا حج ۱۹۷۹ء میں اور دوسرا ۱۹۸۹ء میں۔ پہلی بار حج کو گئے تو کچھ لوگ رفیق سفر تھے مدینہ منورہ کے قیام کے دوران ایک دن حاجی حسن صاحب نے کہا کہ واپسی پر روٹیاں لیتے آنا، بعد نماز عشاء روٹی لینے نکلے اتفاق سے کہیں روٹی نہ ملی انہیں بڑا احساس ہوا کہ حاجی حسن کہیں گے کہ قدم قدم پر ہوٹل ہیں پھر بھی انہیں روٹیاں نہ ملیں۔ کافی دور تک چلے گئے ایک صاحب ساتھ میں تھے حافظ صاحب نے کہا کہ ہم نے سنا ہے مدینہ طیبہ میں کوئی بھوکا نہیں رہتا ہے ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اچانک ایک بزرگ نمودار ہوئے فرمایا کہ کیا گفتگو کر رہے ہو؟ ہمارے ساتھ آئیے آپ کو روٹیاں دلواتے ہیں ابھی چند قدم چلے تھے کہ ناگاہ سامنے بڑا عالی شان ہوٹل آگیا اور نہایت ملائم روٹیاں تازی تازی نکل رہی تھیں ان بزرگ نے فرمایا کہ انہیں اتنی روٹیاں دے دو، روٹیاں لیں اور قیمت ادا کر دی ان بزرگ نے فرمایا کہ آؤ منزل تک پہنچادیں چند

قدم چلنے کے بعد فرمایا کہ آپ لوگ صالح کردی یعنی کے یہاں ٹھہرے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں: فرمایا یہ مکان ہے جائے جب یہ لوگ اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ بزرگ مڑے اور غائب ہو گئے۔ دوسری مرتبہ حج کو گئے تو آقائے کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

حافظ صاحب بہت صاحب کرامت انسان ہیں کشف بہت بلند ہے اعضاء پر ذکر کا غلبہ ہے کشف قلوب و قبور میں تو بہت دسترس ہے اور آپ کی یہ کرامت تو حضور مرشدی الکریم نے بھی بیان فرمائی کہ طی ارض یعنی مسافت بعیدہ کو ذرا سی دیر میں طے کر لیتے ہیں۔

آپ کے تین لڑکے ہیں۔ (۱) مولوی محمد علی صاحب (۲) حافظ عبدالعلی صاحب (۳) قاری و حافظ کلیم اللہ صاحب۔ ۱۹۸۵ء میں ملازمت سے ریٹائر ہو گئے اپنے جد بزرگوار کے مزار کے قریب حفظ و قرأت کا ایک مدرسہ قائم کیا ہے اس کی تعمیر و ترقی نیز اب کچھ بیعت و ارشاد کی طرف بھی توجہ دی ہے ۱۹۷۲ء یا ۱۹۷۳ء میں حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ نے خلافت سے نوازا تھا لوگوں کے بار بار کہنے پر بھی بیعت کی طرف دھیان نہیں دیا اب داخل سلسلہ کرنے لگے ہیں۔ آپ کے حالات دراصل ایک مستقل مضمون کے مقتضی تھے۔

ان کے علاوہ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے ارادت مندوں میں بعض بعض اور بھی بہت باکمال ہوئے۔ میری نظر میں یہ تشنہ رہ جائیگا اگر میں دو شخصیتوں کا تذکرہ نہ کروں ایک صاحب قوت قدسیہ عزت مآب جناب الہی دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوم رابعہ عصر محترمہ حلیمہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا۔

☆ حضرت الہی دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ☆

جناب الہی دین صاحب اگرچہ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ سے کسی وجہ سے خلافت و اجازت نہ پاسکے اور حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے بعد وصال ان کے فرزند و جانشین حضرت مرشدی الکریم نے خلافت و اجازت سے نوازا مگر حقیقت یہ ہے کہ روحانیت و سلوک میں بعض خلفاء سے بھی بلند مقام حاصل کیا۔ سعادت ازلی نے جناب الہی دین صاحب کی یادری کی اور انہیں حضور شیخ المشائخ قدس سرہ کی عتبہ عالیہ تک پہنچا دیا۔ ویسے بھی ان کی والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا بڑی نیک سیرت اور ذکر و فکر والی عورت تھیں بزرگوں کی خدمت بہت کرتی تھیں اور بڑا خلوص پایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم اس گھر پر قدیم زمانے سے رہا بہت پہلے سے بزرگوں کی آمد و رفت رہی اور جب حضور شیخ المشائخ قدس سرہ کا فیض ملا تب سے تو بڑی بڑی اہم شخصیتیں آتی رہیں بلکہ اس دیار میں ان بزرگوں کی آمد و رفت اور قیام انہیں کے گھر پر رہا اس طرح تمام تبلیغی اور بیعت و ارشاد کی سرگرمیوں کا مرکز آپ کا گھر بن گیا صبح و شام بزرگوں کے حلقے رہتے، توجہات ہوتیں۔ حضرت الہی دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بزرگوں کے بہت منظور نظر رہے ہیں اور روحانی کمالات سے بہرہ ور ہوئے بزرگوں کی خدمت کے معاملہ میں عجب گھرانہ ہے حضرت الہی دین صاحب میں شریعت و سنت کی پابندی کے ساتھ ساتھ اور اوو اشغال اور مراقبات میں مشغولیت بہت تھی بڑی پابندی کے ساتھ تہجد پڑھتے اور بعد تہجد گھنٹوں روتے، مراقبہ کرتے، اشراق و اوابین کو عام طور پر حلقہ ارادت میں داخل لوگ کرتے جب سوتے تو بھی مراقبہ کی حالت میں ہوتے کشف بہت بلند ہو گیا

ان کی سعی و کوشش سے بہت لوگ حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور دور دور تک ان کے توسط سے فیض پہنچا۔ راقم السطور بھی انکا کافی ممنون ہے۔ اخلاص و لٹہیت بہت تھی، عجب سیدھے سچے انسان تھے، غیبت و چغلی عیاری و مکاری کو سوں دور تھی، مراقبات میں بڑے بڑے بلند واقعات رونما ہوئے ستر احوال بہت تھا بہت کچھ پوچھنے پر بمشکل کچھ بتاتے تھے۔

حضور مرشدی الکریم کے ساتھ کئی سال قبل سر ہند کا سفر ہوا تھا اس وقت یہ فقیر حلقہ ارادت میں داخل نہ تھا جب میں نے بہت اصرار کیا تو بتایا کہ جس وقت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مزار فائض الانوار پر مراقب ہوئے تو دیکھا کہ حضرت بڑی شان کے ساتھ جلوہ گر ہیں اور آسمان سے ایک نور کا دھارا جس کا رنگ دودھ جیسا تھا آپ کے سر اقدس پر گر رہا ہے اور اس سے بڑے بڑے بوند پھوٹ کر ہم لوگوں کے سینوں پر اس طرح پڑ رہے کہ جیسے بارش کے بڑے بڑے بوند آتے ہیں تو ٹپ ٹپ کی آواز سنائی دیتی ہے اسی طرح سنائی دے رہی تھی اور پھر ایک طبق ظاہر ہوا جس میں چند عمائے تھے جو چند مخصوص لوگوں کو عطا کئے گئے ان میں سے ایک مجھے بھی ملا۔ وہ زمین آپ ہی نے وقف کی ہے جس پر حضور مرشدی الکریم نے چند سال قبل دارالعلوم احمدیہ کے نام سے زبردست ادارہ قائم کیا ہے اس کے فروغ و ترقی کے لئے حضرت الہی دین صاحب نے حضور مرشدی کے ساتھ گاؤں گاؤں کافی سفر کئے بڑی محنتیں کیں اور آج محمدہ تعالیٰ روز افزوں ترقی پر ہے۔ بڑی خوبیوں کے مالک تھے ایسے دور میں حضرت الہی دین صاحب جیسے افراد کامیاب ہی نہیں نایاب ہیں۔ عجز و انکسار تو رگ رگ میں

سمایا ہوا تھا کبھی کسی کا برانہ چاہتے ہمیشہ احباب طریقت کو سدھارنے، راہ راست پر لانے اور سلسلہ کو وسعت دینے میں کوشاں رہتے۔ چند سال ہوئے کہ وصال فرما گئے قبر انور حضور مرشدی الکریم کے دارالعلوم مذکور کے احاطہ میں بنائی ہے۔ ابر رحمت ان کے مرقد پر گہری کرے۔

آپ کی اہلیہ محترمہ بھی بڑی صالحہ و عابدہ شب بیدار ہیں انہیں جب بھی دیکھو تو آنسو آنکھوں میں دیکھائی دیتے ہیں گریہ اس قدر ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ یہ اس صالحہ کی تقدیر ہے کہ بڑے بڑے بزرگوں کی خدمت کا خوب موقع ملا اور انکی خدمت پر فخر محسوس کیا۔ جب کوئی نیک مہمان آجاتا یہ صالحہ بڑی عقیدت سے کھانا و ناشتہ تیار کرتیں۔ اکثر باوجود ہتھیں اور زیادہ تر اوقات ذکر میں بسر ہوتے ہیں اپنے شوہر عزیز کی جس قدر خدمت اور قدر کی وہ آج کی عورتوں کے لئے مثالی ہے۔ ہر ایک کے دل سے ان کے لئے دعا نکلتی ہے آج گھر کی رونق ان کے دم سے قائم ہے برابر اکتساب فیض میں لگی رہتی ہیں خداوند قدوس تادیر ان کا سایہ رکھے۔

☆ حضرت حلیمہ رحمۃ اللہ علیہا ☆

حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے مریدوں میں قابل ذکر دوسری شخصیت حضرت حلیمہ رحمۃ اللہ علیہا کی ہے جن کو ہمارے مرشد رابعہ عصر یا رابعہ ثانی کہتے ہیں۔ کردار و اخلاق اور بزرگوں کی خدمت میں ایک مثالی عورت تھیں آغاز ہی سے نہایت پاک دامن عفت مآب اور ذکر و فکر میں شب و روز بسر کرتیں حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ سے اکتساب فیض کے لئے بڑی محنتیں کیں جب سن لیتیں کہ فلاں گاؤں میں حضرت شیخ المشائخ تشریف لائے ہیں پیدل دوڑی چلی جاتیں شیخ سے عجیب محبت و دیوانگی تھی اتباع شریعت میں اس قدر بلند کہ کبھی کوئی گناہ کرتے کسی نے نہ دیکھا۔ آدھی رات کے بعد تہجد پڑھ کے سر سجدے میں رکھ کر یا اللہ یا اللہ ایسے درد بھرے انداز میں کہہ کر روتی تھیں کہ سننے والوں کو آنسو آجاتے کبھی کبھی بے ہوش ہو جاتیں۔ فقیر راقم السطور نے اس دور میں یاد الہی میں اس قدر استغراق اور آہ و بکا والی کوئی عورت نہیں دیکھی۔ جس علاقے کی رہنے والی تھیں وہ دیوراج کہلاتا ہے وہاں تبلیغیوں کا تسلط ہے حضرت حلیمہ رحمۃ اللہ علیہا نے اس علاقہ میں خاص کر عورتوں کو مذہب اہل سنت سے وابستہ رکھنے اور ایمان کا تحفظ کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور سیکڑوں عورتوں کو داخلہ سلسلہ کرا کر نہایت پختہ سنی بنادیا ایسا سنی کہ ان پر شوہروں کے دباؤ پڑنے کے باوجود ذرا بھی مذہبی مذہب پیدا نہ ہو سکا اور آج تک محمدہ تعالیٰ یہ فیض جاری ہے۔

عارف باللہ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب

☆ دام ظلہ العالی ☆

☆ ولادت باسعادت ☆

آپ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے فرزند ارجمند اور خلیفہ اعظم ہیں۔ ۱۹۴۴ء میں موضع کمال پور ضلع مرزا پور میں رونق افروز عالم ہوئے۔

بچپن ہی سے آثار سعادت ظاہر و ہویدا تھے عقل و خرد ذہانت و فطانت نہایت اعلیٰ پیمانے پر پائی تھی جس گھر میں آنکھ کھولی وہ علمی و روحانی فیوضات کا سر چشمہ تھا۔ کہا جاتا ہے الولد سرلابیہ آپ اس کے مصداق ہیں۔

☆ تحصیل علم ☆

ہوش سنبھالتے ہی ابتدائی تعلیم کے لئے مقامی مولوی صاحب کے حوالہ کر دیا گیا جب کچھ عمر زیادہ ہوئی تو حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے اپنے محبوب خلیفہ جناب حافظ ہارون صاحب کے مدرسہ (لائسن بازار) ضلع گوپال گنج میں بھیج دیا جہاں علمی و روحانی دونوں طرح کی فضا میں آپ پرورش پاتے رہے۔ اسکے بعد مدرسہ چشم رحمت غازی پور تشریف لے گئے جہاں آپ نے مولوی درجہ تک تعلیم مکمل کی کچھ حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے مزید تعلیم درس نظامی کی حاصل نہ کر سکے مگر اپنے فطری ذہانت و ذکاوت کتب دینیہ کے مطالعہ کی کثرت اور آغاز سے علماء و صلحاء کی صحبت و خدمت اور دینی جلسوں میں شرکت کی وجہ سے عقائد و اعمال اور سنتوں کے علم میں بے پناہ وسعت اور پختگی پیدا ہو گئی اور فقہی جزئیات اور

دقائق سنت پر اس قدر نظر حاوی ہو گئی کہ میں نے بہت سے مسائل میں ذی استعداد علماء کو آپ کے سامنے خاموش ہوتے دیکھا اور ذہن تو اس قدر بلند پایا ہے اور اتنی دقیق حاصل ہے کہ اگر باضابطہ از اول تا آخر تحصیل ہوتی تو اس دور میں علماء کی صف میں امتیازی شان کے مالک ہوتے۔

☆ اوصاف و خصائل ☆

گو ناگوں فضائل و کمالات اور اوصاف و خصائل سے آپ کو نوازا گیا ہے تحریر نہایت عمدہ کلام پر قدرت بہت حاصل ہے آغاز ہی سے آپ نے محافل میلاد وغیرہ میں وعظ و بیان شروع کر دیا تھا بعض دفعہ کئی کئی گھنٹے تقریر فرماتے خاص کر شہداء کربلا پر بیان تو نہایت ہی نرالا ہوتا اور وہ وہ نکات جو دت طبع سے بیان فرماتے کہ سننے والے دنگ رہ جاتے۔ خداوند قدوس نے شعر گوئی کا ملکہ بھی بہت عطا فرمایا ہے قلب کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے آپ کے اشعار ایسا لگتا ہے کہ سنتے رہتے ہیں جب آپ کے اشعار پڑھے جاتے ہیں اور موجود ہوتے ہیں تو عجب فیض کی بارش ہوتی ہے۔ قوت حافظہ زبردست پائی غزلیں اور نعتیں اور متفرق اشعار آپ کو اس قدر یاد ہیں کہ بہت کم لوگوں کو یاد ہونگے۔ آشتقانہ مزاج فطری ہے جس نے کمال و تکمیل تک پہنچنے میں بہت یابوری کی یہ رب کی خاص عطا ہوتی ہے یہ وہ دولت ہے جو ہر کس و ناکس کو نہیں ملا کرتی ہے۔ مزاج میں انصاف پسندی انتہا درجہ کی ہے ہر ایک کے بارے میں وہی فرماتے ہیں جو ہر تعصب سے بالا ہوتا ہے اصحاب کمال کا اعتراف خواہ وہ کسی بھی سلسلہ کے ہوں جس کھلے دل سے آپ کرتے ہیں اس دور میں شاید ہی کوئی کرتا ہو آج جبکہ تعصب و عناد کا دور دورا ہے ہر آدمی صرف اپنے

مشائخ کے گن گاتا ہے، مبالغہ آرائیاں کرتا ہے، جھوٹی سچی کرامتیں اور کہانیاں بیان کرتا ہے آپ ان سب سے الگ ہیں ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ آپ نے جن بزرگوں کے کمالات باطنی نظر سے دیکھے یا آپ کے والد بزرگوار نے جن علماء و صلحاء کو دیکھا اور جس منزل پر پایا آپ سے بیان فرمایا آپ سب کا ذکر کرتے ہیں سب کے کمالات کا کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں اور جن علماء کی شہرت ہے اور وہ بزرگ نہیں ہیں یا آپ کے پاس لوگ آتے رہتے ہیں وہ دل میں کچھ بھی رکھتے ہوں مگر آپ کبھی انکے باطن کی قباحتیں اور شرارتیں بیان نہیں کرتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی گستاخ ہوتا ہے اور بزرگوں پر طعن کرتا ہے تو آپ کا جلال دیکھنے کے لائق ہوتا ہے علماء کی قدر اور انکی تواضع بہت ہے اکثر تعظیم میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور حسب حال مدارات فرماتے ہیں مہمان نوازی کا جذبہ بہت ہے اکثر آپ کے دولت کدہ پر مہمانوں کی بھیڑ بھاڑ ہتی ہے جس قدر اہتمام کے ساتھ آپ میزبانی فرماتے ہیں دیکھنے کے لائق ہوتی ہے کبھی بھی پیشانی پر بل نہیں آتا ہے جو کوئی بھی عقیدت و محبت سے بلاتا ہے ہر طرح اس کا خیال فرماتے ہیں محافل ذکر وغیرہ کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور تمام صعوبتیں جھیل کر دل جوئی فرماتے ہیں ہر کام میں پروردگار نے شعور بہت عطا ہے سلیقہ مندی دیکھنے کے لائق ہے۔ وضع قطع نوک پلک کی پرکھ تو اس قدر ہے کہ بیان سے باہر ہے ذکر و عرس کی محفلوں کی آرائش خاص کر اپنے والد بزرگوار کی جس ذوق و شوق اور جس خوبی کے ساتھ فرماتے ہیں وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ تصنع و تکلف کا دور دور تک گزر نہیں عام پیروں کی روش سے ہٹ کر آپ عموماً سارے کام خود کرتے ہیں اور اپنی نگرانی

میں کراتے ہیں مسند کی زینت بھر آپ کبھی نہیں رہے محنتوں کے کام میں خود شریک رہنا رات رات بھر جاگنا آپ کا کام ہے آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جوان تھک جاتے ہیں مگر آپ پر تھکن کے آثار بہت کم نمایاں ہوتے ہیں اعراض وغیرہ کی محافل میں دور دور سے آنے والوں کے لئے ان کے قیام و طعام کا انتظام اور انکی مسلسل دیکھ بھال جس طرح آپ کرتے ہیں شاید ہی کوئی پیر کرتا ہو۔ اس عمر پر بھی جو پھرتی و تیزی ہر کام میں آپ کے اندر ہے وہ کم ہی کسی میں ہوتی ہے۔ مزاج میں، کھانے پینے میں، لباس میں، وضع قطع میں نفاست موروٹی ہے مگر اس کے باوجود کبھی نہ کھانے کا شکوہ، نہ کسی کی عیب جوئی، نہ آبروریزی، جس نے جو کھلا دیا طبیعت نے جس قدر چاہا کھالیا بسا اوقات اس سلسلے میں آپ کو کافی پریشانیاں اٹھانا پڑیں مگر لب پر کبھی شکوہ نہیں آیا ہاں مزاج سے واقف جب کوئی خلاف مزاج برتاؤ کرتا ہے تو تیور کشیدہ ہو جاتے ہیں۔ جلال و جمال کا مظہر ہیں جب کوئی فریب دہی کرتا ہے، حیلے بہانے سے کام لیتا ہے، سستی و کاہلی سے کام لیتا ہے یا جان بوجھ کر گستاخی کرتا ہے تو تیور دیکھنے کے لائق ہوتے ہیں مگر حمدی بھی وافر طریقے پر پائی ہے اگر انسان خطا پر نام ہوتا ہے تو فوراً جلال جمال میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ستر پوشی انتہائی درجہ ہے اگر کسی مرید سے خطا سرزد ہوتی ہے تو خطا پر تنبیہ کا طرز یہ ہوتا ہے کہ اس کے سامنے دوسرے کی طرف رخ کر کے خطا کی قباحت کا اظہار فرماتے ہیں۔ نعت و غزل کے اشعار سننے کا بہت شوق ہے اور اس وقت عجب کیفیت ہوتی ہے۔ رزق حلال کی پابندی آغاز سے رہی جب تک مشیخت کی ذمہ داری عائد نہ ہوئی تھی اس وقت تک کسب حلال کی خاطر ہمیشہ دست کاری سے کام لیا والد بزرگوار

کے وصال کے بعد مصر و فیتوں نے مجبوراً دست کاری سے آزاد کر دیا۔ خودداری اور استغنا حد درجہ ہے طمع و حرص چھو کر نہیں گزری۔ فرق مراتب اور ہر ایک کا اس کے مرتبہ و منصب کے لائق ادب و احترام آپ کا شیوہ ہے خاص کر بزرگوں کے ساتھ ادب کا جذبہ فراواں تو دیکھنے کے لائق ہوتا ہے۔

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات مبارکہ میں جب آپ بریلی شریف گئے اور صبح کو ناشتہ کے لئے حضرت نے طلب فرمایا جب آپ پہنچے تو حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے ہاتھ میں چائے کی پیالی تھی آپ نے کچھ چائے پی اور وہ پیالی آپ کے ہاتھوں میں دے دی آپ نے ادباً پیالی سے منہ لگا کر چائے نہ پی گرم چائے ہتھیلی پر ڈال ڈال کر پی۔

اسی طرح بعد وصال جب آپ حضرت کے روضے پر حاضر ہوئے جمعہ کا دن تھا حضرت کے یہاں ہر جمعہ کو میلاد ہوتا تھا آپ محفل میلاد میں تشریف لے گئے جب محفل ختم ہوئی تو حضرت کی اہلیہ نے خادم بھیجا اور فرمایا کہ بنارس کے مہمان کھانا کھا کر جائیں ہم لوگ آپ کے ساتھ دارالافتاء میں آکر بیٹھ گئے اندر سے کھانا آیا جس برتن میں سالن آیا تھا اتنا بڑا تھا کہ سب کو کافی ہو گیا مگر خادم بضد ہوا کچھ مزید سالن اور لے آیا ہمارے ایک ساتھی نے اس میں ہاتھ ڈال کر کچھ نکال لیا آپ کے تیور بدل گئے فرمایا اب آپ کو سب کھانا ہے کیا ہمارا جھوٹا اور بقیہ بزرگوں کے گھر جائیگا۔ آپ جب بزرگوں کا نام لیتے ہیں تو جن القاب و آداب سے لیتے ہیں دیکھنے کے لائق ہوتا ہے ایثار حد درجہ ہے اپنی حاجات پر دوسروں کی حاجات کو ترجیح دیتے ہیں خود ضرورت ہوتے ہوئے اگر کوئی ضرورت مند آگیا تو اس کی

ضرورت رفع کی اگر آپ کی ضرورت اور استعمال کی چیز کسی نے پسند کر لی تو فوراً عطا کر دی خواہ وہ کتنی ہی مرغوب صحیح۔ غریبوں کا پاس و لحاظ بہت رہتا ہے اعزہ و اقرباء کی نہایت خاموشی کے ساتھ آپ نے جس قدر مدد کی ہے وہ آپ کے ایثار و سخاوت بین دلیل ہے۔ الغرض آپ کے خالق و مالک جل و علانے ظاہری و باطنی خوبیوں کا جامع بنایا اور لائق تقلید اوصاف و خصائل سے آراستہ فرمایا ہے۔

☆ تحصیل کمالات ☆

اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے بموقع عرس حضرت قطب بنارس لائٹ کی مسجد میں حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی۔ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کی نگاہ باطن خوب جانتی تھی کہ آپ کا معنوی وارث کون ہے۔ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ سفر و حضر میں زیادہ تر اپنے ساتھ رکھتے آپ کے لئے یہ وقت بہت کٹھن تھا شادی کے بعد سسرال کٹھن میں سکونت اختیار فرمائی تھی کیونکہ اہلیہ محترمہ کا کوئی بھائی نہیں تھا اس لئے ساری ذمہ داریاں وہاں کی بھی تھیں مضبوط ذرائع آمدنی نہیں تھے خود محنت سے کماتے اس سے گذر اوقات ہوتی۔ اب اکتساب کمالات کی بھی فکر تھی اور معاش کی بھی۔ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ عموماً اسفار میں ساتھ رکھتے صبح و شام حلقے میں بٹھاتے یہ بڑا عجیبہ کا زمانہ تھا بعد عشاء کافی رات گئے جب حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ سوتے تو کافی دیر تک پوری طاقت سے انکا بدن اور پیر دباتے انہیں سلا کر پھر سوتے ابھی چند ہی گھنٹے ہوتے کہ تہجد کے لئے اٹھ پڑتے سردی کے موسم میں پانی گرم کرتے جب تک حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ جاگ جاتے استنجا اور وضو سے فراغت حاصل کر کے

نماز شروع کر دیتے تب آپ نماز کی تیاری کرتے پھر بعد تہجد مراقبہ میں بیٹھ جاتے اکثر بہت دیر تک مراقبہ رہتا پھر کچھ دیر آرام کر کے فجر کے لئے حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے لئے پانی وغیرہ تیار کرتے پھر خود نماز ادا فرما کر حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے ساتھ حلقہ میں بیٹھ کر توجہ لیتے۔ الغرض حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کی شب و روز کی ساری خدمات آپ کے ذمہ تھیں حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کا فیض چونکہ نہایت قوی، قوت تصرف بلند تھی آپ پر خصوصی نظر بھی تھی پھر حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کے صدقے میں سلسلہ کے دیگر بزرگوں کی عنایات بھی آپ پر بہت تھیں اس لئے روحانی منازل بڑی تیزی کے ساتھ طے ہوتے رہے۔ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کو جب قرب وصال کا احساس ہو گیا تو آپ پر توجہ تیز سے تیز تر کر دی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ کو سینہ سے لگاتے اور خاص فیض القاء فرماتے پھر چھوڑ دیتے تو آپ پر کبھی غشی طاری ہو جاتی۔ آپ کی والدہ شیخ المشائخ سے عرض کرتیں کہ آپ ہمارے بیٹے کو مار ڈالیں گے حضرت شیخ انہیں سمجھاتے جب ایام وصال بالکل قریب آگئے تو آپ پڑھ چکے کہ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ نے دس روز قبل آپ کو کمال پور طلب فرما کر کئی گھنٹے مراقبہ میں بٹھلایا اور اکثر مقامات کی اجمالی سیر کرادی باقی تفصیلات حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ کبھی مراقبہ میں کبھی بیداری میں اور کبھی خواب میں بتاتے رہے۔ ان بزرگان سلسلہ کی خصوصی عنایات و نوازشات خاص کر شیخ کی ہمت و قوت نے آپ کو بہت جلد نہایت بلند مقام پر پہنچا دیا اور محمدہ تعالیٰ یوماً فیوماً ترقیات در ترقیات ہوتی رہیں۔

آپ کو سلسلے کے بعض دیگر بزرگوں سے بھی بہت فیض پہنچا آغاز میں

ایک مرتبہ دعائے مانگی (جب کہ آپ حضرت مولانا سید عبدالحمید صاحب قدس سرہ کے مزار فائض الانور پر بیٹھے ہوئے تھے) کہ حضور اگر طریقت کا کچھ کام ہم سے لینا ہے تو ہمیں خاص فیض سے نواز دیجئے آپ نے دیکھا کہ حضرت مولانا قدس سرہ کے مزار اقدس سے ہاتھ نکلا اور آپ کے سینہ پر قلب پر آکر رک گیا اس وقت سے قلب ایسا ڈاکر ہوا کہ پھر کبھی ذکر قلب بند نہ ہوا۔

اسی طرح آغاز میں ایک خواب میں حضرت مستان بابا کا ایسا فیض ہوا کہ اس کے بعد سے آج تک پھر کبھی آپ کو خواب کی وجہ سے غسل کی حاجت نہ پڑی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے بزرگوں کے اعراس وغیرہ میں شرکتیں کر کے اور دیگر مواقع پر مشائخ کے یہاں حاضری دیکر بہت اکتساب فیض کیا۔ آپ بزرگوں کے بہت منظور نظر رہے اور ہر جگہ آپ پر نوازشات بہت ہوئیں الغرض طریقت میں اور علوم طریقت میں اس دور میں آپ کو ایک امتیازی اور خاص مقام حاصل ہے۔ فقیر راقم السطور نے اکثر دیکھا ہے کہ مسائل طریقت میں اس قدر انحصار ہے کہ جب بھی کوئی شبہ یا کوئی مشکل عرض کی، کسی مقام کی تشریح چاہی تو آپ نے بلا تامل مشکل حل فرمادی۔ تفہیم تو اس قدر نرالی پائی ہے کہ بڑے بڑے کٹھن اور مغلط مسائل کو نہایت عمدہ مثالوں کے ذریعہ آپ نہایت کم علم و کم فہم کے لوگوں کے قلوب و اذہان میں اتار دیتے ہیں۔ مقامات کی کیفیات و احوال پر پوری نظر رہتی ہے اور اک اس قدر قوی ہے کہ اگر کئی لوگ ساتھ میں بیٹھے ہوتے ہیں وہ جو بھی دیکھتے ہیں آپ جدا جدا سب کا بیان فرمادیتے ہیں کہ تم نے یہ دیکھا ہے فلاں نے یہ دیکھا ہے اس نے یہ دیکھا ہے از سر منو بھی فرق نہیں ہوتا ستر احوال بہت

ہے حتیٰ کہ عام بلکہ خاص مریدوں کے سامنے بھی مکشوفات کا تذکرہ نہیں فرماتے ہیں اخص الخواص کے سامنے کبھی کبھی بعض مکشوفات جو بھی کسی مصلحت سے ذکر میں آجاتے ہیں کبھی کبھی عرض کرنے پر بھی بمشکل تمام ہی کچھ بیان فرماتے ہیں۔ اکثر ہم لوگوں نے دیکھا کہ فوراً جان لیتے ہیں کہ کس سلسلے کے بزرگ ہیں۔ نسبتوں وغیرہ کا ادراک بہت قوی ہے ہم نے دیکھا ہے کہ آج سے بیس سال قبل آپ نے جس کے بارے میں جو فرمایا آج وہی سامنے آرہا ہے۔ آپ نے کبھی کسی بزرگ کے بارے میں اگر فرمایا کہ یہ فلاں سلسلے کے ہیں جن کے بارے میں پہلے سے کوئی جانکاری نہ رہی ہوتی پھر ہم لوگ تحقیق کرتے تو وہی سامنے آتا جو آپ بیان فرماتے اگر فیض کسی کا منقطع ہو چکا ہوتا ہے تو آپ فوراً جان لیتے ہیں۔ کشف قلوب تو اس قدر ہے کہ بیان سے باہر ہے ہم لوگوں نے اکثر دیکھا ہے کہ منٹ منٹ پر جو خطرات قلب میں گزرتے ہیں آپ پر روشن ہوتے رہتے ہیں بہت سنبھال کر آپ کی بارگاہ میں بیٹھتے ہیں۔

ایک دفعہ بر سبیل تذکرہ فرمایا کہ میرے مرید جو بھی غائبانہ کرتے ہیں مجھے سب پتہ رہتا ہے کون کس قدر محنت کرتا ہے، تقویٰ و پرہیزگاری سے کام لیتا ہے اور ادوا اشغال سے مشغول رکھتا ہے سب پتہ چل جاتا ہے۔ اس سب کے باوجود حال یہ ہے اکثر کسی بزرگ کے مزار سے اٹھنے کے بعد ہم میں سے کسی نے ان بزرگ کے بارے میں سوال کر دیا تو خاموشی اختیار فرمالتے ہیں ایک مرتبہ ایک بزرگ کے یہاں سے آرہے تھے ہم نے راستہ میں پوچھ دیا کہ حضور انکا کیا مقام ہے فرمایا کہ بھکاری کو اپنی ہمیک سے غرض ہے اس کا کام یہ نہیں کہ وہ پتہ لگائے کہ

بھیک دینے والے کے گھر میں کتنا مال ہے بمشکل تمام ہی کبھی کسی کے بارے میں بتاتے ہیں۔

☆ بعض مکشوفات ☆

ہمارے گاؤں بھڑونسہ میں ایک پرانی درگاہ مشہور ہے پرانی عمارتوں کے نشانات ملتے ہیں ایک ٹیلے پر ایک صاحب نے مزار بھی ایک اندازے کے مطابق بنوادی ایک خاص واقعہ کے تحت آپ سے ہم لوگ بصد ہوئے تو آپ نے کافی دیر مراقبہ فرمایا اور بتایا کہ یہاں تین بزرگ عربی وضع قطع میں نظر آئے اور جس مزار کے پاس مراقبہ ہوئے تھے انکی اصل قبر کی نشان دہی فرمادی۔

قنوج کے قریب ایک رتکالہ مقام ہے جب ہم قنوج آئے تو لوگوں نے بتایا کہ رتکالہ میں صحابی کا مزار ہے۔ دراصل ۱۹۳۱ء میں ایک لاش پانی کے کٹاؤ سے کھل گئی جو بالکل صحیح و سالم تھی انہیں لوگوں نے ٹیلے پر لا کر دفن کیا جہاں لاش برآمد ہوئی تھی کچھ مٹی ہٹانے پر ایک بڑا سا پتھر نمودار ہوا جو تربت کے سائز کا تھا اس میں کلمہ شریف وغیرہ کے علاوہ جو پانچتین طرف عبارت لکھی ہوئی تھی اس سے

۹۹ مفہوم ہوتا ہے اس کی وجہ سے یہ مشہور ہو گیا کہ یہ صحابی ہیں۔ ہمارا قلب بہت متردد تھا ایک بار ہم نے آپ سے عرض کیا تو آپ تشریف لے گئے۔ کافی دیر مراقبہ رہے پھر بعد میں بہت گریہ و زاری کے ساتھ دعائیں مانگیں جس سے ہم لوگ اتنا تو سمجھ گئے کہ یہ کوئی اہم شخصیت کا مزار ہے واپسی میں ہم نے عرض کیا جب اصرار بڑھا تو فرمایا کہ ہاں یہ صحابی ہیں اور اس مقام پر دس صحابائے کرام دکھائی دیئے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض کے مزارات یہیں قریب میں ہوں فرمایا کہ جو نور

محسوس ہو اوہ صحابہ ہی کا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور صحابہ کا نور عام اولیاء کرام سے جدا ہوتا ہے؟ تو آپ نے ایک فرق یہ بیان فرمایا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے مزارات پر مراقب ہونے سے جب وہ لوگ نظر آتے ہیں تو انکے بدن سے وہی خوشبو محسوس ہوتی ہے جو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اور پسینہ سے آیا کرتی تھی کیونکہ صحابہ کرام کا آقا علیہ السلام کے ساتھ اختلاط اور مصافحہ و معانقہ رہتا تھا۔

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ ہمیں انکے بارے میں کچھ بھی معلومات نہ تھیں جبکہ یہ بات عجیب سی لگتی تھی کہ قنوج میں صحابی کا مزار ہے لیکن تحقیق و جستجو شروع کی تو معلوم ہوا کہ اصحابہ نامی کتاب میں علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے جس سے دس صحابہ کرام کا قنوج تشریف لانا ثابت ہے۔ پھر ہمارے ایک ہم سبق ساتھی مولانا محمد نایاب صاحب نے بتایا کہ انکے پاس ایک کتاب عربی میں جو رڈی میں مل گئی تھی جس میں قنوج میں صحابہ کرام کی آمد کا تفصیلی تذکرہ ہے۔

اگر آپ کسی مزار پر گئے اور وہاں قرب و جوار میں اور بھی کسی بزرگ کا مزار ہے تو آپ نے بتادیا کہ اس سمت سے بھی روشنی آرہی تھی، ادھر سے بھی آرہی تھی۔ الغرض نہایت نرالی شان کے مالک ہیں لوگوں کے عیوب پر حد درجہ پردا ڈالتے ہیں۔ جب میں اکثر آپ کے ساتھ رہتا تھا تو کبھی کبھی نماز پڑھانے کے لئے مجھے کھڑا فرمادیتے تھے میں بہت ڈرتا کہ مجھے قابو ہے نہیں نماز میں ادھر ادھر کے بھی خیالات آجاتے ہیں آپ پر منکشف ہو جاتے ہو گئے آپ کیا خیال فرماتے

ہونگے۔ ایک دن نماز پڑھانے کے بعد میں بیٹھایا سوچ رہا تھا کہ فرمایا مولانا صاحب اگر میں نماز میں کسی کے خیالات کی طرف توجہ کروں تو یہ بھی غیر خدا کی طرف توجہ ہے۔

اکثر ہمارا طریقہ رہا کہ ہم کچھ پوچھنا چاہتے یا عرض کرنا چاہتے ہمت نہ پڑتی تو ان باتوں کو دل میں سوچ کر بیٹھ جاتے۔ تھوڑی دیر بعد آپ جواب دینا شروع فرماتے وہ بھی اس انداز سے کہ کوئی عام آدمی نہ سمجھ پاتا کہ آپ کس کا جواب دے رہے ہیں۔ کبھی کبھی مسکرا بھی دیتے آنے والے میں اگر کوئی خوبی ہے تو کسی وقت خوبی بیان فرمادیتے ہیں مگر برائی نہیں بیان فرماتے ہیں ایک خاص بات یہ ہے کہ آپ ان واقعات کو بیان نہیں فرماتے ہیں جن میں آپ کی منقبت یا مرتبہ و مقام کا بیان ہو۔ آپ کی بزرگی و ولایت کی بلندی کا یہ اثر ہے کہ قوت تاثیر و تصرف بڑی زبردست ہے میں نے بارہا دیکھا ہے کہ جب کوئی طالب روحانیت آیا، آپ نے مرید کیا، لطائف پر توجہ کی تو فوراً لطائف ذاکر ہو گئے یہ اس دور میں بڑی بات ہے بر سہا برس عبادت و ریاضت سے یہ دولت حاصل نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ ہم نے دیکھا کہ آپ سے کوئی مرید ہوا آپ نے کرم کیا تو مرید ہونے کے بعد ہی کشف ہونے لگا۔ آج آپ کی ولایت و بزرگی کو کوئی دیکھنا چاہے تو آپ کی خدمت و صحبت کو لازم کرے، فیض و توجہ حاصل کرے پتہ چل جائے گا کہ آج بھی آپ کے دم سے روحانیت کس قدر قائم ہے۔ آج سے کچھ سال قبل میں خدمت عالیہ میں حاضر تھا وہ نقشہ سامنے رکھا تھا جس میں جمیع مقامات مجددیہ کو از اول تا آخر ترتیب واقعی کے اعتبار سے تحریر کیا گیا تھا منازل و مقامات کی بات چل رہی تھی آپ نے صفات حقیقیہ

کے چند مقامات مستثنیٰ کر کے فرمایا کہ الحمد للہ میں ان تمام مقامات کی تسلیک کر سکتا ہوں۔ آج تو عام طور پر پیروں کو مقامات و منازل کے نام تک نہیں معلوم، لطائف نہیں جانتے صرف تعویذوں سے پیری مریدی چل رہی ہے۔ آپکے فیضان سے وہ پر نور ماحول ہے کہ نامعلوم کتنے لوگ ذکر کی دولت سے مالا مال ہیں آج کے دور مادیت کو دیکھتے ہیں تو آپ کی قدر و منزلت معلوم ہوتی ہے۔

☆ خوف و خشیت ☆

خوف و خشیت خداوندی تو اس قدر ہے کہ سردی کے موسم میں اکثر نماز میں پسینہ آجاتا ہے۔ اکثر نعت و منقبت کے وقت آنکھوں میں آنسو رہتے ہیں۔ قل اور فاتحہ کے وقت آنکھیں تر رہتی ہیں مگر آنسوؤں کو زیادہ بہنے نہیں دیتے ہیں تاکہ لوگ دیکھ نہ پائیں۔ نام و نمود اور ریاکاری سے اس قدر بعد اور دوری ہے کہ بیان نہیں ہو سکتی ہے، اخفاء حال کی ہمیشہ کوشش ہوتی ہے، عالمانہ وضع قطع میں رہتے ہیں، عام آدمی آپ کی ولایت و بزرگی کو جلد پرکھ نہیں سکتا ہے۔ مجاہدات میں پوری زندگی بسر کر ڈالی ضعف و نقاہت اور دائم المریض ہونے کے باوجود آج بھی دین و سنیت کے لئے جو کوشش اور جدوجہد ہے وہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہے۔

☆ اشاعت طریقہ ☆

آپکے دم سے نقشبندی مجددی فیض دور دور تک پہنچ گیا حضرت قطب بنارس قدس سرہ کے بعد اس قدر اشاعت سلسلہ واقع نہیں ہوئی ہوگی جتنی کہ آپکے دم سے ہوئی۔ دیوریا، گورکھپور، پڈرونہ، گوپال گنج، سیوان، چمپارن، وغیرہ اضلاع

کے گاؤں گاؤں، قصبے قصبے، شہر شہر، میں آپ کا فیض سایہ فگن ہے۔ ان کے علاوہ ہندوستان کے مختلف صوبوں اور اضلاع میں نہ جانے کس قدر آپ کے مریدین و متوسلین پھیلے ہوئے ہیں نہ جانے کس قدر علماء آپ کے دامن سے وابستہ ہیں مشرقی یوپی مغربی بہار میں خاص کر آپ نے گاؤں گاؤں جن محنتوں اور مشقتوں سے سنیت کا تحفظ فرمایا ہے وہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ گاؤں گاؤں محافل میلاد کے ذریعہ، بیعت و ارادت کے ذریعہ آپ نے تحفظ مسلک کا وہ کارنامہ انجام دیا ہے کہ تاریخ بھلا نہیں سکتی ہے۔

☆ خدمت دین ☆

آج آپ کے خلفاء و مریدین نے نہ جانے کتنے مدارس و مکاتب قائم کر دئے ہیں اور کئی دارالعلوم چل رہے ہیں۔ آپ نے خود شیخو اپٹی میں ایک زبردست مدرسہ قائم کیا ہے جس میں کافی تعداد میں بیرونی طلبہ تحصیل علم کر رہے ہیں۔ نہ جانے کتنے جلسے آپ کی سرپرستی میں آپ کے خلفاء و متوسلین آئے دن کرتے رہتے ہیں۔ جگہ جگہ محمدہ تعالیٰ آپ نے اسلام و سنیت کے ایسے محافظ و مجاہد پیدا کر دیئے ہیں کہ بد مذہبیت کی روح فنا ہوتی ہے۔ بڑے بڑے باصلاحیت اور ذی استعداد علماء آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہیں اور سب کے شب و روز تحفظ مسلک و سنیت کے لئے وقف ہیں۔ اگر ہم آپ کے دینی کارناموں کا تفصیلی جائزہ لیں تو ایک مستقل علاحدہ کتاب تیار ہو جائے گی۔ اشاعت دین کے لئے سائیکلوں سے سفر کیئے، پیدل چلے، پوری حیات مبارکہ اسفار میں گزر گئی۔ آج آپ کے دم سے ہندوستان میں نقشبندی فیضان عام سے عام تر ہو رہا ہے اور حضرت مجدد قدس

سرہ کی اصل تعلیمات سے قلوب روشن ہو رہے ہیں اور بنیادیں قائم کر دیں ہیں جن سے ہمیشہ آپ کا فیض جاری و ساری رہے گا۔

معارف میں حضرت مجدد و قدس سرہ اور فقہی مسائل میں امام اہل سنت علیہ السلام حضرت علیہ الرحمہ کے ارشادات کو ہمیشہ ترجیح دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں علیہ السلام حضرت قدس سرہ کے قول پر قلب کو اطمینان رہتا ہے۔ اپنے مشائخ و بزرگوں کا عقیدت سے تذکرہ تو سبھی کرتے ہیں مگر آپ جب دوسروں کے فضائل و مناقب روحانی بیان فرماتے ہیں تو طبیعت عیش عیش کراٹھتی ہے۔ خاص کر امام اہل سنت و حضرت مفتی اعظم ہند اور مجاہد ملت وغیرہ کا جس احترام و عقیدت سے تذکرہ کرتے ہیں وہ دیکھنے کے لائق ہوتا ہے۔ امام اہل سنت اور ان کے فرزند ان گرامی وغیرہ کو عالمانہ حیثیت سے تو عام لوگ جانتے ہیں مگر روحانی فضائل و مناقب اور کمالات و فضائل سے آپ ہی نے اپنے ارادت مندوں کو روشناس کرایا ہے۔ آپ کی اور آپ کے ارادت مندوں کی مساعی جمیلہ دین و سنیت سے متعلق اور ان کے جلسوں و اعراس کی محفلوں کو دیکھ کر عام آدمی یہی سمجھے گا کہ یہ نقشبندیوں مجددیوں کا نہیں بلکہ قادر یوں رضویوں کا دستہ ہے، ان کے جلسے ہیں۔ جب کہ آپ کے ساتھ عام علماء کی جو مشربی روش ہے وہ بڑی افسوس ناک ہے۔

مریدین کی دیکھ بھال غایت درجہ ہے عقل و خرد بلند واقع ہوئی نیز باطنی توانائی نے اس قدر ہوشمند بنا دیا کہ آج تک آپ کسی کے ہاتھ کی کٹھ پتلی نہیں بنے۔ ہر مرید اپنی جگہ پر خائف رہتا ہے کوئی بھی غلط بیانی کر کے نکل نہیں سکتا ہے اگر کوئی استحصال کرنا چاہے تو آپ کے پاس اس کا کوئی گذر نہیں۔ ہر ایک سے ایسا تعلق ہے

کہ ہر ایک اپنا شفیق باپ بھی تصور کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ حضرت کو ہم سے بہت محبت ہے مگر جلال بھی اس قدر ہے کہ عام مریدوں کی خطاؤں سے تو چشم پوشی بھی فرمائیں مگر خاص کو نہیں مٹتے ہیں۔ ہر ایک کے معاملات کو بلا توسط دیکھتے ہیں کسی کے کہنے اور سمجھانے پر موقوف نہیں۔ مسلسل خطاؤں اور غلطیوں کے باوجود آپ معنوی رشتہ منقطع نہیں کرتے ہیں۔ غایت تکلیف میں مرید باطن میں انقباض تو محسوس کرتا ہے مگر نسبت بلکہ سلب نہیں فرماتے ہیں۔ جلال بسا اوقات بہت ہوتا ہے اس کے باوجود اس شخص کی سعادت کی فکر رہتی ہے۔ الغرض خداوند قدوس نے گونا گوں کمالات اور خوبیوں سے نوازا ہے۔

ایک حج بھی فرمایا ہے بڑی نبوی عنایات سے سرفراز ہوئے مدینہ منورہ کے قیام کے دوران رات رات بھر آپ جنت البقیع کے پاس ایسے مقام پر بیٹھے رہتے کہ گنبد خضریٰ صاف نظر آتا۔ باصرار تمام عرض کرنے پر آپ نے ایک دفعہ روضہ انور پر تجلیوں کی ہماہمی بیان فرمائی۔ دوران قیام مکہ مکرمہ اکثر طواف میں مشغول رہتے اور اکثر طواف میں حضرت مولانا سید عبدالحکیم صاحب کو طواف کرتے ہوئے اپنے سامنے دیکھتے۔

آپ پڑھ چکے کہ حضرت مولانا سید ابوالخیرات صاحب قدس سرہ بہت بڑے قطب تھے انکے فیض سے آپ کے والد بزرگوار قطبیت کی بلند منزل پر فائز ہوئے اور پھر آپ انکے نائب و مناب بنے۔ چنانچہ ماسٹر نصر الدین صاحب ساکن (موضع چمیاں شہاب گنج) ضلع بنارس اس زمانے کا واقعہ بیان فرما رہے تھے جب کہ وہ کٹیئر میں ایک پرائمری اسکول میں گورنمنٹ کے ٹیچر تھے اور حضرت ہی کے

مکان پر رہتے تھے۔ سردی کا موسم تھا ایک دن حضرت کے قریب اسی کمرے میں لیٹے ہوئے تھے رات کافی گزر چکی تھی ماسٹر صاحب کی آنکھ کھل گئی انہوں نے دیکھا کہ حضرت کے پائنتی ایک اجنبی شخص کھڑا ہے ہاتھ میں رجسٹر ہے حضرت سے کہہ رہا ہے کہ کل پٹنہ شہر میں ایک مقدمہ کا فیصلہ ہونا ہے جن جن کے دستخط ضروری تھے کروائے ہیں آپ کو چونکہ آپ کے والد کا مقام دیا گیا ہے اس لئے آپ کے دستخط ضروری ہیں۔ حضرت نے چہرے سے لحاف ہٹایا ہاتھ میں رجسٹر لیکر دستخط فرما دیئے۔ میں بہت دہشت زدہ تھا یہ سارا منظر میں چپکے چپکے دیکھتا رہا اسی صبح کو میں نے عرض کیا کہ رات کا یہ کیا ماجرا تھا آپ خاموش ہو گئے ہفتہ بھر میں پوچھتا رہا بمشکل آپ نے تفصیل بتائی اس شرط کے ساتھ کہ آپ کسی کو میری حیات تک نہ بتائیں۔

☆ معمولات ☆

عقائد میں آپ نہایت متصلب سنی ہیں اور آپ کے نظریات ہر فرقے کے بارے میں وہی ہیں جو امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ہیں اور تمام معمولات اہل سنت کے پابند ہیں نہایت کٹر حنفی ہیں اتباع سنت کا جذبہ رگ رگ میں سمایا ہوا ہے۔ میں نے کبھی بھی آپ کو بلا عذر خلاف سنت کام کرتے نہیں دیکھا۔ آغاز میں نوافل کی بھی بہت پابندی تھی اب ضعف کی وجہ سے نفل نمازوں کی پابندی نہیں ہے۔ اشراق و ادابین و تہجد کے آپ آغاز سے پابند رہے۔ تلاوت قرآن کثرت سے فرمائی رمضان میں آج بھی معمول ہے کہ رات بھر سوتے نہیں ہیں زیادہ تر تلاوت میں وقت گزرتا ہے عام دنوں میں بھی آپ کا سونا

کھانا، پینا، بہت معمولی ہے۔ آج تک دستور ہے کہ لیٹے لیٹے جب تک اردو والا شجرہ مع بند نہیں پڑھ لیتے ہیں اس وقت تک سوتے نہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ رات جاگتے گزر جاتی ہے۔

خاص کر جلسوں وغیرہ کی شرکت میں بعد اختتام اگر فجر میں دو ایک گھنٹے باقی رہتے ہیں تو آپ فجر پڑھ کر ہی سوتے ہیں بعد فجر سے تا اشراق حلقہ ذکر رہتا ہے۔ پہلے بعد نماز مغرب بھی پابندی کے ساتھ حلقہ ہوتا اور مریدین پر توجہ ڈالتے۔ جناب النبی دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ جب حضرت مریدین پر توجہ ڈالتے ہیں تو اس وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نور کا دھارا آپ کے سینے سے نکل رہا ہے۔

اپنے روحانی آباء کے اعراس مبارک کے موقع پر سجاوٹ اور لنگر کا اہتمام دیکھنے کے لائق ہوتا ہے نہایت ذوق و شوق اور محنت و جاں فشانی سے کام لیتے ہیں۔ اعراس کے ایام میں غذا بہت کم استعمال فرماتے ہیں۔ خداوند قدوس آپ کا سایہ دراز فرمائے۔ (آمین)

”آپ کی چند کرامات و تصرفات ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جن سے ایک عام انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ آپ فضل و عرفان کی کس بلند چوٹی پر فائز ہیں۔“

☆ کرامات و تصرفات ☆

آپ پڑھ چکے کہ آپ کے مزاج میں اخفاء و ستر احوال بہت ہے اس سب کے باوجود اگر خطرات قلوب پر اطلاع اور مکشوفات و دیگر کرامات آپ کی تفصیل سے عرض کی جائیں تو بہت ضخامت بڑھ جائیگی۔ اس قسم کی کرامات تو

روزانہ صادر ہوتی رہتی ہیں خاص کر اہل نظر خوب جانتے ہیں کہ آپ کا کشف کتنا صحیح اور تیز ہے نیز سب سے بڑی کرامت آپ کی دینی استقامت ہے۔ یہ اس قدر ہے کہ ظاہر و باطن میں تقویٰ و طہارت کی ایسی پابندی اس دور میں بمشکل ہی ملے گی۔ آپ کا زبردست تصرف ایک یہ ہے کہ آپ کی عالی توجہات سے بہت سے لوگوں کو احوال و مقامات سلوک ہو گئے اور اصحاب کشف ہو گئے، باطنی مدارج طے کر لئے۔ ہزاروں کو فسق و فجور سے تائب کرادیا، ایمان میں جلاء و قوت پیدا ہو گئی۔ آپ کے اخفاء حال کو دیکھتے ہوئے آپ کی کرامتوں کو سمجھنا بھی ہر ایک کے بس کی بات نہیں مگر آپ سے واقف جانتا ہے کہ منٹ منٹ پر باطن کی خبر رکھتے ہیں مگر انداز ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اسے سمجھ نہیں پاتا ہے۔

مثال کے طور پر آپ چھپیا بازار مدرسہ گلشن رضا میں تھے راقم السطور اس وقت وہاں مدرس تھا ایک بڑے مولانا صاحب تشریف لائے جو آپ کے اساتذہ میں ہوئے تھے دوسرے دن صبح کو انہوں نے ایک مولانا صاحب سے ملنے کی خواہش ظاہر کی جو چند کلو میٹر کے فاصلے پر رہتے تھے حضرت نے ان سے کہا کہ آپ رکیں ہم دکھوالیں کہ وہ مولانا صاحب گھر پر ہیں یا نہیں چنانچہ آدمی بھجا گیا معلوم ہوا وہ سویرے ہی کہیں چلے گئے ہیں۔

(۱) حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی فاتحہ چہلم میں پہلی مرتبہ میں نے حضرت مولانا محمد حنیف خان صاحب مدظلہ کی زبانی آپ کا ذکر مبارک سنا۔ میں اس وقت کچھوچھ شریف جامع اشرف میں مدرس تھا۔ جب مدرسہ پہنچا تو ایک شام کو مدرسین کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا میں نے آپ کے بارے میں لوگوں کو بتایا اس میں ایک

مخلص کہنے لگے کہ آج کل کے پیروں سے ہو شیار رہنے کی ضرورت ہے۔ بات وہیں ختم ہو گئی مگر ان کے کہنے سے کچھ تردد ضرور ہوا اسی شب میں سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عالی شان مسجد ہے اور مسجد کے باہر لوگوں کا ہجوم ہے صف بنا کر لوگ کھڑے ہیں یکے بعد دیگرے لوگ اندر جا رہے ہیں اور باہر آرہے ہیں میں نے ایک صاحب سے پوچھا کہ آپ لوگ کیوں جمع ہیں بتایا کہ بنارس کے حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب آئے ہوئے ہیں ہم انہیں کی ملاقات کو آئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ میں تو بنارس جانے کو تھا بہتر ہے کہ ملاقات یہیں ہو جائیگی۔ میں بھی لوگوں کی صف میں کھڑا ہو گیا جب اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ آپ ایک کونے میں ٹیک لگائے تشریف فرما ہیں لوگ یکے بعد دیگرے مصافحہ و دست بوسی کر رہے ہیں میری باری آئی میں نے بھی مصافحہ کیا اور ہاتھوں کو بوسادے کر جب ہاتھ چھڑانے لگا تو فرمایا کیا تمہیں ہماری ولایت میں شک ہے مانگو کیا چاہتے ہو؟ میں کہنے لگا اب مجھے اطمینان ہو گیا میں کوئی دلیل نہیں چاہتا۔ آنکھ کھل گئی قلب کو آپکی ولایت پر اطمینان حاصل تھا۔

(۲) آپ کا جب میں مرید ہوا اور پہلی مرتبہ چند دنوں کے بعد آپ کے دولت کدہ پر پہنچا تو صبح کو آپ کے ساتھ آپ کے کمرہ میں بیٹھا تھا اور چند لوگ تھے دل میں خیال آیا کہ آپ کی کوئی کرامت دیکھنے کو مل جاتی تو آپ کی ولایت و بزرگی پر قلبی اطمینان حاصل ہوتا ابھی یہ خیال ذہن میں گردش کر ہی رہا تھا کہ پاس میں الماری میں رکھی ہوئی کتابوں سے ایک کتاب اٹھائی اور ایک مقام پر کھول کر فرمایا کہ مولانا یہاں سے پڑھے گا جب میں نے پڑھنا شروع کیا تو اس میں لکھا تھا کہ مرید کو

اپنے پیر سے کرامت نہیں طلب کرنا چاہئے۔ سرکار ﷺ سے معجزہ کفار طلب کرتے تھے۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ کتنا عالی کشف ہے کرامت بھی دکھادی اور خطا پر تنبیہ بھی فرمادی۔

(۳) میرے بچپن کے ایک ساتھی مولانا محمد نایاب صاحب اس وقت ناگپور میں تھے۔ جب میں مرید ہوا میں نے انہیں خطوط لکھے گور کھپور آجاؤ ایسی ایسی بلند بالا شخصیت ہے وہ آئے اور وہیں چھپیا بازار مدرسہ ہی میں تھا۔ اتفاق سے حضرت بھی تشریف لے آئے اور مولانا مرید ہو گئے گرمی کا موسم تھا مدرسہ سڑک کے متصل واقع تھارات میں ایک چھپر کے نیچے ہم اور مولانا صاحب سوئے اور حضرت آنگن میں چھردانی لگا کر آرام فرما رہے تھے ان کے بغل میں دوسری چارپائی پر حضرت کے ایک پیر بھائی لیٹے ہوئے تھے۔ چاندنی رات تھی مولانا نے صبح کو دیکھا کہ چند لوگ سفید لباس میں سڑک پر آ جا رہے ہیں وہ کافی دیر تک یہی دیکھتے رہے۔ حضرت سے پوچھا کہ حضور کون لوگ تھے؟ آپ نے فرمایا کہ عام راستہ ہے لوگ گزرتے ہی رہتے ہیں کوئی راہ گیر رہے ہونگے۔ مولانا نے کہا حضور وہ راہ گیر نہ تھے انکے چہرے بزرگوں والے تھے بہر حال حضرت خاموش ہو گئے بعد میں اصرار کرنے پر فرمایا (جب کہ مولانا چھپیا گاؤں جا چکے تھے) چند اولیاء اکرام تھے پہلے وہ سڑک پر ٹہلتے رہے بعد میں میرے پاس آئے انکے ہاتھوں میں برف کا بڑا سا ٹکڑا تھا میرے سینے پر لا کر رکھ دیا ^{پگھلا پگھل} کر سب میرے سینے میں پیوست ہو گیا اس وقت مجھے کچھ سردی محسوس ہوئی تو میں نے چادر اوڑھ لی۔ چونکہ مولانا کو میرے معاملے میں کچھ تردد تھا اس لئے انکے اطمینان کے لئے ایسا کیا گیا۔

(۴) حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے وصال کے سال وصال سے کچھ ایام قبل سر ہند جاتے ہوئے بریلی شریف حاضر ہوئے۔ رات کے گیارہ بج رہے تھے خادم سے فرمایا کہ میری ملاقات کرادوانہوں نے کہا کہ آج کل طبیعت بہت علیل ہے اس وقت ملاقات کا کوئی امکان نہیں صبح ہو سکتی ہے۔ آپ نے ایک چھوٹا سا پرچہ لکھا جس میں نام و پتہ اور سلام و دست بوسی تحریر تھی۔ خادم پرچہ لیکر اندر حاضر ہوئے اور آپ حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے مکان کے سامنے کھڑے تھے اچانک دیکھا کہ سامنے سے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ تشریف لارہے ہیں۔ آپ تیزی سے اوپر بڑھے دارالافتاء میں حضرت تشریف لے آئے آپ آگے بڑھے دست بوسی کے بعد قدم بوسی کیلئے جھکے تھے کہ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے اٹھالیا اور تقریباً پندرہ منٹ تک مصافحہ میں آپ کے ہاتھ پکڑے رہے۔ ساتھیوں کے اصرار پر آپ نے فرمایا دوران مصافحہ میں نے جب حضرت کی منزل دیکھنا چاہی تو آپ مجھے ایک نور کا قبہ نظر آئے میں سمجھ گیا کہ غوثیت کی منزل پر فائز ہیں۔ آپ اس وقت بہت خوش تھے اور حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی خصوصی نظر سے مستفیض ہوئے تھے۔ بوقت رخصت عرض کیا کہ حضور اس وقت جانا چاہتا ہوں حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے خادم سے فرمایا کہ یہ میرے خاص مہمان ہیں صبح میرے ساتھ چائے پی کر جائیں گے۔ بلا آخر آپ کے صبح چائے پی کر روانہ ہوئے۔

(۵) حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے بعد وصال جب پہلی مرتبہ

فاتحہ کے لئے بریلی شریف حاضر ہوئے میں بھی ساتھ تھا۔ رات میں بدایوں

شریف جناب افتخار الدین صاحب برکاتی کے مکان پر قیام کیا جمعہ کے دن بعد عصر ہم لوگ بریلی شریف پہنچے۔ آپ نے فرمایا اب وقت کم ہے بعد مغرب حاضری دیں گے۔ بعد مغرب جب حاضر ہوئے تو آپ پورنی جانب حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے مزار کے پاس بیٹھ گئے ہم لوگ بیٹھنا ہی چاہتے تھے کہ آپ اٹھ پڑے فرمایا چلو گھر پر میلاو میں چلتے ہیں۔ ہم لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی بعد میں بعض احباب کے عرض کرنے پر فرمایا کہ جو نہی بیٹھے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ تشریف لائے فرمایا کہ گھر پہ میلاو ہو رہا ہے والد گرامی تشریف لے جا چکے ہیں ہم تمہارے انتظار میں تھے تم بھی چلو ہم چل رہے ہیں۔ اس طرح کے آپ کے مکشوفات بہت ہیں نمونہ کے طور پر بعض ذکر کر دئے۔

(۶) ضلع مغربی چمپارن میں پیر ہیاں کے قریب ایک گاؤں بھتیانامی ہے قریب میں دریا کی وجہ سے ہر سال لوگوں کی کھیتیاں اور مکانات تباہ ہو رہے تھے ہر سال دریا مٹی کاٹ دیتا۔ رخ ایسا ہو گیا تھا کہ لوگوں کو یقین تھا کہ آئندہ سال دو سال میں گاؤں بھی دریا کی نذر ہو جائیگا ذہنی طور پر لوگ پریشان رہنے لگے۔ اتفاق سے ایک زمانے کے بعد آپ کا اس گاؤں میں تشریف لانا ہوا آپ کے بعض پیر بھائی بھی وہاں رہتے تھے آپکے پیر بھائی طرح طرح سے فریاد کرنے لگے۔ گڑ گڑا کر عرض کیا کہ حضور توجہ فرمائیں آپ کو انکے حال زار پر ترس آیا اور انکے ساتھ دریا کے کنارے تشریف لے گئے وہاں کچھ پڑھا اور ایک لکڑی گاڑھ دی۔ اس کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ دریا لکڑی کے پاس سے ایسا مڑا کہ تقریباً تین کلو میٹر دور بستی سے چلا گیا۔ آپ سے جب میں نے تصدیق چاہی تو فرمایا اس میں میرا کیا ابا

حضور کا کرم تھا۔

(۷) اسی طرح ایک صاحب خلیل اللہ ولد حاجی محمد دین نامی جو آپ کے پیر بھائی تھے ایک مقدمہ میں غلط پھنس گئے۔ قتل کا مقدمہ تھا سزا کے پورے آثار تھے اب ہر طرف سے مایوس ہو کر آپ کے پیر پکڑ لئے۔ آپ مستان بابا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر آئے اور اسی وقت انکی برات کا فیصلہ آپ کے سامنے آگیا مگر آپ نے ان سے نہیں فرمایا کہ تم بری ہو جاؤ گے چنانچہ وہ بری ہو گئے۔ جب کہ سب کی نظر میں سزا یقینی سی تھی۔ میں نے جب عرض کیا تو فرمایا کہ میں کیسے کہتا کہ اولیاء کرام کی اس میٹنگ میں موجود تھا جس میں انکا مقدمہ پیش ہوا اور مستان بابا سے میں نے سفارش کی کہ انکو رہا کر دیا جائے اور میرے سامنے انکی رہائی بھی منظور ہو گئی۔

(۸) خدا دین صاحب انصاری جن کا ذکر حضرت شیخ المشائخ کے تذکرہ میں ہو چکا ہے انہوں نے فاضل نگر علاقہ اسمبلی کی ممبر شپ یعنی ایم، ایل، اے کا ٹکٹ لے لیا مالی حیثیت بھی کمزور تھی پہلا الیکشن لڑ رہے تھے جیتنے کے آثار بہت کم تھے۔ جب یہ مایوس ہوئے اپنے بڑے بھائی جناب الہی دین صاحب (جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) سے عرض کیا کہ آپ حضرت سے سفارش کر دیں چونکہ الہی دین صاحب حضرت کے بہت قریب تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضور اگر جیتنے کا فیصلہ ہو تو ٹھیک ہے ورنہ جو کچھ پونجی ہے وہ بھی چلی جائیگی۔ حضرت نے فرمایا کہ فلاں دن تم فلاں چیز پڑھ کر بیٹھ جانا تمہیں معلوم ہو جائیگا۔ چنانچہ الہی دین صاحب مقررہ تاریخ پر مراقب ہو کر بیٹھے اب انہوں نے دیکھنا شروع کیا کہ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ ہاتھ میں ایک کاغذ لئے ہیں اولیاء کرام کی مجلس قائم ہے اس میں خدا

دین کی جیت کے لئے سفارش کر رہے ہیں۔ بلا آخر وہ کاغذ انکے ہاتھ میں لا کر دیا جس کے آخر میں درج تھا کہ اتنے اتنے ووٹوں سے خدا دین جیت گئے۔ حضرت شیخ المشائخ نے فرمایا بڑی محنت کرنا پڑی۔ حضرت الہی دین صاحب نے ووٹ ڈالتے ہوئے بھی دیکھا اور گنتی بھی دیکھی۔ پوری تفصیل سے واقعہ بیان فرمایا تھا ایک لمبی مدت گذر جانے کی وجہ سے تفصیل و ترتیب میرے ذہن سے اتر گئی۔

(۹) مولانا محمد حنیف خان صاحب پر اس زمانے میں دنیوی خواہشات کا

بہت غلبہ تھا انھیں بھی ایم، ایل، اے کا الیکشن لڑنے کا شوق ہوا۔ انصاری صاحب انکے دوستوں میں سے تھے انصاری صاحب سے جب انہوں نے رائے لی تو انہوں نے حضرت کا پتہ بتایا کہ انکے کرم سے میں جیتا ہوں۔ حضرت مولانا صاحب انصاری صاحب کے بڑے بھائی حضرت الہی دین صاحب کو لیکر بنارس پہنچے حضرت الہی دین صاحب نے بھی بہت سفارش کی حضرت نے فرمایا کہ اچھا چلئے والد بزرگوار کے مزار پر چلتے ہیں وہاں گئے مراقب ہوئے بعد میں فرمایا کہ مولانا

آپکو ٹکٹ نہیں ملے گا کیونکہ آپکے مقدر میں دین کی دولت ہے۔ چونکہ شوق بے حد غالب تھا بہت مایوس ہوئے اور بضد ہوئے کہ کسی طرح ٹکٹ مل جائے حضرت نے فرمایا کہ آپ حضرت مفتی اعظم ہند سے مرید ہیں وہ بڑے ولی ہیں انکی خدمت میں جائیں (اس وقت وہ باحیات تھے) وہ اگر فرمادیں گے تو ٹکٹ مل جائے گا۔ مولانا صاحب بریلی شریف پہنچے حضرت مفتی اعظم ہند سے عرض کیا (حضور کی عادت تھی ایسے کاموں پر لا حول بھیجتے) کہ حضور دین کی خدمت کرونگا۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہا خاموش ہو گئے مولانا صاحب واپس آگئے کچھ مدت گذری پھر

بے چینی بڑھی پھر بنارس پہنچے جب بہت مصر ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ سیوان چلتے ہیں حضرت مولانا سید ابوالخیرات قدس سرہ کی بارگاہ میں آخری کوشش ہو سکتی ہے وہ بڑے قطب ہیں حضرت الہی دین صاحب بھی ساتھ تھے مولانا صاحب جب مزار پر پہنچے حضرت کا ارادہ ہوا کچھ دیر سکون سے بیٹھا جائے مراقب ہو کر آپ نے پھانک بند کر لیا جو نہی آپ بیٹھے کسی نے پھانک کھٹکھٹایا حضرت نے آنکھ کھولی تو دیکھا سامنے ایک مجذوبہ عورت کھڑی تھیں کہہ رہی تھیں میں آج پندرہ دن قبل بریلی سے بھیجی گئی ہوں تاکہ حضرت مولانا سید ابوالخیرات قدس سرہ کی بارگاہ میں ٹکٹ کے لئے سفارش کروں کل ہی فیصلہ ہوا ہے کہ مولانا کو ٹکٹ نہیں ملے گا۔ اب جب آخری فیصلہ سامنے آگیا تو مولانا صاحب نے عرض کیا کہ حضور اتنا ہی کرم کر دیں کہ اس علاقہ سے کسی کو ٹکٹ نہ ملے تاکہ عزت بچ جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ ہو جائے گا چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ ان واقعات نے مولانا صاحب کی زندگی پر گہرا اثر ڈالا جن لوگوں نے اس زمانے میں دیکھا ہے اور پھر بعد میں وہ جانتے ہیں کہ مولانا صاحب کی زندگی میں یہ زبردست دینی انقلاب بھی حضور مرشدی الکریم کا زبردست تصرف ہے۔

(۱۰) آپ حضرت الہی دین صاحب کے گاؤں شیخوپٹی میں تھے اس کے قریب میں ایک موضع پردھان پٹی ہے جہاں کے ماسٹر صدیق صاحب قبلہ رہنے والے ہیں۔ اتفاق سے یہ راقم السطور بھی اسی دن حضرت کی بارگاہ میں پہنچ گیا حضرت آنکھ بند کئے لیٹے تھے آپ نے دیکھا کہ چند آدمی آئے اور کہہ رہے ہیں کہ اس گاؤں میں اور پردھان پٹی میں آگ لگنا ہے۔ آپ نے سفارش کی کہ معاف کر دیا

جائے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ کی وجہ سے اس گاؤں والوں کو معاف کیا جاتا ہے لیکن پردھان پٹی میں ضرور لگے گی۔ دوپہر کا وقت تھا آپ اٹھ کر بیٹھ رہے ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ شور ہوا کہ پردھان پٹی میں بھیانک آگ لگ گئی ہے چنانچہ کافی گھر جل کر خاک ہو گئے۔

(۱۱) آپ سلیم پور ضلع دیوریا میں تھے وہاں دوپارٹیوں میں سخت جھگڑا چل رہا تھا آپ کے ایک پیر بھائی بھی ایک پارٹی سے منسلک تھے جس کی وجہ سے دوسرا گروہ چاہتا تھا کہ موقع پا کر انہیں قتل کر دیا جائے۔ حضرت کے پاس وہ بھی چارپائی بچھا کر سو رہے تھے دشمنوں نے سوچا موقع غنیمت ہے ایک دستی بم لیکر چند آدمی مارنے کے لئے چارپائی کے قریب پہنچے مگر دل میں ایسی وہشت طاری ہوئی کہ مارنا تو کجا وہاں کھڑے ہونے کی ہمت نہ ہوئی تھوڑی دور جا کر ر کے اسی اثنا میں وہ بم ہاتھ سے گر اور پھوٹ گیا جس سے وہ شخص شدید زخمی ہو گیا۔

(۱۲) ایک موقع پر ہم اور مولانا محمد نایاب صاحب حضرت کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے آپ نے انہیں اور ہمیں اپنا استعمال کردہ کرتا عنایت فرمایا کچھ دنوں کے بعد مولانا صاحب کے ایک عزیز کا انتقال ہو گیا وہ عمل سے بہت دور تھے مولانا کو ترس آیا تو وہ آپ کا کرتا غسل کے بعد انہیں پہنا دیا۔ اس وقت مولانا کا کشف بہت اچھا تھا انہوں نے تدفین کے بعد دیکھا کہ پورے جسم پر عذاب ہو رہا ہے مگر اس قدر حصہ محفوظ ہے جتنے پر آپ کا کرتا مبارک تھا۔

(۱۳) آپ کے خلیفہ حضرت مولانا اقبال احمد صاحب (جو تحصیل کسپا کی

جامع مسجد کے امام و خطیب اور مدرسہ کے صدر مدرس ہیں) بیان فرما رہے تھے کہ

جب میں آپ کی ارادت میں داخل ہوا تو اسکے دوسرے دن حضرت شاہ بوڑھن رحمۃ اللہ علیہ جنکا مزار پاک پڈرونہ شہر کے قریب ایک بیابان میں واقع ہے۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ یہ مصنوعی مزار ہے دیوانوں نے لکڑی گاڑ لی ہے کمائی کا ذریعہ بنا لیا۔ بہر حال حضرت کے ساتھ انکی زیارت کو یہ بھی گئے اور بھی متعدد لوگ تھے بعد فاتحہ مراقب ہوئے مراقبہ کے بعد حضرت نے خاص خاص لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگوں نے کیا کیا دیکھا؟ حضرت مولانا اقبال احمد صاحب نے عرض کیا کہ حضور میں نے ایک بزرگ کو دیکھا نہایت نورانی چہرہ، قد لمبا، جسم دبلا پتلا، تہ بند باندھے ہیں کہنیوں سے کچھ نیچے تک کرتے کی آستینیں ہیں کاندھے پر ایک تولیہ اور چادر ہے وہ چادر انہوں نے سب کے سروں پر ڈال دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ چلنے لگے اور حضرت سے فرمایا کہ آپ اجازت دیں مجھے کچھ کام ہے مصافحہ کیا مولانا سے بھی مصافحہ کیا۔

(۱۴) مولانا اقبال احمد صاحب ہی نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت

کا قیام مدرسہ پر ہوارات کا وقت تھا کھانا صرف چھ آدمیوں کا تھا مہمان بہت ہو گئے مجھے بڑی تشویش ہوئی کہ اس کھانے کا انتظام کیسے ہو سکتا ہے۔ حضرت نے ہماری پریشانی کا احساس فرمایا فرمایا گھبراہٹ نہیں سالن کی ڈیگھی کو ڈھانک دو اور پانچ پانچ لوگوں کو ایک ساتھ کھلائیے۔ مولانا نے بتایا کہ اسی طرح تیس آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھالیا اور کھانا پھر بھی بچ رہا۔ پھر وہ کھانا طلبہ کو دے دیا گیا بایس طلبہ تھے سب کو دو، دو بوٹی ملیں اسی طرح وہ کھانا باون آدمیوں نے کھایا جب کہ گوشت صرف ایک کلو تھا۔ (۱۵) حضرت مولانا صاحب نے ہی بیان فرمایا کہ میں حضرت

کے ساتھ تھا جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لے گئے مجھے تقریر کے لئے فرمایا میں تقریر کرنے لگا آپ مراقب ہو کر بیٹھ گئے بعد نماز جمعہ فارغ ہو کر چلے تو راستے میں مولانا سے انکے والد کا پہلے پورا حلیہ بیان فرمایا جب کہ انکا انتقال ہو چکا تھا اور کبھی آپ سے ملاقات بھی نہ ہوئی تھی پھر فرمایا کہ تمہارے والد آئے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ مولانا کی والدہ بہت پریشان ہیں آپ انہیں گھر بھیج دیں۔ میں نے وعدہ کر دیا کہ پیر کے دن بھیج دوں گا آپ پیر کو چلے جائیں۔ جب پیر کو گھر پہنچا تو دیکھا کہ والدہ نے میرے لئے مختلف قسم کے کھانے تیار کئے ہیں انہوں نے بتایا کہ تمہارے والد خواب میں آئے تھے انہوں نے بتایا کہ تم پیر صاحب کے ساتھ ہو سو موار کو آ جاؤ گے۔

(۱۶) جناب حسن امام صاحب حضرت کے پرانے پیر بھائی ہیں

دیوراج کے علاقہ میں ایک قصبہ (سویا) ہے جہاں کے وہ رہنے والے ہیں قصبہ میں قریب قریب سبھی وہابی ہیں چند کو متثنیٰ کر کے۔ انہوں نے حضرت سے میلاد کے لئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا وہابی لوگ ہیں سننے کوئی آتا نہیں ہے لہذا بے عزتی ہوتی ہے مگر وہ بصد ہو گئے آپ نے دعوت منظور فرمائی اور مغرب کے وقت اس وقت داخل ہوئے جب کہ وہابیوں کی جماعت ہو چکی تھی نماز مغرب پڑھ کر کچھ دیر مراقبہ فرمایا پھر مولانا اقبال سے فرمایا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں لبا حضور (والد گرامی کو آپ اسی لفظ سے یاد کرتے ہیں) تشریف لائے فرما گئے ہیں کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ عزت کا محافظ ہے۔ چنانچہ مولانا نے مسجد میں بایں الفاظ دو مرتبہ اعلان کیا کہ جناب حسن امام صاحب کے گھر میلاد شریف ہے

آپ لوگ زیادہ سے زیادہ شرکت کریں۔ بعد عشاء پروگرام ہوا تقریباً پانچ
سواؤ میوں نے شرکت کی ڈیڑھ گھنٹہ تقریر ہوئی وہ بھی اخلاقی مسائل پر اور مذہب
حق کے اثبات میں انہیں سارے سامعین سلام و قیام کر کے واپس ہوئے جب کہ وہ
میلاد کے نام سے پڑھتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آدھی روٹی کھائیے ☆ بچوں کو پڑھائیے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا، عمل
کرنا اور پھر اور ررون کو سیکھانا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

والدین کا اولاد کے لئے بہترین تحفہ علم ہے جس پر کیا گیا

خرچ بہترین صرفہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆

علم کی پیشکش کو نشہ قوم

میں نشہ کا مقام حاصل نہیں

کم لکھتے

﴿خصوصی تعاون﴾

اللہ تعالیٰ حاجی محمد یونس صاحب (مالک ٹیلی بیڈی دموہ) کو دونوں جہان کی بھلائیاں عطا فرمائے کہ انھوں نے اس کتاب کی طباعت میں اپنے والدین مرحوم رحیم بخش و مرحومہ زہرائی کے ایصال و ثواب کی خاطر خصوصی تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ انکے والدین کی قبروں پر رحمت و نور کی بارش نازل فرمائے اور انکی قبروں کو باغیچہ جنت بنائے اور حاجی صاحب کے کاروبار میں مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

﴿دیگر معاونین﴾

- (۱) مولانا آفتاب عالم مجددی دیوریا (۲) مولوی محمد شبیر مجددی کانپور
- (۳) مولانا صابر علی مجددی جھانسی (۴) حافظ توفیق عالم مجددی صفی پور
- (۵) معین احمد صاحب مجددی مڑہر پور (۶) علی شیر خان صاحب مجددی مڑہر پور
- (۷) سمیع الدین خان صاحب مجددی مڑہر پور (۸) عبدالمعید خان صاحب مجددی مڑہر پور
- (۹) محمد کلام صاحب مجددی قنوج (۱۰) محمد ریاض حسین مجددی قنوج
- (۱۱) ماسٹر محمد ادریس صاحب مجددی یا قوت گنج (۱۲) حافظ علی اکبر صاحب مجددی سیوان
- (۱۳) مولانا قاسم صاحب مجددی سیوان (۱۴) محمد مقبول عالم مجددی سیوان
- (۱۵) حاجی عبد الرحمن صاحب سیوان (۱۶) محمد صلاح الدین صاحب سیوان
- (۱۷) دین محمد صاحب قنوج

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے نام نامی سے منسوب
اسلاف کی عظمتوں کا محافظ

علوم و فنون کا علم بردار

☆ الجامعة الاحمدیہ ☆

الجامعة الاحمدیہ کے قیام کا خاص مقصد ان کوتاہیوں کی تلافی
کرنا ہے جو عام مدارس عربیہ میں پائی جاتی ہیں اور ایسے علماء و فقہاء کا وجود
ہے جو علوم و فنون میں بلند صلاحیتوں کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ
با عمل مبلغ سنت اور قائدانہ اوصاف کے حامل ہوں اور ہنر سے آراستہ
ہوں جس سے بہتر حلال معاش حاصل کر کے عزت کی زندگی گزار سکیں
نیز عربی زبان و ادب میں مہارت کے ساتھ ساتھ نیشنل زبانوں میں اس
قدر دسترس رکھتے ہوں جس کی وجہ سے مختلف زبانوں میں اسلام و سنیت
کے پیغام حق کو مختلف قوموں اور طبقوں تک پہنچا سکیں۔ جامعہ نے اپنے
اغراض و مقاصد کی تحصیل و تکمیل کے لئے مختلف شعبوں اور اداروں کے
قیام کو اپنے منصوبوں میں داخل کیا ہے۔

ہم نے اب تک اپنے مقصد کے حصول کے لئے جن شعبوں کو

قائم کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) النجیب مرکز العربی (۲) جامعة المحسنات الصفیہ

(۳) دار التخصیص فی الادب العربی

(۴) دار التحفیظ والقراءۃ

(۵) وارثی پبلک اسکول (۶) برکاتی کمپیوٹر ایجوکیشن

مندرجہ بالا مستقل شعبوں کے علاوہ جامعہ اپنے ذمہ مندرجہ

ذیل خدمات لئے ہوئے ہے۔

(۱) دارالافتاء (۲) تعلیم و تدریس (۳) تصنیف و تالیف (۴) فتویٰ نویسی

کی مشق کی تربیت گاہیں نیز مستقبل قریب میں تحقیق، ریسرچ اور

صنعت و حرفت (ٹیکنکل) شعبوں کے ادارے قائم ہو جائے نگے۔ معلوم

رہے کہ جامعہ کی طرف سے مکاتب و مدارس قائم کیے جاتے ہیں اور اہل

ضرورت کو تربیت یافتہ علماء و حفاظ فراہم کیے جاتے ہیں۔ لہذا جن اہل

مدارس کو علماء و حفاظ کی یا علماء و حفاظ کو مکاتب و مساجد بڑے تعلیم و امامت

مطلوب ہوں رابطہ کریں۔

﴿جامعہ کے فوری منصوبے﴾

(۱) پی ایڈ کالج (۲) ایم بی اے، ایم سی اے (۳) لڑکیوں اور

لڑکوں کا علاحدہ علاحدہ انٹروڈگری کالج (۴) منی آئی ٹی آئی۔

مصنف کی غیر مطبوعہ تصانیف

(۱) خصائص نقشبندی (۲) آداب طریقت

(۲) آداب طریقت (۳) معارف مجدد

(۴) صفوی سادات اور انکی خدمات

(۵) تذکرہ مشائخ سہروردیہ (مطبوعہ)

(۶) تذکرہ مشائخ مجددیہ حصہ اول و دوم

(۷) تصوف اور اسکی اصطلاحات

(۸) تصوف اور اسکے فوائد (۹) شرح ملاحسن

(۱۰) شرح میزان و منشعب (۱۱) شرح اصول الشاشی

(۱۲) ذکر و فکر

**AL-JAMIATUL-AHMADIA
QANNAUJ, (U.P.)**